

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## امراض نسواں کا علاج معالجہ و طبی اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں



اسکالر

سبین اکبر

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی (شعبہ علوم اسلامیہ)

نگران: پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلی اچکزئی صاحب

شعبہ علوم اسلامیہ

جامعہ بلوچستان کوئٹہ

سیشن ۲۰۱۲ء

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: [mushtaqkhan.iiui@gmail.com](mailto:mushtaqkhan.iiui@gmail.com)**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## انتساب

اپنے شفیق والدین اور مہربان اساتذہ کے نام جن کی شفقت اور علم سے محبت نے مجھ ناچیز کو اس خدمت کے قابل بنایا۔

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا. (الاسراء: ۲۴)

ترجمہ:

”پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انھوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



**UNIVERSITY OF BALOCHISTAN QUETTA.**  
(DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES)

Subject: **SUBMISSION OF THESIS OF PH.D ISLAMIC STUDIES**

Ms. Sabeen Akber Student of PH.D Islamic Studies University of Balochistan, Quetta has completed this thesis in entitled "میراث ناموں کا علاقہ سوانہ بھی (علاقہ سوانہ کی تہذیب و ثقافت کی روشنی میں)۔" Under my Supervision and guidance.

The scholar has done her work according to the well-known research methodology. Her thesis is based on original sources. The methods of research used in the thesis are well recognized by the researchers. She has incorporated my suggestions in her research work. I am satisfied with the quality of this research work and allow her to submit this thesis for further necessary action.

(Prof: Dr. Abdul Ali Achkzai)  
Department of Islamic Studies  
University of Balochistan,  
Quetta

DEAN  
Faculty of Education & Humanities  
University of Balochistan, Quetta.

**SABEEN AKBER**  
Research Scholar  
Deptt. Of Islamic Studies  
University of Balochistan,  
Quetta.

17/4/2017  
Dean Research  
Faculty of Arts  
University of Balochistan, Quetta.



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



UNIVERSITY OF BALOCHISTAN, QUETTA.

(DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES)

PLAGIARISM CLEARANCE CERTIFICATE

I have evaluated PH.D. thesis of Ms. Sabeen Akber D/o Akber Ali Scholar of PH.D Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, for assessing the level of plagiarism. I have thoroughly gone through her thesis entitled,

”سراخس نسواں کا علاج معالجہ وطنی اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں۔“

I have found that she has followed standardized research pattern while writing her thesis. I did not find any kind of plagiarism and other kinds of scholar admixture.

*[Signature]*  
31/03/17  
DIRECTOR,  
Quality Enhancement,  
University of Balochistan, Quetta.

Dated: 22-03-2017

*[Signature]*  
22-03-2017  
Dr. Muhammad Basim  
ASSOCIATE PROFESSOR  
Govt. M. Mansoor College  
QUETTA

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



**UNIVERSITY OF BALOCHISTAN, QUETTA.**

(DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES)

**PLAGIARISM CLEARANCE CERTIFICATE**


I have evaluated PH.D. thesis of Ms. Sabeen Akber D/o Akber Ali Scholar of PH.D Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, for assessing the level of plagiarism. I have thoroughly gone through her thesis entitled,

”امراض نسواں کا علاج معالجہ طبی اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں۔“

I have found that she has followed standardized research pattern while writing her thesis. I did not find any kind of plagiarism and other kinds of scholar admixture.

  
DIRECTOR  
Quality Enhancement  
University of Balochistan, Quetta.  
31/03/17

Dated: 22-03-2017

  
(Dr. Ghulam Muhammad Jaffar)  
(R) Professor  
Department of Islamic Studies  
University of Balochistan, Quetta.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



**UNIVERSITY OF BALOCHISTAN, QUETTA.**

(DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES)

**PLAGIARISM CLEARANCE CERTIFICATE**

I have evaluated PH.D. thesis of Ms. Sabeen Akber D/o Akber Ali Scholar of PH.D Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, for assessing the level of plagiarism. I have thoroughly gone through her thesis entitled,

”امراض نسواں کا علاج معالجہ طبی و اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں۔“

I have found that she has followed standardized research pattern while writing her thesis. I did not find any kind of plagiarism and other kinds of scholar admixture.

*[Signature]*  
**DIRECTOR,**  
Quality Enhancement,  
University of Balochistan, Quetta.

Dated: 22-3-17

*[Signature]*  
**CHAIRMAN**  
(Dr. Sahibzada B. A.)  
Chairman of Islamic Studies  
Department of Islamic Studies  
University of Balochistan, Quetta.

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



**UNIVERSITY OF BALOCHISTAN, QUETTA.**

**(DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES)**

Subject: - **DECLARATION**

I Ms. Sabeen Akber D/o Akber Ali Scholar of PH.D. (Reg No. 1995/UB-2014/R-233) Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, do here by solemnly declare that the thesis entitled “اسراف نسواں کا علاج معالجہ علمی اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں۔”

Submitted for fulfillment the requirement of PH.D in Islamic studies in my original research work and has not been submitted previously for obtaining any degree from this or another university or institute.

Dated:

**DEAN**  
Faculty of Education & Humanities  
University of Balochistan, Quetta.

**(SABEEN AKBER)**  
Research Scholar  
Dept. of Islamic Studies  
University of Balochistan, Quetta.



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**



UNIVERSITY OF BALOCHISTAN, QUETTA  
QUALITY ASSURANCE DIRECTORATE

Office Ph: +92-81-9211457

Intercom No: 1231

E-Mail Address: qad@um.uob.edu.pk

Dated: 13/03/2017

CERTIFICATE

This is to certify that Ms. Sabeen Akbar D/O Akbar Ali enrolled in Ph. D (Islamic Studies), Registration No. 1995/UB-2014/R-233 has Published manuscript for her Ph. D work from Journal Named "Al-Adwa" Titled "*Khvateen Kay Iye Dorany Ilaj moaliya Ibadat Key Ahkamat (Islami Talimat Ki Roshni Main*" as a principal author.

The Journal has been checked. It is HEC recognized journal of "Y" category and the article has be published in December,2016, Vol:31, Issue 46.

  
14/03/2017  
**DIRECTOR**  
Quality Assurance Directorate,  
University of Balochistan, Quetta

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## اظہارِ شکر

سب سے پہلے میں اللہ رب العالمین کی شکر گزار ہوں کہ جس نے اس تحقیق کو مکمل کرنے اور اس طریق پر چلنے کی توفیق بخشی کہ جو سب سے معزز ترین مسلک و طریق ہے۔ اسی منہج پر چلتے ہوئے آدمی کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اعلیٰ مقاصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ ترین مقاصد میں سے اللہ رب العزت والکرم کی رضا اور اُس کی جنتوں کا حصول ہے۔ یوں اللہ رب العالمین نے میرے اوپر احسان فرمایا ہے۔ میں اُس سے اس بات کی گزارش کرتی ہوں کہ وہ مجھے مذکورہ بالا مقصود و مطلوب تک پہنچا دے۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اللہ عزوجل کے بعد ان کا میرے اوپر بہت بڑا احسان ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں اُن اساتذہ کرام کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں، جنہوں نے اس محققانہ تصنیف میں میرے ساتھ بھرپور معاونت کی۔ چنانچہ میں بالخصوص اس ریسرچ کے لیے اپنے نگران جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلی اچکزئی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنی نہایت درست اور پختہ آراء و توجیہات مفیدہ سے مستفید فرمایا۔ اور اس کے علاوہ میں خاص طور پر سید محسن شاہ صاحب، فدا احمد رند صاحب کی بھی بے حد مشکور ہوں۔ مزید اس دوران جن کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے لائبریرین حضرات اور ان تمام معاونین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جن کے تعاون سے اس مقالے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئی۔

اس تشکر و سپاس گزاری کے اختتام میں ایک بار پھر اللہ رب العزت کی شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت سے انتہائی نامساعد حالات میں مجھے اس مقالے کو مکمل کرنے کی ہمت و طاقت عطا فرمائی۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

سبین اکبر

اسکالر پی ایچ ڈی

شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ بلوچستان کوئٹہ

## فہرست ابواب

۱	☆-----تمہید
۶	باب اول-----عورت کی تخلیق اور اسلامی تعلیمات
۷	۱۔ عورت کی تخلیق
۹	الف۔ مفکرین کی آراء
۱۱	۲۔ عورت اسلام کے آئینے میں
۱۱	الف۔ عورت قرآن وحدیث کی روشنی میں
۱۳	i۔ عورت بحیثیت والدہ
۱۴	ii۔ عورت بحیثیت بیٹی
۱۵	iii۔ عورت بحیثیت بہن
۱۵	iv۔ عورت بحیثیت بیوی
۱۷	۳۔ خواتین کے لیے اسلامی احکامات اور ان کی طبی حکمتیں
۱۷	الف۔ ستر پوشی
۲۳	i۔ ستر پوشی کی طبی حکمتیں
۲۴	ب۔ نکاح
۲۷	i۔ نکاح کے بنیادی مقاصد
۲۷	ii۔ عفت وعصمت کی حفاظت
۲۷	iii۔ الفت ومحبت
۲۸	iv۔ حدود اللہ کا قیام
۲۸	v۔ اولاد کی کثرت
۲۹	vi۔ تاخیر سے شادی و طبی مسائل
۳۰	ج۔ رضاعت کے احکام



**mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان**

i۔ دودھ پلانا کب واجب اور کب مستحب ۳۰

ii۔ جن صورتوں میں دودھ پلانا واجب نہیں ۳۱

iii۔ ارضاع کے لیے طبی حکمتیں ۳۱

iv۔ بچوں کو دودھ نہ پلانے والی ماؤں کے لیے خطرات ۳۲

☆-----حوالہ جات باب اول ۳۵

باب دوم-----امراض نسواں اور علاج معالجہ کی ضرورت و اہمیت ۴۰

۱۔ عورت کی جسمانی خدوخال (سائنسی تحقیقات کی روشنی میں) ۴۰

الف۔ ڈاکٹر ایمل نووک ۴۲

ب۔ ڈاکٹر گپ ہارڈ کی تحقیق ۴۲

ج۔ خواتین میں کینسر کے خلاف زیادہ مدافعت ۴۲

د۔ بیماری کے دوران خواتین کی قوت مدافعت ۴۲

ر۔ ڈاکٹر فشر کا تجزیہ ۴۴

۲۔ امراض نسواں کا تعارف (سائنسی و اسلامی تعلیمات کی روشنی میں) ۴۵

الف۔ حالت حیض اور اس سے متعلقہ امراض ۴۵

i۔ حیض کی مدت ۴۵

ب۔ حالت نفاس ۴۷

i۔ نفاس کی مدت ۴۷

ii۔ آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم ۴۸

ج۔ استخاضہ ۴۸

د۔ لیکوریا ۴۹

ر۔ امراض حمل ۴۹

ز۔ پستانوں کے امراض ۵۰

**mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان**

۵۰	i۔ التهاب پستان
۵۰	ii۔ ورم پستان
۵۰	س۔ HIV اور ایڈز
۵۳	i۔ جنسی طریقہ سے انتقال
۵۳	ii۔ ماں سے بچے میں انتقال
۵۴	iii۔ آلودہ سرنج کے استعمال سے انتقال
۵۵	ص۔ سوزاک
۵۵	ط۔ پیڑ کی سوزش کا مرض
۵۶	ع۔ شنگرا نیڈ
۵۶	ف۔ کینسر / سرطان
۵۷	ق۔ بانجھ پن
۵۷	ک۔ برص
۵۸	گ۔ خارش
۵۸	ل۔ اگیزیما اور کھجلی
۵۹	م۔ چھالے
۶۰	۳۔ خواتین کے علاج معالجہ کی ضرورت واہمیت
۶۱	الف۔ طبی ماہرین کی آراء کی روشنی میں
۶۴	☆-----حوالہ جات باب دوم
۶۸	باب سوم-----علاج معالجہ کی شرعی حیثیت
۶۹	ا۔ فقہ اسلامی و شرعی مصلحتیں
۶۹	الف۔ احکام شریعت
۷۱	ب۔ ہر دور میں معاشرے کی رہنمائی کا ذریعہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۷۳	۲۔ علاج معالجہ قرآن وحدیث کی روشنی میں
۷۸	۳۔ علاج معالجہ فقہاء کی آراء کی روشنی میں
۷۸	الف۔ مصالح ومفادات کی رعایت
۷۹	ب۔ ضرورت واحکام شرعیہ
۸۱	۴۔ علاج معالجہ کی طبی حکمتیں
۸۱	الف۔ حرام اشیاء سے علاج
۸۴	ب۔ جمادات سے علاج
۸۴	ج۔ نباتات وحیوانات سے علاج
۸۵	د۔ ناپاک اشیاء سے علاج
۸۲	۵۔ مریضہ کے لیے طبیب سے معائنہ کے احکامات
۸۷	الف۔ مرد طبیب (ڈاکٹر) سے علاج کی شرائط
۸۸	ب۔ مرد ڈاکٹر سے زچگی کروانا
۸۸	ج۔ غیر مسلم طبیب سے خواتین کا علاج
۹۰	☆-----حوالہ جات باب سوم
۹۲	باب چہارم-----جدید طرق علاج وفقہی احکامات
۹۳	۱۔ علاج معالجہ کے شرعی احکامات وحدود
۹۳	۲۔ پلاسٹک سرجری
۹۸	۳۔ چہرے اور جسم کے فالتو بالوں کا علاج
۱۰۳	۴۔ گنچ پن کا علاج معالجہ
۱۰۴	۵۔ مصنوعی اعضاء کا استعمال
۱۰۵	الف۔ مصنوعی دانتوں کا استعمال
۱۰۶	ب۔ مصنوعی آنکھوں ولینس کا استعمال

۱۰۸	۶۔ جراحی (آپریشن) کی شرعی حیثیت
۱۱۱	الف۔ نس بندی (قطع نسل) آپریشن
۱۱۱	i۔ نس بندی آپریشن کا حکم
۱۱۲	ii۔ فقہاء کی آراء کی روشنی میں
۱۱۲	iii۔ اضطراری حالت میں نس بندی آپریشن
۱۱۴	۷۔ مانع حمل (برتھ کنٹرول) تدابیر کا شرعی حکم
۱۱۵	i۔ مانع حمل کی عارضی تدابیر
۱۱۶	ii۔ عزل کے بارے میں فقہاء کی آراء
۱۱۶	iii۔ عصر حاضر میں مانع حمل کی عارضی تدابیر
۱۱۶	iv۔ مانع کے مقاصد
۱۱۶	v۔ طبی ضرورت کے لیے مانع حمل
۱۱۶	vi۔ تحدید نسل کے لیے مانع حمل
۱۱۷	vii۔ مانع حمل ادویات کے استعمال کا حکم
۱۱۸	viii۔ مانع حمل تدابیر، جواز کی صورتیں
۱۱۸	ix۔ مانع حمل تدابیر و عدم جواز کی صورتیں
۱۱۹	۸۔ اسقاط حمل کے احکامات
۱۱۹	i۔ اسقاط حمل کی صورتیں۔ فقہاء کی آراء کی روشنی میں
۱۲۰	ii۔ نفخ روح سے قبل اسقاط
۱۲۱	iii۔ اسقاط حمل کا حکم
۱۲۴	۹۔ جدید نظام تولید کی شرعی حیثیت
۱۲۴	i۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے اولاد کی پیدائش کا شرعی حکم
۱۲۵	ii۔ اجنبی مرد و عورت کے مادہ کا اختلاط

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۲۶	iii- میاں بیوی کے مادہ کا اختلاط
۱۳۰	☆-----حوالہ جات باب چہارم
۱۳۵	باب پنجم-----علاج معالجہ سے متعلق طبی و اخلاقیاتی پہلو
۱۳۶	۱- صحت کی اہمیت
۱۳۶	i- صحت کا میدانِ حشر میں سوال
۱۳۷	ii- صحت کا اثر انسانی اخلاق پر
۱۳۸	۲- مریضہ کے لیے احکامات
۱۳۸	الف- بروقت علاج معالجہ
۱۴۲	ب- بیماری میں پرہیز کرنا
۱۴۲	i- مضر اشیاء سے پرہیز
۱۴۳	ii- غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت
۱۴۴	ج- صحت و عافیت کی دعا مانگنا
۱۴۹	د- بیماری میں صبر کے احکامات
۱۵۲	ر- وصیت کے احکامات
۱۵۲	i- مستحب وصیت
۱۵۲	ii- واجب وصیت
۱۵۵	۳- معالج (طیب) کی ذمہ داریاں
۱۵۵	الف- معالج کا اپنے شعبے میں اہلیت کا حامل ہونا
۱۵۸	ب- ابتدائی طبی امداد
۱۶۲	ج- مصلحتاً مرض کا ظاہر کرنا
۱۶۵	۴- دورانِ بیماری اہل و عیال کا کردار
۱۶۵	الف- تیمارداری کرنا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۶۸	ب۔ بیمار کی عیادت کرنا
۱۶۸	i۔ عیادت کی فضیلت و اہمیت
۱۶۹	ii۔ عیادت کے اسلامی آداب
۱۷۰	iii۔ گناہوں کے معاف ہونے کی خوشخبری
۱۷۱	vi۔ مریض کے لیے دعا کرنا
۱۷۲	v۔ مریض کو تسلی دینا
۱۷۳	iv۔ قریب المرگ مریضہ کو تلقین کے احکامات
۱۷۳	iiiv۔ کلمہ پڑھنے کی تلقین
۱۷۳	iiiiv۔ توبہ کی تلقین
۱۷۵	xi۔ موت کی تمنا نہ کرنے کی تلقین
۱۷۶	۵۔ دوران علاج معالجہ عبادات کے احکامات
۱۷۸	الف۔ طہارت و نظافت کی تاکید و رعایت
۱۷۸	i۔ غسل
۱۷۹	* مصنوعی بالوں پر مسح و غسل
۱۸۰	ii۔ وضو کے احکامات
۱۸۰	* آشوب چشم
۱۸۱	* کمرے کے نچلے حصے کو بے حس کرنے پر وضو
۱۸۱	* اندرون جسم دوا کے استعمال پر وضو
۱۸۱	* پلاسٹر پر مسح
۱۸۱	* انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ
۱۸۲	* اینڈوسکوپ (معدہ تک نکلی پہنچانا)
۱۸۳	* پیشاب کی نالی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۸۳	مصنوعی دانتوں کی صورت میں *
۱۸۴	مصنوعی اعضاء کا حکم *
۱۸۵	تیمم کی رعایت -iii
۱۸۵	بیماری و بوجہ مجبوری *
۱۸۵	زخم (آپریشن) اور پھوڑوں کی حالت میں *
۱۸۶	تلاوت قرآن کے احکام ب-
۱۸۶	تلاوت قرآن شفاء کا ذریعہ -i
۱۸۶	ناپاکی و دیگر حالات میں تلاوت قرآن -ii
۱۸۷	نماز کے احکامات ج-
۱۸۷	بیماری کے دوران نماز -i
۱۸۸	قیام اللیل کی عدم فرضیت بیماروں کی وجہ سے -ii
۱۸۹	حیض و نفاس میں نماز -iii
۱۸۹	حالت استحاضہ میں نماز -iv
۱۸۹	دوران علاج معالجہ ہسپتال میں نماز -v
۱۹۰	مریضہ کے لئے دوپٹے کا حکم -vi
۱۹۰	شرمگاہ کے امراض کے دوران نماز کا حکم -vii
۱۹۲	روزہ کے احکامات د-
۱۹۲	دوران بیماری روزہ -i
۱۹۲	حیض و نفاس کی حالت میں روزہ -ii
۱۹۳	دوران حمل و رضاعت روزہ کے احکامات -iii
۱۹۴	بوجہ زچگی روزہ کا حکم -iv
۱۹۵	موذی امراض کی وجہ سے افطار -v



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۹۶	-vi	دوران روزہ اینڈ ویکوپی
۱۹۶	-vii	ناک میں دوا ڈالنا
۱۹۷	-viii	روزہ کی حالت میں اسٹیم لینا
۱۹۷	-ix	اندرون جسم دوا کا استعمال
۱۹۷	-x	آنکھوں اور کانوں میں دوا ڈالنا
۱۹۸	-xi	دوران روزہ بواسیر کی خارجی دوا کا استعمال
۱۹۸	-xii	ڈرپ، انجکشن اور خون چڑھانے کا حکم
۲۰۰	-r	حج کے احکامات
۲۰۱	-i	خواتین پر حج کی فرضیت
۲۰۱	-ii	دوران حیض حج کے احکامات
۲۰۱	-iii	دوائی کھا کر ایام کو روکنا
۲۰۱	-iv	انجکشن سے حیض بند کرنے کا حکم
۲۰۲	-v	حاملہ عورت کا حج
۲۰۳	☆	-----حوالہ جات باب پنجم
۲۱۱	☆	-----نتائج ( Conclusion )
۲۱۶	☆	-----سفارشات
۲۱۷	☆	-----فنی فہارس
۲۲۳	☆	-----فہرست المراجع والمصادر

### Abstract

Islam is a complete code of life. It encapsulates comprehensive guidance for believers about every walk of life. The believers and the pious should have no qualms that the pure and enlightened principles of Islam would stand valid till the end of this world/doomsday. Thus, Islam stands a distinct religion for it covers every aspect of life. Therefore, the Islamic guidelines and principles can benefit us all to seek solutions to all complex issues of the contemporary life. There is hardly any issue or problem for which the rich Fiqh of Islam would not offer a solution. Therefore, it may be argued that like numerous other contemporary problems, it is equally critical to seek guidance in the light of Islam for the present topic under consideration titled as "Amraz-e-Niswan Ka Elaj Moalija-o-Tibi Ikhlaqiat". It is important to seek guidance from Islam for all medical diseases and their treatment because modern technological developments have not only made life easy, but they have also caused many complications. Therefore, it is deemed obligatory to describe solutions to such problems in the light of Islam so that women could be benefited.

This thesis comprises of five chapters. The first chapter is about women and Islam in which the the creation of woman is discussed from the Islamic as well as scientific perspective particularly the benefits a woman may derive from such guidelines. Likewise, the second chapter introduces diseases of women and their physical characteristics, and discusses their need and importance from the viewpoint of treatment. This discussion is likely to make public realize that women are different from men not only in physical appearance, but they are also markedly different from each other in terms of their inward physical properties. Therefore, women would require special treatment than men do. Chapter three highlights such treatment from the viewpoint of Sharia so that during their treatment phase in particular, people are enlightened about the comprehensiveness and universality of the religion of Islam. It includes a comprehensive discussion of how a woman patient should conduct medical consultations under the guidance of the Quran, sayings of the Prophet Muhammad, and other prominent Islamic jurists. While chapter four delineates on the modern treatment of women and highlights the parameters within which the treatment may be undertaken under the prescriptions of the jurists so that modern ways of treatment may be executed. After this, chapter five sheds light on the diseases of women and their treatment highlighting the medical and moral aspects of the patient, and other issues such as responsibility of the doctors, role of the relatives and children, and the observance of prayers during treatment.

In the end for the completion of this thesis, all possible resources have been utilized. The scholar has enthusiastically dedicated her capabilities, attention and skills in the completion of this work. Since every human effort is liable to weaknesses and limitations;

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

therefore, this document may certainly carry some limitations and if this thesis has any merit, it is just because of the blessings of Almighty Allah and sadqa of the Prophet ﷺ. Towards the end, I would like to pray sincerely before Allah to accept and reward me for this little effort! Ameen.

**Sabeen Akber**

Scholar PhD

Deptt Islamic Studies

University of Balochistan, Quetta

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

تمہید

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين.  
اما بعد!

## تعارف موضوع

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق مکمل ہدایات موجود ہیں اور اہل ایمان و اہل تقویٰ کے لیے اس سلسلے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اسلام کے روشن و پاکیزہ احکام قیامت تک کے لیے زندہ جاوید ہیں، اور تمام مسائل زندگی کے احاطہ کی صلاحیت اس فقہ کا امتیازی وصف ہے۔ اس لیے عصر حاضر میں درپیش کسی بھی مسئلے کے حل و پیچیدگی کی صورت میں اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے بآسانی مستفید ہو سکتے ہیں اور ویسے تو ایسے کم ہی مسائل ملیں گے جس کے لیے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر موجود نہ ہو۔ اس لیے زیر بحث موضوع ”امراض نسوان کا علاج معالجہ طبی و اخلاقیات“ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رہنمائی دور حاضر میں درپیش دیگر مسائل کی طرح ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ سائنس کی ترقی نے جہاں آسانیاں پیدا کی ہیں وہیں طب کے شعبے میں علاج معالجے کے ضمن میں پیچیدگیاں بھی درپیش ہیں کہ جن کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ خواتین ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ویسے بھی اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتا اور اس قدرت کی حسین ترین تخلیق، حیاء کی پیکر کی بے جا شرم مخصوص امراض اپنے اہل و عیال پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں اور کچھ وہ خود ہی لا پرواہی کرتی ہیں اور اس کے علاوہ غربت و مفلسی اور جدید طبی طریقہ علاج سے متعلق شرعی احکامات و حدود سے متعلق لاعلمی بھی عصر حاضر میں امراض کے سنگین ہونے میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں خواتین کا اسلامی تعلیمات کہ جن میں حکم کی ظاہری مصلحت اور حکمت کا جاننا بہت ضروری ہے اسی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس عنوان کا چناؤ کیا گیا تاکہ خواتین عصر حاضر کے جدید طریقہ علاج کی سہولت سے فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو سکیں۔

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے جس کا پہلا باب عورت کی تخلیق اور اسلام ہے جس میں سائنٹفک اور اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی تخلیق اور بالخصوص خواتین کے لیے حکم کی ظاہری مصلحت اور حکمت بھی بیان کی جا رہی ہے۔ اسی طرح باب دوم میں امراض نسوان و علاج معالجہ کی ضرورت و اہمیت میں عورت کے جسمانی خدو خال و نظام، امراض کا تعارف اور ان امراض کے علاج معالجہ کی ضرورت و اہمیت زیر بحث ہے وہ اس لیے تاکہ اس کو پڑھنے کے بعد عوام الناس کو اس بات کا بخوبی احساس ہو جائے کہ حقیقت میں خواتین نہ صرف بظاہر دیکھنے میں مردوں سے مختلف ہیں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بلکہ ان کا اندرونی جسمانی نظام بھی مردوں سے اختلاف کے باعث خاص علاج معالجے کا مستحق ہے اس کے بعد باب سوئم کے عنوان کے تحت میں نے علاج معالجے کی شرعی حیثیت واضح کی ہے تاکہ علاج معالجہ کے دوران بالخصوص خواتین کے لیے اسلامی قوانین کی ابدیت اور فقہ اسلامی کی جامعیت ہر خاص و عام کے ذہن میں واضح ہو جائے اس سلسلے میں قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں طبی احکامات، مریضہ کے لیے طبیب سے معائنہ کے احکامات پر جامع و تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جبکہ باب چہارم میں خاص الخاص خواتین سے متعلق امراض کا جدید طریقہ علاج و فقہی احکامات کے ذریعے علاج معالجہ کے ضمن میں شرعی احکامات و حدود کی وضاحت کی گئی ہے۔ تاکہ عصر حاضر میں ضرورت کی تکمیل عمل میں لائی جاسکے۔ اس کے بعد باب پنجم کے عنوان کے تحت امراض نسواں کے علاج معالجہ سے متعلق طبی و اخلاقیاتی پہلو کے ضمن میں مریضہ کے لیے احکامات، معالج کی ذمہ داریاں و اہل و عیال کا کردار اور دوران علاج معالجہ عبادات کے احکامات جیسے چیدہ چیدہ مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ اور آخر میں خلاصہ بحث سپرد قرائت کیا گیا ہے اس سلسلے میں یہ نقطہ مد نظر ہو کہ ہر باب کے حوالہ جات اسی باب کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔ اور اسی طرح حوالہ دینے کے طریقہ کار سے متعلق یہ عرض ہے کہ اصل ماخذ و مصادر سے حوالہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

## موضوع تحقیق کا پس منظر

اسلامی معاشرے اور انسانی زندگی میں عورت ایک خاص حیثیت کی حامل ہے اس کے کئی روپ ہیں اور اس کا ہر روپ محبوب اور مقدس ہے۔ عورت افزائش نسل کا تنہا ذریعہ ہے اور اس کے اعضاء اپنی ترکیب اور ربط باہم کے اعتبار سے نہ صرف خاص بلکہ مرد کے اعضاء سے افعال میں مختلف بھی ہیں اور اسی طرح عورت کو بلوغت میں قدم رکھنے کے بعد ماں بننے تک جن جسمانی و نفسیاتی تبدیلیوں سے گزرنا پڑتا ہے بہت اہم ہیں جو اس کی سیرت کی تعمیر و جسمانی نشوونما میں خاص کردار ادا کرتی ہیں اور ان موقعوں پر معمولی سی بھول چوک کئی خطرناک امراض کا سبب بن سکتی ہیں یہ امراض بعض اوقات اس حد تک سنگین صورت اختیار کر لیتے ہیں کہ بوجہ ان کے یہ لوگوں کے لیے قابل نفرت و کراہت کا سبب بن جاتی ہیں اور یہاں تک کہ لوگ ان کے ساتھ اٹھنے، بیٹھنے اور رشتہ داری کرنے سے بھی اجتناب برتتے ہیں، لیکن درحقیقت اب علاج معالجے کے ضمن میں خواتین باشعور تو ہو گئیں ہیں لیکن اب بھی انھیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے جن میں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ کس قسم کا علاج کروایا جائے، جن میں بالخصوص جدید طریقہ علاج؟ طبیب عورت یا مرد سے علاج؟ دوران علاج معالجہ عبادات کے احکامات؟ اور مزید ان سے منسلک طبی مسائل وغیرہ ان کے لیے برے نفسانی اثرات کا موجب ہیں بسبب اس کشمکش میں کہ کیا کیا جائے؟ امراض کو پیچیدہ بنا دیتی ہیں، اس صورت میں قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کے قدیم

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ذخیرہ کے نظائر کو سامنے رکھ کر ”امراض نسوان کا علاج معالجہ طبی اخلاقیات“ سے متعلق درپیش مسائل کا حل فراہم کرنا، میرے تحقیقی مقالے کا بنیادی موضوع ہے۔

## ضرورت و اہمیت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس طرح ہر دور میں مرد حضرات کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا جاتا رہا ہے بالکل اسی طرح خواتین کی تعلیم و تربیت کو بھی فراموش نہیں کیا اور جیسا کہ زیر بحث موضوع عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے کیونکہ روز افزوں جدید طبی سائنس کی ایجادات و تحقیقات نے جہاں آسانیاں و سہولیات فراہم کی ہیں وہیں کچھ نئے مسائل کا بھی سامنا ہے جو کہ خاص الخاص امراض نسوان کا علاج معالجہ اور اس سلسلے میں طبی اخلاقیات سے متعلق ہیں جن کے حل کے لیے شرعی و فقہی مسائل کو واضح انداز سے بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس کے علاوہ مزید یہ کہ بعض اوقات بوجہ امراض مخصوصہ خواتین کو عبادات میں بھی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کی وجہ سے وہ عبادات نہیں کر پاتیں، لیکن ان کے لیے دین اسلام نے دوران امراض و علاج و معالجہ بہت رعایت برتی ہے لیکن خواتین کو ان مسائل کے حل کا شعور نہ ہونے کی وجہ سے وہ صرف دکھ ہی کرتی رہ جاتی ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو اپنی صحت کے بارے میں باشعور ہونا چاہیے تاکہ وہ دین و دنیا کی باگ ڈور سنبھالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

اور ان تعلیمات سے فائدہ اٹھا کر امراض کو متعدی و مہلک ہونے سے بچائیں اور بروقت علاج کروانے میں کامیاب ہو سکیں کیونکہ صحت مند معاشرے کے لیے صحت مند عورت کا ہونا بے حد ضروری ہے اور اس سے نہ صرف خواتین بلکہ مرد حضرات بھی فائدہ اٹھا کر اپنی ازدواجی زندگی کو خوشحال بنا سکتے ہیں۔

## اسلوب تحقیق

اس مقالہ میں اپنے ناقص مطالعہ اور قاصر علم و فہم کے مطابق ان چیزوں پر بحث کرنے کی سعی کی ہے جو موضوع سے ہم آہنگ ہیں۔ مقالہ بیانیہ اسلوب میں تحریر کیا گیا ہے۔ مسائل کے بارے میں شرعی نقطہ نظر معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن حکیم سے مدد لی ہے اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول آثار اور فقہاء کی آراء کی مدد سے فقہی مسائل کا استخراج کیا ہے۔ مزید اس عنوان سے متعلق قدیم و جدید کتب سے استفادہ، طبی ماہرین کی قیمتی آراء اور مشوروں کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، مقالہ میں افراط و تفریط سے اپنے آپ کو بچانے اور مقصود کی طرف زیادہ رجحان دیا ہے اور اس کے علاوہ مقالہ میں بالخصوص میرا مقصد ضروریات ہے نہ کہ عبث طوالت۔

مقالہ ہذا کی تکمیل کے لیے تمام دستیاب انسانی وسائل کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے اپنی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

تمام تر صلاحیتیں، توجہ اور دلچسپی کو بروئے کار لاتے ہوئے اس مقالہ کی تکمیل کی ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک انسانی کام ہے اس لیے اس کام میں کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ہونا یقینی امر ہے۔ اور اگر اس مقالہ میں کوئی خوبی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کے رسولؐ کے صدقے سے ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے آمین۔

سین اکبر

اسکالر پی ایچ ڈی

شعبہ علوم اسلامیہ

جامعہ بلوچستان کوئٹہ



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

# باب اول

## عورت کی تخلیق اور اسلامی تعلیمات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## عورت کی تخلیق اور اسلامی تعلیمات

### عورت کی تخلیق

اس کائنات میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب یہ کوئی قابل چیز نہ تھی، صرف اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ عرش، نہ فرش اور نہ ہی کوئی جن وانس نہ کوئی جانور، نہ پودے بلکہ زمین و آسمان بھی نہ تھے۔ لیکن پھر باقاعدہ کائنات کے تمام نظام کو ترتیب دیا گیا اور اس طرح دیگر نظام اور کائنات کو ترتیب دینے کے بعد اللہ رب العزت نے فرشتوں سے اپنے ارادے کا اظہار کچھ اس طرح فرمایا کہ:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۚ

”اور جب تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنوا رہا ہوں۔“

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے کو تکمیل بخشی اور نائب کا درجہ حضرت آدم کو عطا فرمایا اور اس طرح آپ اولین بشر ہوئے۔ آپ کی تخلیق مٹی سے کی گئی، ارشاد بانی ہے:

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ۚ

”تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔“

ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّا زَبٍ ۚ

”ہم نے انہیں چکنی مٹی سے پیدا کیا۔“

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ ۚ

”انسان کو ٹھیکری کی طرح بچنے والی مٹی سے پیدا کیا۔“

تخلیق مراحل کی وضاحت سے یہ واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی آدم زاد نہ تھا اور اسی طرح قرآن حکیم کے بعض دیگر مقامات میں تحریر ہے کہ تمام انسانوں کی تخلیق اسی ”نفس واحدہ“ سے عمل میں آئی ہے۔ ارشاد بانی ہے کہ:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً ۚ

”اللہ نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور کی جنس اس کے جوڑ کو پیدا کیا اور پھیلانے ان

دونوں سے بہت مرد اور عورتیں۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اُم البشر حضرت حواؑ جو کائنات میں سب سے پہلی عورت ہیں۔ جیسا کہ (مندرجہ) بالا آیت میں ان کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید کا یہ بیان (وَوَخَلَقْنَا مِنْهَا زَوْجَهَا) ایک مجمل بیان ہے جس کی تشریح و تفسیر بعض احادیث کے ذریعہ اس طرح ہوتی ہے۔ عورت کی تخلیق کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

استوصوا بالنساء فان المرأة خلقت من ضلع، وان اعوج الشي في الضلع اعلاه،

فان ذهبت تقيمه كسرتة، وان تركته لم يزل اعوج، فاستوصوا بالنساء. ۱

”عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی

(کی ہڈی) میں سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپری حصے میں ہوتا ہے۔ لہذا تم عورتوں

سے حسن سلوک کرو۔“

اس ضمن میں قرطبی اپنی کتاب تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

وزوج آدم عليه السلام هي حواء عليها السلام، وهو اول من سماها بذلك حين خلقت

من ضلعه من غير أن يحس آدم عليه السلام بذلك، ولو ألم بذلك لم يعطف رجل على

أمرأته؛ فلما أنتبه قيل له: من هذه؟ قال: امرأة؛ قيل: وما اسمها؟ قال: حواء؛ قيل: ولم

سميت امرأة؟ قال: لأنها من المرء اخذت؛ قيل: ولم سميت حواء؟ قال: لأنها خلقت

من حى۔ ۷

”حضرت حواؑ، حضرت آدمؑ کی بیوی ہیں جب وہ ان کی پسلی سے پیدا ہوئیں تو

انہوں نے ہی سب سے پہلے ان کا یہ نام رکھا ان کی پیدائش پر آدمؑ نے کوئی درد

محسوس نہیں کیا (اگر تکلیف محسوس کرتے تو کوئی مرد کسی عورت پر مہربان نہ ہوتا) جب

آپؑ متوجہ ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا: ”یہ کون ہے؟“ فرمایا: ”عورت“ کہا

گیا۔ اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: ”حوا“ کہا گیا: اس کو ”امراة“ کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا:

کیونکہ یہ ”مرء الانسان“ سے لی گئی ہے پھر کہا گیا اس کو ”حوا“ کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: کیونکہ

یہ زندہ سے پیدا کی گئی۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں بھی پیدا

کیں اور ان کے ذریعہ پھر نسل چلائی اور اسے لطیف مزاج کے ساتھ تخلیق فرمایا اور اُسے سکون کا ذریعہ فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا. ۸

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں۔“

مزید فرماتے ہیں کہ:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً ۙ

”اللہ ہی ہے جس نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے پیدا کئے اور ان جوڑوں کے ذریعے لڑکے اور پوتے کئے۔“

عورت کی تخلیق کی جانکاری سے یہ واضح ہے کہ جب کائنات کی تخلیق ہوئی اور ہر چیز کے تخلیق ہونے کے بعد جب تک مکمل نہیں پائی جب تک عورت کی تخلیق عمل میں نہ آئی اور جب عورت کی تخلیق عمل میں لائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے بزم زندگی کو معنویت اور زیبائی عطا کر دی اور حوا کو اولاد کی نعمت سے نوازا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے عورت کو افزائش کا تہیاء ذریعہ بنادیا اور اس کے ذریعے سے نسل انسانی چلائی اور اس کے اعضاء اپنی ترتیب و ربط باہم کے اعتبار سے نہ صرف خاص بلکہ مرد کے اعضاء افعال میں مختلف بھی ہیں (جس کی تفصیل باب چہارم میں بیان کی گئی ہے)۔ مزید عورت کو مرد کی جنس سے پیدا کرنے کا جو ذکر فرمایا گیا ہے اُس سے عورت کی یہ حیثیت بھی بتائی مقصود ہے کہ عورت کوئی کمتر درجہ کی مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ مرد ہی طرح انسان ہے۔ مرد عورت کے حقوق میں جو فرق ہے وہ ذمہ داری کی کمی یا زیادتی کے لحاظ سے ہے، ورنہ انسانی جذبات اور بنیادی ضروریات کے لحاظ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ عورت کو سکون کا ذریعہ بنادیا جسے قدرت کی حسین ترین تخلیق اور حیاء کا پیکر کہا جاتا ہے اور اس طرح دوزن سے گلشن کائنات میں رنگ بھر دیا۔

## مفکرین کی آراء

اس ضمن میں ابوالفضل نور احمد اپنی کتاب میں مختلف مفکرین کے قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ایک دانشور لکھتا ہے:

”عورت ایک عجیب و غریب طاقت کی مالک ہوتی ہے وہ قضا و قدر کی ماند ہے۔ وہ جو چاہے وہی بن سکتی ہے۔“

اسما یلز کہتا ہے:

”اگر کسی فقیر اور بے مایہ شخص کے گھر میں خوش اخلاق اور متقی و نیک عورت موجود ہو تو وہ اس گھر کو آسائش و فضیلت اور خوش نصیبی کی جگہ بنادیتی ہے۔“

نیپولین کہتا ہے:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اگر کسی قوم کی ترقی و تمدن کا اندازہ لگانا ہو تو اس قوم کی خواتین کو دیکھو۔“

بالزاک کہتا ہے:

”نیک اور پاک دامن عورت کے بغیر گھر ایک قبرستان کی مانند ہے۔“ ۱۰

مزید یہ کہ اگر عورت نہ ہوتی تو اس عالم رنگ و بو کی تصویر کتنی بے رنگ اور کس قدر بے نور نظر آتی یہاں انسانیت ہوتی نہ شرافت، علم ہوتا نہ ہنر، ادب ہوتا نہ تہذیب، یقیناً یہاں سورج بھی نکلتا، پردہ شب سے چاند بھی جھانکتا، پھول بھی مہکتے، بہاروں کے قافلے بھی آتے اور آبشاروں کا نغمہ بھی سنائی دیتا مگر ان چیزوں میں کوئی دلکشی نہ ہوتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت مرقع فطرت ہے کائنات کا سارا حسن عورت ہی کے دم قدم سے ہے اور اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کو گھر کی زینت قرار دیا گیا اس سے زیادہ اس کا اہتمام کیا گیا کہ وہ گھر کی ملکہ، اولاد کی مربی، خانگی امور کی منتظم و سلیقہ شکار بنے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## عورت اسلام کے آئینے میں

ایک زمانہ تھا جب صنف نازک تہذیب، اقوام اور مذاہب عالم میں مظالم کا شکار تھی، اسے مجسم گناہ، گناہوں کا مخزن، ہزار مکاریوں کا محل، امرت ملا ہوا زہر، زہریلی ناگن اور اژدھے کے غصہ سے تشبیہ دی جاتی تھی، جہنم کا دروازہ اور بدی کا منبع تصور کیا جاتا تھا۔ عورت مظلوم و مقہور، محکوم و مجبور، مردوں کے طرح طرح کے مظالم کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی، اور یہاں تک کہ اہل عرب عورت کے وجود کو موجب ذلت و عار سمجھتے تھے لڑکی کی پیدائش ان کے لیے غم و اندوہ کا پیام تھی وہ زینہ اولاد پر اتراتے اور فخر کرتے، لیکن لڑکیوں کا وجود ان کے سر شرمندگی سے جھکا دیتا تھا، قرآن مجید نے ان کے جذبات کی کتنی صحیح تصویر کشی کی ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۖ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۚ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ

”اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے، چھپتا پھرے لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں۔“

مزید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قال عمر رضي الله عنه واللّٰه ان كنا في الجاهلية مانعد للنساء أمرا، حتى أنزل الله فيهن ما أنزل وقسم لهن ما قسم. ۱۲

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا مقرر کیا۔“

دین اسلام نے عورت کو حقوق فراہم کیے تاکہ وہ معاشرے میں معزز رہتے ہوئے باعزت زندگی گزار سکے اور اسے اتنا اونچا مقام و مرتبہ حاصل ہوا جو اسے پہلے کسی ملت میں حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی ملت اسے پاسکی۔

## عورت قرآن و حدیث کی روشنی میں

اسلام نے ہی مرد و عورت دونوں کے ذہنوں کو بدلا ہے اور عورت کو درجہ انسانیت سے گرا کر کسی پست اور حقیر مخلوق کے مشابہ قرار نہیں دیا بلکہ مرد اور عورت کی اصل ایک بتائی ہے۔ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ روحانی ترقی کے جو درجات



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مرد کو مل سکتے ہیں وہی عورت کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ مرد اگر ابراہیم بن ادھم بن سکتا ہے تو عورت کو بھی رابعہ بصری بننے سے کوئی شے روک نہیں سکتی۔

ارشاد خداوندی ہے کہ:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّي لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى جَ بَعْضُكُمْ مِّنْ مَّ بَعْضٍ ۝۱۳

”ان کے رب نے ان کی دعا کے جواب میں فرمایا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو۔“

قبل از اسلام عہد جاہلیت میں جہاں ”دختر کشی“ کا سلسلہ عام تھا وہاں اسلام کے ظہور پذیر ہوتے ہی سب سے پہلے اس ظالمانہ رسم بد کا قطع قمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيْرًا ۝۱۴  
 ”بے شک اولاد کا قتل کرنا نہایت ہی برا فعل ہے۔“

قرآن کریم قبول اعمال، نجات و سعادت اور آخرت کی کامیابی کے بیان میں ہمیشہ مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی ذکر کرتا ہے جیسے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۝۱۵  
 ”نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔“

اس سلسلے میں سورۃ النساء میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ:

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ ۝۱۶  
 ”اور جو کوئی نیکوں پر عمل کرے گا۔ (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو ایسے (سب) لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔“

اس آیت کے ترجمہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ پروردگار نے عورت و مرد کے حقوق میں کوئی فرق نہیں رکھا، بلکہ اگر کوئی فرق ہے تو وہ صرف نیک اعمال کا اور اس کے علاوہ دین اسلام نے عورت کو جو مرتبہ و مقام دیا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کی بڑی سورتوں میں سے ایک سورۃ کا نام عورتوں کے نام پر رکھا ہے، سورۃ النساء۔ ۷۱



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اس سورۃ میں عورتوں کے لئے ترقی و علم دین حاصل کرنے، دین میں ترقی اور اس میں امتیاز پیدا کرنے، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے اور اس کے یہاں اونچا مقام حاصل کرنے اور اللہ کی مقبول بندی کی پوری پوری صلاحیتیں اور پورے امکانات ہیں جو پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام نے مرد اور عورت کے حقوق میں مساوات قائم کی اس نے عورت کا مقام متعین کیا اور اس کو پستی سے بلند بخشا اور اسے مرد کے برابر حقوق عطا کئے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۝۱۸

”ان عورتوں کے بھی ایسے بھی حقوق ہیں جیسے کہ ان پر (مردوں) کے حقوق ہیں۔“

یوں اسلام نے مرد و عورت کا درجہ برابر کر دیا اور ان کے حقوق کا اعلان کر دیا اور اخلاقی، قانونی حیثیت سے عورت کو مرد کے برابر مقام عطا کیا مزید دین اسلام نے عورت کو معاشرتی حقوق چار حیثیتوں سے دی ہیں۔ عورت بحیثیت والدہ، بیٹی، بہن اور بیوی۔

### عورت بحیثیت والدہ

دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اہمیت والدین کے احترام کی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝۱۹

”میرے رب نے حکم فرما دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو، اور ان میں سے ایک یا دو دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں نہ کہو اُف (بھی) اور انہیں نہ جھڑکو، اور ان سے ادب کے ساتھ بات کہو۔“

اسی طرح سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ج حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُہُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْلِي وَلِوَالِدَيْكَ ط إِلَى الْمَصِيرِ ۝۲۰

”اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری (جھیلے ہوئے) اسے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا، کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا، میری طرف (ہی) لوٹ کر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

آنا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله ﷺ! من احق الناس بحسن صحابتي؟ قال: امك. قال: ثم من؟ قال: ثم امك. قال: ثم من؟ قال: ثم امك. قال: ثم من؟ قال: ثم ابوك. ۲۱

”ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں کا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تیری ماں کا۔ اس شخص نے تیسری بار پوچھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تیری ماں کا۔ جب اس چوتھی مرتبہ دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے باپ کا۔“

## عورت بحیثیت بیٹی

دین اسلام میں بیٹی کو دیے گئے معاشرتی حقوق میں سے سب سے پہلے اسلام نے بیٹی کو جان کی حفاظت فراہم کی اور بیٹیوں کو قتل کرنے کی تسبیح روایت کا خاتمہ کیا، جیسا کہ سورۃ التکویر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا الْمَوْءُذَةُ سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۚ ۲۲

”اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا، کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔“

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ط إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً

كَبِيرًا ۚ ۲۳

”اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تم کو

بھی۔“

دین اسلام بیٹی کی تعلیم و تربیت اچھے طریقے سے کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ تعلیم و تربیت خوش اسلوبی سے کرنے

والے کو خوشخبری دیتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

من عال جاريتين حتى تبلغا، جاء يوم القيامة انا وهو وضم أصابعه ۲۴

”جو شخص اپنی دو بیٹیوں کی خوش اسلوبی سے پرورش کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اس

طرح میرے ساتھ ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اکٹھی کر کے دکھایا۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دخلت امرأة معها ابنتان لها تسال، فلم تجد عندي شيئا غير تمره، فاعطيتها اياها،  
 فقسمتها بين ابنتيها، ولم تاكل منها، ثم قامت فخرجت، فدخل النبي صلى الله  
 عليه وسلم علينا، فاخبرته فقال: من بتلى من هذه البنات بشيء كن له سترا من  
 النار ۲۵

”میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں وہ مجھ سے سوال کر رہی  
 تھی، میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ ملا تو میں نے اسے وہی ایک کھجور دے  
 دی اور اس نے وہ ایک کھجور دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں کو دی اور چلی گئی۔ پھر نبی  
 کریم ﷺ آئے تو میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہی  
 بیٹیاں دی گئی ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے  
 بچاؤ کا باعث ہوں گی۔“

### عورت بحیثیت بہن

اسی طرح اسلام نے عورت کو بحیثیت بہن بھی نہایت محترم قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۲۶

”مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔“

ڈاکٹر ذاکرنا نیک اس آیت کی تشریح میں کہتے ہیں:

”لفظ اولیاء کے معنی یہاں رفیق اور مددگار ہیں۔ بالفاظ دیگر مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں بہن

بھائی ہیں، اگر ان کے درمیان کوئی اور رشتہ نہ ہو تو۔“ ۲۷

### عورت بحیثیت بیوی

دین اسلام نے شادی کے بعد بیوی کے سارے معاشی ذمہ داری شوہر پر ڈالی ہے، اور اس بارے، میں کافی بات

ہو چکی ہے۔ بحیثیت بیوی کے حقوق کا انداز اس آیت سے لگا سکتے ہیں:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ

فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۲۸

”اور ان کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔“  
گویا حکم قرآنی کے مطابق اگر آپ کو اپنی بیوی ناپسند ہو پھر بھی آپ کو اس کے ساتھ خوش اخلاقی ہی سے پیش آنا  
چاہیے۔ اور برابری کی سطح پر ہی رہنا چاہیے۔

## خواتین کے لئے اسلامی احکامات اور ان کی طبی حکمتیں

اللہ رب العزت نے عورت کی تخلیق فرما کر اس کائنات کو رونق بخشی لیکن یہ مظلوم عہد جاہلیت کے رائج قدیم تہذیبوں کے ناروا اصول و قواعد کے سبب ذلت و رسوائی کی پستیوں میں رہی لیکن ایسے میں اسلام نے عورت کو معاشرہ میں بلند مقام و حیثیت فراہم کر کے اسے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کا تقدس بھی فراہم کیا اور ساتھ ہی ان کے لئے ایسے شرعی احکامات کا نزول فرمایا کہ جن پر عمل کرنا ان کے لئے واجب قرار دیا جس میں بالخصوص ستر پوشی کے احکامات، نکاح کے احکامات، بچوں کی افزائش نسل، رضاعت کے احکامات وغیرہ اور ان احکامات خواتین کی صحت و تربیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے طبی حکمتیں و افادیت کو سمودیا تھا کہ وہ صحت مندرہ سکیں اور ان احکامات میں ان کے لئے نرمی و رعایت بھی رکھی تاکہ وہ صحت مندرہ سکیں ان کے لئے نرمی و رعایت بھی رکھی، تاکہ یہ مشقت میں نہ پڑ جائیں بالخصوص مجبوری، دوران بیماری و علاج معالجہ ان فرائض سے بری الزمہ بھی قرار کر دیا گیا، جس سے طبی اخلاقیات کا درس ملتا ہے اور یہ واضح ہوتا ہے کہ شریعت نے انسانی زندگی کے کسی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔

اور اس کے علاوہ غور طلب بات یہ ہے کہ ان احکامات کے بارے میں جدید میڈیکل سائنس کی تحقیقات نے یہ اخذ کیا ہے کہ بروقت ان پر عمل نہ کرنے سے جسمانی صحت مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر کنواری و شادی شدہ خاتون پر ان احکامات پر عمل کرنا شرعی و طبی دونوں لحاظ سے دنیا و آخرت میں بہتری ہے۔

### ستر پوشی

ستر پوشی اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کے لئے لازمی قرار دیا اور ستر پوشی نہ صرف ایک شرعی حکم ہے بلکہ فطری تقاضا بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ ۲۹

”پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی، اور لگے

جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں: کہ درخت میں سے کھانے سے قبل آدم و حوا کے جسم اس وقت تک لباس

نور سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ۳۰

اور خود ان کے جسم کے قابل ستر حصے خود ان کی نظروں سے پوشیدہ تھے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا ۖ ۳۱

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی،  
ان کی شرمگاہوں سے۔“

مذکورہ آیات سے مفسرین اور فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ ستر پوشی واجب ہے، جبکہ ستر کا ظاہر کرنا ایک برا عمل  
ہے، اور ستر پوشی نہ صرف ایک شرعی حکم ہے بلکہ فطری تقاضا بھی ہے، جیسا کہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

وفى الآية دليل على قبح كشف العورة وان الله او جب عليهما الستر ولذلك ابتدر الى

سترهما۔ ۳۲

”اور اس آیت میں اس کی دلیل موجود ہے کہ ستر کا کھولنا برا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے  
دونوں پر پردہ کرنا واجب کیا تھا، اور اسی وجہ سے ان دونوں (آدم و حواء علیہما السلام) نے اپنے  
ستر کو چھپانے میں جلدی کی۔“

امام رازی لکھتے ہیں:

دلت هذه الآية على ان كشف العورة من المنكرات وانه يزل مستهجننا فى الطباع

مستقبحا فى العقول۔ ۳۳

”یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ ستر کھولنا منکرات میں سے ہے اور اسے ہمیشہ طبعی  
اور عقلی طور پر برا سمجھا جاتا ہے۔“

وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

إنَّ الله او جب ستر العورة ولذلك ابتدر آدم و حواء الى سترهما۔ ۳۴

”اللہ تعالیٰ نے ستر پوشی لازم قرار دیا ہے اس لئے حضرت آدم و حواء علیہما السلام نے اپنے ستر کو  
چھپانے میں جلدی۔“

اسی طرح عورت کا حد ستر عورت کے حق میں اس کے جسم کا زیر ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ہے، لہذا عورت کے  
جسم کے اس حصہ کو بلا ضرورت دیکھنا عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے، جیسا کہ سنن ترمذی کی حدیث ابھی گزر چکی، جبکہ  
عورت کا حد ستر اجنبی مرد کے حق میں اس کا پورا جسم ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

المرأة عورة فاذا خرجت استشر فيها الشيطان۔ ۳۵

”عورت (سرتاپا) قابل ستر ہے، جب باہر نکلتی ہے، تو شیطان اس کی تاک جھانک میں رہتا ہے۔“

البتہ بعض فقہاء کے نزدیک عورت کا چہرہ، دونوں ہاتھ اور ایک روایت کے مطابق دونوں قدم ستر سے مستثنیٰ

ہے۔ ۳۶



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ان فقہاء کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۚ

”اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔“

ما ظہر سے مراد چہرہ اور دونوں کف (یعنی پہونچے سے نیچے نیچے ہتھیلیاں وغیرہ) ہیں۔ ۳۸  
مزید ترمذی میں کچھ یوں ہے کہ چہرہ اور کفین کے ساتھ قدموں کو بھی مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

ان کان ضہر قد میہا مقشوفاً فصلوئہا جائزہ۔ ۳۹

جبکہ فقہاء کی دوسری دلیل یہ روایت ہے جسے ابوداؤد نے مرسلًا بیان کیا ہے کہ:

ان المرأة اذا بغت المحيض لم يصلح لها ان يرى منها الا هذا وهذا و اشار الى

وجہہ و کفہہ۔ ۴۰

”لڑکی جب بالغ ہو جائے تو سوائے اس کے چہرہ اور پہونچے تک ہاتھ کے اور کچھ

دیکھنا درست نہیں۔“

لیکن جمہور فقہاء مفسرین کے نزدیک عورت کا چہرہ اور دیگر اعضاء بھی ستر میں داخل ہیں، اور سوائے شدید مجبوری و

دوران علاج معالجہ کے ان اعضا کا دیکھنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

والاظهر ان هذا في الصلوة لا في النظر فان كل بدن الحرة عورة لا يحل لغير الزوج

والمحرم النظر الى شئ منها الا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة۔ ۴۱

”زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آیت میں (چہرہ اور کفین کا) جو استثناء کیا گیا ہے اس کا تعلق

صرف نماز سے ہے، پردہ سے نہیں ہے، کیونکہ آزاد عورت کا سارا بدن واجب الستر

ہے سوائے شوہر اور محرم کے عورت کے بدن کا کوئی حصہ دیکھنا کسی مرد کے لئے جائز

نہیں، ہاں! مجبوری ہو تو الگ بات ہے، جیسے بیماری کا علاج یا ادائے شہادت وغیرہ۔“

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

لا تبدو المرأة وجهها لرجل اجنبی اذا شك منه الشهوة والالكان تعرضاً للفساد و زوال

احتمال الشهوة من الرجل الاجنبی ذی الاربة للمرأة الاجنبیة غیر متصور فیلزمنا القول

بانہ لا يجوز للمرأة الحرة ابداء وجهها لرجل ذی اربة غیر الزوج والمحرم فان عامة

محاسنها فی وجهها فخوف الفتنة فی النظر الى وجهها اکثر منه فی النظر الى سائر

اعضاءہا۔ ۴۲

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اگر مرد کے اندر اجنبی عورت کا چہرہ دیکھ کر نفسانی ابھار کا شک ہو رہا ہو تو عورت اس کو اپنا چہرہ نہیں دکھا سکتی، اس سے فتنہ اور بگاڑ کی تخم کاری ہوگی اور چونکہ ہر اجنبی عورت کا چہرہ ہر جوان نامحرم مرد کے لئے نفسانیت میں ابھار پیدا کرنے کا احتمال رکھتا ہے جو مرد اپنے اندر عورتوں کی طرف میلان کی صلاحیت رکھتا ہے، اجنبی عورت کا چہرہ دیکھ کر اس کے نفسانی میلان میں بیداری نہ ہونا ناقابل قصور ہے، اس لئے ہم کو کہنا پڑے گا کہ آزاد جوان عورت کے لئے اجنبی مرد سے چہرے کا پردہ رکھنا بھی لازم ہے بشرطیکہ مرد عورت کا شوہر اور محرم نہ ہو اور عورت کی طرف میلان کی اس میں صلاحیت ہو، حسن کا اصل سرچشمہ تو چہرہ ہی ہے، چہرے کو دیکھنے سے ہی فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔“

چہرہ کھلا رکھنے کا عدم جواز اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ لَّا زَوَاجَکَ وَبَنَاتُکَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ يُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْھِنَّ ۝۳۳

”اے پیغمبر! اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ جلال الدین محلی لکھتے ہیں:

ای یرحین بعضها علی الوجہ اذا خرجن لحاجتھن الاعینا واحدة۔ ۳۳

”یعنی عورتیں اپنے چہروں کو چادر سے ڈھانک لیا کریں جب وہ باہر نکلیں، صرف ایک آنکھ کھلی رہیں۔“

ابو حیان لکھتے ہیں:

وعلیھن شامل لجميع اجسادھن او علیھن لی وجوھن لان الذی کان یدو منھن فی

الجاهلیۃ هو الوجہ۔ ۳۵

مندرجہ بالا فرمان الہی جس میں یہ ہے کہ (یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْھِنَّ) عورتوں کے تمام بدن کو شامل ہے، یا یہ قول علیہن سے مراد ان کے چہرے ہیں کیونکہ عہد جاہلیت میں جس چیز کا عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں وہ ان کے چہرے تھے۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

فی هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الاجنبين واطهار الستر

والعفاف عند الخروج لئلا يطمع اهل الريب فيهن۔ ۴۶

”یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت ستر اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہئے کہ مشتبہ سیرت و کردار کے لوگ اسے دیکھ کر کسی طمع میں مبتلا نہ ہوں۔“

اسی طرح علامہ زرخشری لکھتے ہیں:

یرحینہا علیہن ویغطین بہا وجوہہن واعطافہن۔ ۴۷

”یعنی وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں اور اسے اپنے چہرے اور اپنے اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔“

چہرہ کھلا رکھنے کے عدم جواز کے بارے میں مفسرین درج ذیل آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۴۸

”اور جب مانگنے جاؤ، بیبیوں سے کچھ چیز کام کی، تو مانگ لو پردے کے باہر سے۔“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صابونی لکھتے ہیں:

ولا شك ان الوجه مما لا يجوز النظر اليه فهو إذا عورة، واستدلو بقوله تعالى (وَإِذَا

سَأَلْتُمُوهُنَّ) الآية، فان الآية صريحة في عدم جواز النظر، والآية وان كانت قد نزلت في

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فإن الحكم يتناول غیرهن بطريق القياس علیهن،

والعلة هي ان المرأة کلها عورة۔ ۴۹

”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ چہرے کو دیکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ مقام ستر ہے، اور

فقہاء نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے، (الآیة) کیونکہ یہ آیت عدم جواز نظر

کے بارے میں صریح ہے، اور یہ آیت اگرچہ ازواج مطہرات کے بارے میں نازل

ہوئی ہے، لیکن بطریق قیاس یہ حکم ان کے علاوہ دیگر عورتوں کے لئے بھی ثابت ہے،

اور علت یہ ہے کہ عورت کا تمام بدن مقام ستر ہے۔“

در اصل ستر ڈھانکنا نہ صرف انسانیت کا فطری تقاضا ہے بلکہ شرعی حکم بھی ہے، جبکہ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی

ہے کہ انسانوں کو فواحش و منکرات میں مبتلا کرے اور ننگا پہناوے کی ترغیب دی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

يَبْنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اَبُوْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا  
لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۝۵۰

”اے اولاد آدم! تمہیں شیطان ہرگز فتنہ میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے  
ماں باپ کو جنت سے ایسی حالت میں نکالا کہ وہ ان کا لباس اتروا رہا تھا تاکہ دکھا دے  
ان دونوں کو ان کی شرمگاہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے لباس کو اپنے بندوں کے لئے متعدد احسانات میں سے ایک احسان قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

يَبْنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِيْ سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۝۵۱

”اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور  
موجب زینت بھی۔“

اسلام میں ستر کے ڈھانکنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ تنہائی میں بھی ننگارہنے کی اجازت نہیں، ارشاد نبوی ہے:

احفظ عورتک الامن زوجتک او ما ملکت یمنیک، .... قلت یا رسول اللہ

فانکان احدنا خالیا قال فاللہ احق ان یستحی منہ من الناس . ۵۲ وفی روایۃ: فان

معکم من لا یفارقکم . ۵۳

”تم اپنا چھپائے رکھو، علاوہ اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض

کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے کہ آدمی جب خلوت میں ہو تو کیا وہاں بھی اپنا

ستر چھپائے رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لائق تر ہے کہ اس سے شرم کی جائے

اور ایک روایت میں ہے، ”کیونکہ تمہارے ساتھ ایسے افراد ہیں جو تم سے جدا نہیں

ہوتے (یعنی فرشتے)۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کو دوزخ کی جماعت قرار دیا ہے، جو کپڑے پہنے ہوئے نکلی ہوگی مردوں

کو مائل کرنے والی، اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم

معہم سیاط کا ذناب البقری ضربون بها الناس، و نساء کاسیات، ممیلات مائلات،

راء و سہن کاسمئة البخت المائلة لا یدخل الجنة، ولا یجدن ریحہا، وان ریحہا

لتوجہ من مسیرۃ کذا و کذا . ۵۴

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک گروہ تو اُن لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ناحق ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر حقیقت میں ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے گوبان کی طرح ہلتے ہوں گے۔ ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی بو پائیں گی، حالانکہ جنت کی بو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔“

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مولانا محمد عاشق الہی لکھتے ہیں:

”یعنی ایسے باریک کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی جس سے کپڑے پہننے کا فائدہ نہ ہو، اور ایسا چست کپڑا جو بدن کی ساخت پر کس جائے، یہ بھی ایک طرح سے ننگا پن ہے، نیز بدن پر کپڑا ہوتے ہوئے ننگے ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ خصوصاً وہ اعضا کھلے رہیں جن کو باحیاء عورتیں چھپاتی ہیں۔“ ۵۵

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کا تمام بدن مقام ستر ہے اور جن روایات کے مطابق عورت کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ اور پیراس میں داخل نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ چہرہ اور ہاتھوں کا ہر وقت پوشیدہ رکھنا عادتاً ناممکن ہے، گھر کے کام کاج بغیر منہ کھولے اور ہاتھ چلائے ممکن نہیں اور پھر اس آیت میں اس کی تصریح کر دی: وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ..... الخ ۵۶ کہ عورت کو اپنی یہ زینت ظاہرہ (چہرہ اور دونوں ہاتھ) صرف اپنے محارم کے سامنے کھلا رکھنے کی اجازت ہے اس لئے یہ اعضا ستر میں داخل نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ کسی اجنبی عورت کے ان اعضا کا دیکھنا غیر مرد کے لئے اس وقت جائز ہے کہ وہ مرد جنسی ہیجان سے مامون ہو، یا یہ مطلب ہے کہ ان اعضا کا کسی خاص ضرورت کے وقت دیکھنا جائز ہوگا، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شہوت پرستوں کو بھی عورت کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے بلکہ شوہر کے علاوہ شریعت نے جن محارم کے سامنے آنے کی عورت کی اجازت دی ہے، اس میں بھی یہ شرط ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ ۵۷

## ستر پوشی وطبی حکمتیں

اسلام دین فطرت ہے وہ انسانی فطرت کو اصل شکل میں پیش کرتا اور اس کا پرچار کرتا ہے، لہذا ستر پوشی کا بھرپور اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اس شریعت مقدسہ نے ستر کی جو حدود بیان کی ہیں ان کا بھرپور لحاظ رکھا جائے کیونکہ شرم و حیاء اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق بھی ہے۔



حکیم طارق محمود چغتائی اس کی سائنسی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”طاہر منیر صاحب فوم کا کاروبار کرتے ہیں، اچھے پڑھے لکھے صاحب ہیں فرمانے لگے: میں امریکہ (مشی گن سٹیٹ) کے سفر پر تھا۔ وہاں ایک ہیلتھ سینٹر دیکھا میرے دوست نے کہا یہاں چلو آپ کو مزے دار چیزیں دکھاتا ہوں ہم اکٹھے اس سینٹر میں پہنچے بہت بڑا سینٹر تھا اس کے مختلف شعبے تھے۔ ہم پھرتے پھرتے شعبہ لباس میں پہنچے تو ایک جگہ لکھا ہوا تھا شلوار (لباس) کو ٹخنوں سے اوپر لٹکاؤ اس سے ٹخنوں کے ورم، جگر کے اندرونی ورم اور پاگل پن سے بچ جاؤ گے۔ میں چونک پڑا، میں نے پوچھا کہ یہ سینٹر مسلمانوں کا ہے؟ کہا کہ نہیں یہ عیسائیوں کا تحقیقاتی ادارہ ہے اور یہاں صحت کے مختلف عنوانات پر تحقیق کرتے ہیں، جن میں بعض اسلامی احکامات بھی زیر بحث آتے ہیں۔ اگر شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوگی تو بعض اہم شریائیں اور وریڈیں ایسی ہوتی ہیں جن کو ہوا اور پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اگر وہ ڈھکی رہیں تو جسم کے اندر مذکورہ بالا تبدیلیاں آتی ہیں ان کے مطابق وہاں میں اس سینٹر کے متعلقین سے ملا تو انہوں نے عجیب و غریب انکشافات کئے، ان کا کہنا ہے کہ: ”عورتیں اگر کھلے پائینچوں والی شلوار یا ٹخنوں کے اوپر شلوار لٹکائیں گی تو ان کے اندر نسوانی ہارمونز کی کمی یا زیادتی ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے وہ اندرونی ورم، کمر کے درد، اعصابی کمزوری اور کھچاؤ کا مستقل شکار رہیں گی اور مزید کہنے لگے کہ جب میں نے یہ کیفیت خانہ دار عورتوں میں دیکھی تو واقعی جنہوں نے سنت سے اعراض کیا ہوا تھا ان کی حالت بالکل ویسی ہی تھی“۔ ۵۸

مزید ڈاکٹر لو تھرایم کے تجربات اپنی کتاب ”سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس“ میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:  
 ”ڈاکٹر لو تھر جرمنی کا مشہور ماہر سرطان (Specialist Cancer) ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب سے عوام اور انسانیت نے موٹا لباس پہننا چھوڑا ہے اس وقت سے یہ مندرجہ ذیل امراض کا شکار ہو گئی ہیں:

- i- جلدی سرطان (Cancer Skin)
- ii- جلد کے غدود کا سرطان (Cancer Glands Skin)
- iii- عورتوں میں سینے کا سرطان (Cancer Breast)
- iv- ٹشوز کا سرطان (Cancer Tissues)
- v- ہارمونز کا سرطان (ہارمونز سسٹم میں سرطانی رطوبات کا بڑھاؤ) (Cancer Harmoes)
- vi- جلدی خارش (Keramtitis Allergic)
- vii- ایکزیمیا (Eczema)



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

viii - الرجی (Allergy) وغیرہ

اور اس کے علاوہ رنگت میں تبدیلی جس میں ہمارے خون میں ایک مادہ میلانین (Melanin) ہوتا ہے جس سے ہمارے جسم کا رنگ طبعی حالت پر رہتا ہے، لیکن جب کسی کی جلد پر دھوپ کی تمازت اور موسم کی تبدیلی اثر انداز ہوتی ہے تو جلد کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور ایسا صرف اس وقت ہوتا ہے جب باریک اور پتلا لباس زیب تن کیا جائے۔“ - ۵۹

## نکاح

شادی قدرت کی طرف سے ایک مقدس بندھن ہے جو لڑکا اور لڑکی کے درمیان خوشی کا اعلان ہے اور رشتہ نکاح ایک مضبوط معاہدہ ہے، اسی لئے اسے عقد نکاح کہتے ہیں اور قانونی طور پر یہ عقد نکاح صرف دو لفظوں سے ہو جاتا ہے، ایک ایجاب، دوسرے قبول، یعنی کسی بالغ عورت نے بالغ مرد سے یا کسی بالغ مرد نے بالغ عورت سے دو گواہوں کی موجودگی میں براہ راست کہا یا وکیل کے ذریعے کہلایا کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا عبدالحی لکھتے ہیں کہ:

الایجاب هو الاثبات لغة یسمی به اول کلام المتعاقدين و کلام الآخر الرتب علیه یسمی

قبولاً۔ ۶۰

”اور عورت نے اسے منظور کر لیا تو دونوں میں رشتہ نکاح قائم ہو گیا، جس نے پہلے خواہش کا اظہار کیا ہے یا اس اظہار کی اجازت دی ہے، اس کے الفاظ کو ایجاب اور جس نے بعد میں منظوری دی ہے اس کے الفاظ کو قبول کہا جائے گا۔“

اسلامی نقطہ نگاہ سے بچے اور بچیوں کے بلوغ کے بعد شادی اور بیاہ کے معاملہ میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے حسب ضرورت وقت پر شادی کرنا واجب ہے۔ بلوغ کی عمر یا اس ضمن میں تصدیق کے بارے میں نواب محمد کتب الدین لکھتے ہیں کہ:

”لڑکے کے بلوغ کی عمر کم سے کم بارہ سال اور لڑکی کی عمر نو سال ہے اور اگر دونوں قریب البلوغ ہوں اور وہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے تو انکی تصدیق کی جائے گی اور یہ دونوں بالعوض کے حکم میں شمار ہوں گے۔“ ۶۱

لہذا شریعت نے لڑکے اور لڑکیوں سے متعلق ان کے ولی، والدین، سرپرستوں اور پرورش کرنے والوں پر ان کی شادیاں کر دینے کا ایسا اخلاقی فریضہ عائد کیا ہے کہ جب وہ بچے بالغ ہو جائیں اور ان کی عمریں شادی کو پہنچ جائیں تو ان کی شادیاں کرنے میں دیر نہ کریں، انہیں کامل اور تکمیل یقین کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے کوئی ایسا موقع نہ دیں کہ وہ خفیہ طور پر ایسا گناہ کر بیٹھیں کہ جس سے خاندان داغدار ہو، مہلک و متعدی امراض کا شکار ہوں اور گھر گھرانے میں اغواء فرار اور روسیاء ہی کا کوئی شرمناک واقعہ پیش آجائے۔

رشتہ نکاح کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں قرآن کریم میں کچھ یوں ہے کہ:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اللہ ہی ہے کہ جس نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا اور اسی لیے تمہارا جوڑا بنایا تاکہ تم اس کے پاس سکون حاصل کرو۔“

اسلام میں رشتہ نکاح کی اہمیت کا اندازہ مزید اس آیت سے واضح ہے کہ مرد و عورت کو اس رشتے کی خیر و برکت کے ذریعے سے سکون کا سبب بنادیا اور اسی تعلق کی بنا پر ایک مرد کسی کا باپ اور کسی کا بیٹا بنتا ہے، کسی کا دادا اور کسی کا پوتا ہوتا ہے، کسی کا ماموں اور کسی کا چچا ہوتا ہے، کسی کا بھائی اور کسی کا بہنوئی ہوتا ہے، اسی تعلق کے ذریعہ ایک کسی کی ماں، کسی کی دادی کسی کی نانی، کسی کی پھوپھی اور کسی کی چچی ہوتی ہے اور کسی کی بیٹی اور کسی کی بہن بنتی ہے۔ گویا سارے تعلقات نکاح کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ نکاح کے ذریعہ ایک اجنبی اپنا اور ایک بے گانہ یگانہ بن جاتا ہے انہی تعلقات کا نام خاندانی نظام ہے، انہی تعلقات سے آدمی مہر و محبت، الفت و مودت، لحاظ و پاس، ادب و تمیز، شرم و حیا، ہمدردی و غم گساری، عفت و پاکبازی سیکھتا ہے، اگر نکاح کی قید کو ہٹا لیا جائے یا نکاح کی قید تو رسمی طور پر باقی رہے مگر اس کے دوسرے حدود و شرائط کا لحاظ نہ کیا جائے، تو پھر اس کے ذریعہ جو معاشرہ بنے گا، اس میں الفت و محبت، ہمدردی و غم گساری، عفت و پاکبازی، حیا و شرم، خوش خلقی اور خوش معاملگی کے بجائے ظلم و زیادتی، بے مہری و بے وفائی، بے شرمی و بے حیائی، بد خلقی و بد معاملگی کا دور دورہ ہوگا، چنانچہ جس ملک میں خاندانی نظام کا رشتہ جس قدر کمزور ہے اس کے معاشرے میں یہ مذموم صفات اسی قدر زیادہ ہیں، ممکن ہے قانونی گرفت کے ذریعہ اس میں تھوڑی بہت روک پیدا کی جاسکے، مگر معاشرے کے افراد کو جب بھی کوئی موقع ملے گا وہ اپنی مذموم صفات کا مظاہرہ ضرور کریں گے، بخلاف اس کے جس معاشرے کے افراد نے ایک بلند تصور حیات کے ساتھ صالح اور مضبوط خاندانی نظام میں نشو و نما پائی ہوگی، وہ مذموم و پست صفات کے بجائے پاکیزہ و اعلیٰ صفات ہی کا مظاہرہ کریں گے۔ لہذا صالح خاندان کا وجود عقد نکاح پر مبنی ہے۔ امام سرحسی لکھتے ہیں کہ:

لیس المقصود بهذا العقد قضاء الشهوة وانما المقصود ما بيناه من اسباب المصلحة

ولكن الله تعالى علق به قضاء الشهوة ايضاً ليرغب فيه المطيع والعاصي المطيع للمعاني

الدينيه والعاصي لقضاء الشهوة۔ ۶۳

”اس عقد نکاح کا مقصد صرف قضائے شہوت نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد وہ مصالح ہیں، جن کو ہم بیان کر آئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قضائے شہوت کو بھی اس سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ اس میں نیک و بد دونوں طرح کے لوگ رغبت رکھیں، فرماں بردار اور نیک آدمی دینی و اخلاقی مقاصد کی تکمیل و تحصیل کے لئے اور نافرمان آدمی قضائے شہوت کے لئے۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## نکاح کے بنیادی مقاصد

نکاح کے بنیادی مقاصد میں سب سے پہلے عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔

### i۔ عفت و عصمت کی حفاظت

اسلام کے نزدیک نکاح کا سب سے بڑا مقصد انسان کی اس فطری عفت و عصمت کی حفاظت کرنا ہے جو ہر انسان کے اندر خواہ مرد ہو یا عورت فطری طور پر موجود ہے، اسی کی حفاظت کے لئے اس نے زنا اور متعلقات زنا مثلاً بے پردگی، بے حجابی، بے شرمی کی باتوں اور اجنبی عورتوں اور مردوں کے اختلاط کو حرام قرار دیا ہے۔

فَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْإِسْلَامَ وَاتَّبَعْتُمْ آيَاتِي فَإِنَّكُمْ تَتَّقُونَ  
وَلَا تُتَخَذَتِ أَخْدَانٌ ۖ ۱۴

”تم ان کے ذمہ داروں کی اجازت سے ان سے نکاح کرو اور حسب استطاعت ان کے مہر ادا کرو وہ پابند اور پاک دامن بن کر رہیں، اعلانیہ یا چوری چھپے شہوت رانی کر نیوالی نہ ہوں۔“

### ii۔ الفت و محبت

نکاح کی دوسری غرض یہ ہے کہ میاں بیوی کا یہ تعلق محض خواہش نفسانی کی تکمیل ہی کا سبب نہ ہو بلکہ یہ تعلق محبت و مودت کی ایک مضبوط بنیاد ثابت ہو اور اس کے ذریعے دونوں کو سکون و راحت میسر ہو، کیونکہ دو آدمیوں کا یہ تعلق اگر سکون و راحت کی فضا نہ بنا سکے، تو پھر اس کے ذریعے نہ تو اچھا خاندان وجود میں آ سکے گا اور نہ خدا کے دوسرے بندوں کے وہ حقوق ہی پورے ہو سکتے ہیں جن کے لئے ان دونوں کو ایک رشتہ میں جوڑا گیا ہے، خدا تعالیٰ نے میاں بیوی کی الفت و محبت کو اپنی ایک خاص نشانی قرار دیا ہے فرماتے ہیں کہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً  
وَرَحْمَةً ۖ ۱۵

”اس کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان الفت و محبت پیدا کر دی ہے۔“

### iii۔ حدود اللہ کا قیام

نکاح کی تیسری غرض یہ ہے کہ یہ تعلق خدا کے مقرر کردہ حدود کو قائم کرنے کا سبب ہو، ان کے توڑنے کا سبب نہ ہو،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

چنانچہ قانون مناکحات کے ہر حکم کے وقت حدود اللہ کے قیام کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد بانی ہے:

أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ  
”یہ کہ دونوں حدود اللہ کو قائم رکھیں۔“

## vi - اولاد کی کثرت

نکاح کا چوتھا اخلاقی اور مادی مقصد اولاد کی کثرت بھی ہے یعنی اچھی تعلیم و تربیت کے ساتھ انسانی نسل میں اضافہ ہو تو یہ چیز نہ صرف خاندانی نظام اور معاشرہ کے لئے ایک رحمت ثابت ہوگی بلکہ اس کے ذریعے ایک اچھی تہذیب اور ایک اچھا تمدن نشوونما پائے گا، اسی لئے اسلام کی نگاہ میں اولاد کی کثرت انتہائی پسندیدہ چیز ہے البتہ اگر تعلیم و تربیت نہ ہو تو پھر یہ کثرت بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے اور تعلیم و تربیت کی اس ذمہ داری میں والدین کے ساتھ حکومت برابر کا شریک رہنا ضروری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ويقول كان يأمر بالباءة وينهى عن التبطل ويقول تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر

بكم الاممه. ۶۷

آپ فرماتے تھے کہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچہ جننے والی عورتوں سے شادی کرو، تاکہ  
میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کر سکوں۔“

اسلامی شریعت آبادی پر کنٹرول کے بجائے ذرائع پیداوار میں زیادہ سے زیادہ وسعت پیدا کرنے پر زور دیتی  
ہے، قرآن کریم میں اس کا نظریہ ہے کہ:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۖ

”کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے اوپر نہ ہو۔“

اسلام کی ان ہدایات اور تعلیمات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس نے کس قدر صیانت اخلاق اور نفاست عفت  
پر زور دے کر معاشرتی نظام کے اساس کو ٹھوس بنانے کی کوشش کی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ عفت پاک دامنی اور آبرو کی  
حفاظت ہی پر عائلی نظام اور معاشرتی خواتین برگ و بار لا سکتے ہیں اور اسی پر مرد و عورت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

## تاخیر سے شادی و طبی مسائل

بالغ لڑکوں اور بالغ لڑکیوں کی وقت پر جب شادیاں نہیں ہو پاتیں تو نوجوان نسل جنسی آزادی کے شکار ہو کر  
امراض جسم اور صحت کے فقدان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہذا شرعی احکامات کی روشنی میں اگر بروقت نکاح کا فرض ادا ہو جائے تو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ان نقصانات و بیماریوں سے بچ کر ایک صحت مند عورت اور معاشرے کا وجود عمل میں لایا جاسکتا ہے۔  
مولانا علی احمد قاسمی سائنسی تحقیق کی روشنی میں لڑکیوں کے امراض جو تاخیر سے شادی کی وجہ سے بکثرت پائے جاتے ہیں ان کے بارے میں اپنی کتاب میں کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

”آزادی نسواں اور جنسی آزادی کی بدولت زنا، اغلام سے ہونے والے امراض خبیثہ کا اثر سماجی اور قومی صحت پر بڑا تباہ کن پڑ رہا ہے۔ خاندان کے خاندان اور گھر کے گھر نوے فیصد افراد مردوں اور عورتوں، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں آتشک، سوزاک، ذیابیطس، لیکور یا مثانہ کا ضعف اور سرعت انزال، کثرت بول اور جریان واحتلام کے امراض اور اعوجاج، رحم کی بیماریاں بکثرت پائی جانے لگی ہیں۔ اعصاب کی کمزوری، عضلات اور شریانوں کے افعال میں فساد پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آج کل نوجوانوں کی صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اگر ان کے یہاں شادیوں کے بعد اولاد پیدا ہوتی ہیں تو ناناواں، کمزور اور جسم و صحت کے اعتبار سے بالکل بیکار اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور ان میں خاص طور پر رحم کی خرابیاں، عصبی ناہمواری، ایام کی بے قاعدگی، شکم میں درد، کمر میں درد، پیڑوں میں درد، جسم میں ٹینسیں اٹھنا، ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا عام طور پر پایا جاتا ہے۔ مزاج میں حدت، اشتعال، بد خوابی اور ذہن و دماغ پر غمگین خیالات ہر وقت چھائے رہا کرتے ہیں۔ بدن میں سستی، کسلمندی، طبیعت میں اضمحلال اور چہرہ پر زردی نمایاں نظر آتی ہے۔ معدہ کا کمزور ہونا، بد ہضمی اور بھوک کا نہ لگنا بار بار پیشاب کا ہونا شرمگاہ میں خارش اور سوزش کا جنم لینا شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے امراض خبیثہ میں مبتلا عورتیں اور لڑکیاں اعصابی بے چینی اور نفسیاتی ہیجان کے دلدل میں پھنس کر تو والد و تناسل اور بچہ جننے کے لائق نہیں رہ جاتیں۔ جسمانی پڑمردگی، افسردہ دلی اور جسمانی فرسودگی چھا جاتی ہے۔ حسن اور روحانی بالیدگی مفقود ہو جاتی ہے نتیجتاً عقم اور بانجھ عورتوں کے زمرہ میں شامل ہو کر ان کی گودیں ننھی اولادوں سے خالی رہ جاتی ہیں۔“ ۶۹

الغرض جنسی آزادی اور تاخیر سے شادی کی بدولت امراض خبیثہ کی شکار ہو جانے والی عورتوں اور بالغ لڑکیوں کا عقیمہ اور بانجھ ہو جانا ایک ایسا خطرناک نتیجہ ہے کہ جس کی وجہ سے مدت العمر اور سالہا سال علاج ہوتا ہے۔ ہزاروں روپے صرف ہو جاتے ہیں مگر شفا نصیب نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اسلام کی فطری، معتدل اور متوازن تعلیمات سے تقابل کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی وہ نظام حیات ہے کہ جس نے متوازی اصولوں اور بہترین مقاصد پر احکام نکاح کی بنیاد رکھی ہے اور بوجہ اس کے ہر جگہ افراط و تفریط سے دامن بچائے رکھا ہے۔



## رضاعت کے احکام

ماں کا دودھ بچے کو صحت بخش غذا فراہم کرتی ہے اور اس کے علاوہ قوت مدافعت موروٹی خوبیاں اور بچے کو توانائی فراہم کرتا ہے جو آگے چل کر اسے اس قابل بناتی ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے اثر کو قبول کر سکے اور معیاری ذہنی صلاحیت کا مالک بن سکے اور اس ضمن میں قرآن کے حکم کے مطابق ماں کا فرض ہے کہ بچے کو پیدا ہوتے ہی دودھ پلانا شروع کر دے اور اگر وہ معذور ہو یا باپ کو استطاعت ہو یا دونوں راضی ہوں تو وہ دوسری عورت سے بھی دودھ پلوا سکتے ہیں اگر کوئی ماں باپ ایسے ظالم ہوں کہ وہ اس فرض کو نہ انجام دیں تو وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ دوسرے فرائض کے ساتھ عورت کا بحیثیت ماں ایک فرض اپنے بچے کو دودھ پلانا بھی ہے گو کہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ ماں کے ذمے سے یہ فرض ہٹ جاتا ہے مگر یہ ذمہ داری ماں ہی کی ہے قرآن میں اس فرض کے احکام اور مدت کی تفصیل کچھ یوں کی جا رہی ہیں، ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَ ۖ

”اور مائیں پورے دو سال تک اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں یہ بات اس کے لئے

ہے جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہے۔“

### دودھ پلانا کب واجب اور کب مستحب

بعض صورتوں میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہے اور بعض صورتوں میں مستحب، دونوں صورتوں کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

فان لم يكن الأب ولا للولد الصغير مال تجبر الأم على الارضاع عند الكل۔ ۱۷

”اگر باپ کم حیثیت ہے تو ماں کے اوپر دودھ پلانا واجب ہے۔“

جن صورتوں میں ماں کو دودھ پلانا واجب ہے ان میں عورت نہ تو اجرت مانگ سکتی ہے اور نہ اس خدمت سے انکار کر سکتی ہے نان نفقہ ہی اس کی اجرت ہے اگر اس سے زیادہ مطالبہ کرے گی تو گناہ گار ہوگی اور اس کے دودھ پلانے پر قانوناً مجبور کیا جائے گا، کیونکہ ماں اگر دودھ نہ پلائے گی تو باپ کو خواہ مخواہ ایک زحمت اٹھانی پڑے گی اور قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ:

وَلَا مَوْلُوْهُ ذُلٌّ اَبُوْكَدِهٖ ۚ

”یعنی باپ اپنے بچے کی وجہ سے زحمت و مشقت میں نہیں ڈالا جاسکتا۔“

## جن صورتوں میں دودھ پلانا واجب نہیں ہے

الف۔ اگر مرد مالدار ہے اور وہ کسی عورت کو اجرت پر رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو اس صورت میں اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے تو اس کو اس کا حق ہے۔

ب۔ اگر ماں مریض ہے یا بہت کمزور ہے تو باپ کا فرض ہے کہ وہ ماں سے دودھ نہ پلوائے ورنہ عورت کی صحت کو نقصان پہنچے گا اور قرآن میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

لَا تُضَارَّ وَالِدَةُ بِوَلَدِهَا ۳۷

”ماں اپنے بچے کی وجہ سے کسی مشقت میں نہیں ڈالی جاسکتی۔“

یعنی اگر ماں دودھ پلانے سے معذور ہے یا معذور تو نہیں ہے مگر باپ باحیثیت ہے اور وہ دودھ نہیں پلائی ہے تو اس صورت میں نہ تو گناہگار ہوگی اور نہ باپ اس کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے، نہ عورت پر قانونی دباؤ ڈال سکتا ہے، لیکن جب ماں کو کوئی مرض یا مجبوری نہیں ہے تو صرف زحمت سے بچنے کے لئے یا شوہر کی خوش حالی سے فائدہ اٹھانے کے لئے بچے کو دودھ نہ پلانا بڑی بے مروتی کی بات ہے کیونکہ یہ عورت کا فرض ہے گو شوہر کی خوش حالی کی صورت میں اس پر قانوناً پابندی نہیں ہے مگر یہ کچھ اچھی بات نہیں ہے کہ ماں اپنے بچے کے ساتھ اتنی محبت بھی نہ رکھے کہ اس کو اپنے دودھ تک سے بھی محروم کر دے پھر اس لئے بھی ایسا نہ کرنا چاہیے کہ دودھ کا اثر صرف بچے کے جسم ہی پر نہیں بلکہ اس کے اخلاق و کردار پر بھی پڑتا ہے اس لئے وہ جس طرح کی عورت کا دودھ پئے گا ایسا ہی اس کا اخلاق و کردار ہوگا اور اس معیار کی عورت ملنا آسان نہیں ہے اس لئے ماں ہی زیادہ بہتر ہے۔

## ارضاع کے لئے طبی حکمتیں

ڈاکٹر کاشی رام رضاعت کی طبی حکمتوں کے بارے میں اپنی کتاب میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”یہ والدہ کا قدرتی اور اخلاقی فرض ہے کہ اپنے بچے کو اپنا دودھ پلائے، وضع حمل کے بعد دفعہ پلانے

سے رحم میں سکڑن پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ رحم اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ والدہ کی اپنی

صحت بچے کو دودھ پلانے سے زیادہ بہتر ہو جاتی ہے۔“ ۳۷

مزید لکھتے ہیں کہ:

”دودھ پلانا ایک قدرتی فعل ہے اور خاص خاص طاقتوں کے زیر اثر بہت سی مستورات عموماً دودھ

پلانے ہی کے زمانہ میں کلی طور پر صحت مندرہتی ہیں، بہت سی تو یقیناً ایسی بھی ہیں جو دودھ پلانے کے

سوا کبھی صحت میں نہیں رہتیں اس کے زیر اثر آلات ہضم میں چستی آ جاتی ہے جس کی وجہ سے بھوک میں

تیزی اور ہاضمہ کی قوت بھی طاقتور ہو جاتی ہے۔“ ۵۷

## بچوں کو دودھ نہ پلانے والی ماؤں کے لئے خطرات

وہ خواتین جو اس فریضے سے بغیر کسی بیماری و کمزوری کے اجتناب کرتی ہیں تو انہیں مختلف قسم کے مسائل و امراض کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن کے بارے میں حکیم نور محمد چوہان کچھ یوں رقمطراز ہیں لکھتے ہیں کہ:

”بسا اوقات زچہ کو جب دودھ کی زیادتی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پستان متورم ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی بخار ہو جاتا ہے جسے ”دودھ کا بخار“ کہتے ہیں، یہ بخار بچہ کے مرجانے یا دودھ نہ پلانے پر بھی ہو جاتا ہے۔ عام بخاروں کی طرح بدن کا ٹوٹنا، لرزہ سر اور کمر میں درد، ساتھ ہی پستانوں میں تناؤ، شدید درد اور سوجن، بخار کی حالت میں چہرہ سرخ اور متورم اور خون نفاس کی کمی اس کی عام علامتیں ہیں۔“ ۶۷

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق لکھتے ہیں کہ:

”پاکستان جیسے ملک میں جہاں اب تک زیادہ تر مائیں، بچوں کو اپنا دودھ پلاتی تھیں اور وہ کی دیکھا دیکھی یہاں پر پچھلے کچھ عرصہ سے یہ غلط رجحان فیشن کی صورت اختیار کرتا جا رہا تھا کہ بچوں کو اپنا دودھ پلانے کی بجائے ڈبے کا دودھ پلایا جائے چنانچہ اس کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ تحقیقات سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ڈبے کا دودھ کسی بھی طرح ماں کے دودھ کا نعم البدل نہیں ہوتا، اگر بچے کو ماں کا دودھ نہ ملے تو اس کی قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے اور وہ اثر بیماریوں کا آسانی سے نشانہ بن جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں تو ویسے بھی عام آدمی اپنے بچوں کو اچھی غذا فراہم کرنے کے وسائل نہیں رکھتا اور کسی کو توفیق بھی ہو تو خالص غذا کا ملنا مشکل ہے حتیٰ کہ پھل اور سبزیوں کی پیداوار میں بھی اتنے کیمیکل استعمال ہونے لگے ہیں کہ اب ان کی افادیت بھی مشکوک ہو کر رہ گئی ہے۔ اوپر کے دودھ سے بچوں پر تو جو مہلک اثرات ہوتے ہیں وہ الگ خود خواتین میں چھاتی کے کینسر کی بڑھتی ہوئی شرح اس کا ایک تشویش ناک پہلو ہے۔ جدید تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اگر مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلائیں تو چھاتی کے کینسر کے امکانات نہ ہونے کے برابر رہ جاتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی صورتحال اس قدر خراب نہیں ہے جتنی مغربی ملکوں میں ہے۔ لہذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ بگاڑ سے پہلے ہی اس کا مکمل سدباب کر دیا جائے۔ خواتین کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری ہے کہ ڈبے کا دودھ پلا کر وہ بچے پر کس قدر ظلم کر رہی ہیں اور خود بھی اسی وجہ سے کینسر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جیسے مہلک مرض کا شکار ہو سکتی ہیں۔“ ۷۷

محمد انور اختر مختلف ڈاکٹروں کی مختلف تحقیقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”ماں کے دودھ پر ریسرچ کے دوران گونیڈ وٹراپن ریلیزنگ ہارمون کے بارے کافی اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ جنسی اعضاء کی نشوونما اور جنسی رویے کے کنٹرول میں اس کا رول بہت اہم ہے۔ جن بچوں کو ماں کا دودھ نہیں پلایا جاتا، ان کی بیضہ دانیاں (Ovaries) قبل از وقت پختہ ہو جاتی ہیں اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ جو بچے فارمولا دودھ پر پلتے ہیں وہ قبل از وقت نوعمری میں ہی جنسی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں۔ فارمولا دودھ کی وجہ سے مغرب میں پہلی ماہواری کی اوسط عمر بہت نیچے گر چکی ہے۔ (فارمولا دودھ کی وجہ سے یہ صورت حال اب ترقی پذیر ممالک میں بھی پیدا ہو رہی ہے اور بچیاں چھوٹی عمر میں ہی ذہنی بلوغت سے بہت پہلے جنسی طور پر بالغ ہو جاتی ہیں)۔ قبل از وقت جنسی بلوغت سے نہ صرف اخلاقی برائیاں تیزی سے بڑھی ہیں بلکہ خواتین میں بانچھ پن کی بیماری بھی بہت زیادہ بڑھی ہے اور اس کے علاوہ رحم مادر (Uterus) اور چھاتی کے کینسر کے مرض میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چھاتی کے کینسر کی شاید یہ وجہ ہو کہ دودھ نہ پلانے کی وجہ سے یہ غدود بے کار ہو جاتا ہے (جس طرح کسی جو ہڑ میں کھڑے پانی میں کیڑے کوڑے پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح دودھ نہ پلانے والی چھاتی میں کینسر کا مرض پیدا ہو جاتا ہے)۔ پھر مغرب میں جب اخلاقی صورت حال کی طرف دیکھیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ جوں ہی فارمولا دودھ پر پلنے والی نسل جوان ہوئی، مغرب میں جنسی بے راہ روی تیزی سے پھیلی۔ چھوٹی عمر میں اور بغیر شادی کے لڑکیاں کنواری مائیں بننے لگیں اور ان کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ ماں کے دودھ میں پائے جانے والے گونیڈ وٹراپن ریلیزنگ ہارمون کے بارے میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ نہ صرف جنسی اعضاء کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے بلکہ جنسی جذبات پر قابو رکھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتا ہے۔“ ۷۸

ماں کا دودھ اور کینسر سے بچاؤ کی جدید طبی تحقیق کو مزید وضاحت سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

جو مائیں اپنے بچے کو چھاتی سے دودھ پلاتی ہیں انہیں چھاتی کا کینسر نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ اور بھی کئی بیماریوں سے بچی رہتی ہیں۔ پروفیسر میکڈونلڈ نے ۶۳۲ کینسر کی مریض خواتین کا معائنہ کیا تو ان میں سے 63% ایسی تھیں جنہوں نے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلایا تھا۔ ایسی ہی رپورٹ جاپان کی ”انسٹیٹیوٹ آف ہائی جین“ کی ہے۔ ڈبے کے دودھ سے ماں اور بچہ کے اندر جذباتی رابطہ قائم نہیں ہوتا اور خاندانی نظام تباہ ہو جتا ہے۔ بچوں کو ذہنی صحت برباد ہو جاتی ہے۔ کینیا (افریقہ) میں قانونی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

طور پر عورتوں کو پابند کر دیا گیا ہے کہ چھ ماہ تک وہی اپنے بچہ کو دودھ پلائیں۔ سائنس دان اور بڑے  
بڑے ڈاکٹر اب شریعت مطہرہ کے حکم کے بموجب بچہ کو دو سال تک ماں کا دودھ پلانے کی تائید کر  
رہے ہیں۔“ ۹۷

مندرجہ بالا احکامات وطبی تحقیقات سے اس امر کی وضاحت ہو رہی ہے کہ شریعت نے خواتین کے لئے جن  
احکامات کا نزول فرمایا ہے ان میں ماہر امراض نے آج میڈیکل سائنس کے تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان میں  
خواتین کی صحت سے متعلق کئی راز پوشیدہ ہیں، جن پر عمل کرنے سے خواتین نہ صرف بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہنے کے  
ساتھ ساتھ نئی نسل کی بہتر نشوونما و تربیت دینے میں کامیاب کردار ادا کر سکتی ہیں، لیکن اگر کوئی سبب مجبوری ان احکامات پر عمل  
کرنے سے قاصر ہوں تو اللہ کی شان دیکھیں کہ اُس نے ان احکامات میں رعایت برتی اور مزید یہ کہ ان امراض میں مبتلا  
مریضوں کے لئے علاج کا بھی نزول فرمایا، تاکہ ان سے فیض یاب ہو کر صحت مند زندگی گزارنے میں کامیاب ہو سکیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## حوالہ جات

- ۱۔ البقرة ۲: ۳۰۔
- ۲۔ المؤمن ۴۰: ۶۷۔
- ۳۔ الصافات ۱۱: ۳۷۔
- ۴۔ الرحمن ۱۴: ۵۵۔
- ۵۔ النساء ۴: ۱۔
- ۶۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الانبیاء، باب خلق آدم و ذریۃ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۳۳۳۱، ج: ۱، ص: ۵۸۶۔
- ۷۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری، الجامع لاحکام القرآن، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س۔ ن، ج: ۱، ص: ۳۴۲۔
- ۸۔ الروم ۳۰: ۲۱۔
- ۹۔ النحل ۱۶: ۷۲۔
- ۱۰۔ ابو الفضل نور احمد، خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا، باب: ازدواجی اخلاقیات، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۲۸، ۲۲۹۔
- ۱۱۔ النحل ۱۶: ۵۷، ۵۸۔
- ۱۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب: تبغی مرضاة ازواجک، رقم الحدیث: ۴۹۱۳، ج: ۲، ص: ۲۳۲۔
- ۱۳۔ آل عمران ۳: ۱۹۵۔
- ۱۴۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۳۱۔
- ۱۵۔ النحل ۱۶: ۹۷۔
- ۱۶۔ النساء ۴: ۱۲۴۔
- ۱۷۔ النساء ۴: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۳۲، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۱، ۴۲، ۴۶، ۴۷۔
- ۱۸۔ البقرة ۲: ۲۲۸۔
- ۱۹۔ الاسراء ۱۷: ۲۳۔
- ۲۰۔ لقمان ۳۱: ۱۴۔
- ۲۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الآداب، باب: من احق الناس به حسن الصحبة، رقم الحدیث: ۵۹۷۱، ج: ۲، ص: ۴۰۸۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۲۲۔ التکویر ۸: ۸۱، ۹۔
- ۲۳۔ الاسراء ۱: ۳۱۔
- ۲۴۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب البر والصدق والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۶۶۵۹، ج: ۲، ص: ۳۳۴۔
- ۲۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقة، رقم الحدیث: ۱۴۱۸، ج: ۱، ص: ۲۷۲۔
- ۲۶۔ التوبہ ۹: ۷۱۔
- ۲۷۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، لاہور، دارالنوادر، ۲۰۰۶ء، ص: ۴۱۔
- ۲۸۔ النساء ۴: ۱۹۔
- ۲۹۔ الاعراف ۷: ۲۲۔
- ۳۰۔ دریا آبادی، مولانا عبدالماجد، تفسیر ماجدی، کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۵۲ء، ص: ۳۲۷۔
- ۳۱۔ الاعراف ۷: ۲۰۔
- ۳۲۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، الجامع لاحکام القرآن، ج: ۷، ص: ۱۸۱۔
- ۳۳۔ رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسین ابوعبداللہ، مفاتیح الغیب (المعروف بالتفسیر الکبیر)، استنبول، شرکت صحافیہ عثمانیہ، س۔ ن، ج: ۴، ص: ۲۸۳۔
- ۳۴۔ زحلی، الاستاذ الدكتور وهبة بن مصطفى، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج، دمشق، دارالفکر، ۱۹۹۸ء، ج: ۸، ص: ۱۶۶۔
- ۳۵۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیۃ الدخول علی المغیبات، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۱۱۳۶، ج: ۱، ص: ۳۵۱۔
- ۳۶۔ قرضاوی، الشیخ یوسف، الحلال والحرام فی الاسلام، الباب الثالث، کراچی، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۹ء، ص: ۱۵۰-۱۵۴۔
- ۳۷۔ النور ۲۴: ۳۱۔
- ۳۸۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی التفسیر القرآن، بیروت، دارالمعرفة، ۱۳۹۲ھ، ج: ۱۷، ص: ۹۳۔
- ۳۹۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء لا تقبل صلوٰۃ المرأة الخائض الانتخاب، رقم الحدیث: ۳۶۰، ج: ۱، ص: ۱۹۵۔
- ۴۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها، لاہور،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۵۰۰۴، ج: ۲، ص: ۲۱۲۔
- ۴۱۔ بیضاوی، ناصر الدین عبداللہ بن محمد الشیرازی، انوار التنزیل و اسرار التاویل، لاہور، مطبع لکھنوی، ۱۲۸۲ھ، ج: ۲، ص: ۷۸۔
- ۴۲۔ پانی پتی، القاضی محمد ثناء اللہ العثماني الحنفی المظہری، التفسیر المظہری، دہلی، دائرۃ اشاعت العلوم لندوة المصنفین، س۔ ن، ج: ۶، ص: ۴۹۵۔
- ۴۳۔ الاحزاب ۵۹: ۳۳۔
- ۴۴۔ محلی، جلال الدین محمد بن احمد و جلال الدین السیوطی، تفسیر الجلالین، دہلی، مطبع مجتہبی، ۱۳۴۷ھ، ص: ۳۵۷۔
- ۴۵۔ ابوحیان، محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی، البحر المحیط، بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۳ء، ج: ۷، ص: ۲۵۰۔
- ۴۶۔ جصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی الحنفی، احکام القرآن، لاہور، سہیل اکیڈمی، ۱۹۸۹ء، ج: ۳، ص: ۳۷۲۔
- ۴۷۔ زحشری، محمود بن عمر الخوارزمی، جار اللہ زحشری، الکشاف عن حقائق وجوہ التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، مصر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۵۴ھ، ج: ۳، ص: ۲۴۶۔
- ۴۸۔ الاحزاب ۵۳: ۳۳۔
- ۴۹۔ صابونی، محمد علی، روائع البیان فی التفسیر آیات الاحکام من القرآن، ایران، موسسة الوفاء، ۱۳۷۱ھ، ج: ۲، ص: ۱۵۶۔
- ۵۰۔ الاعراف ۲۷: ۷۔
- ۵۱۔ الاعراف ۲۶: ۷۔
- ۵۲۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ابواب النکاح، باب التستر عند الجماع، لاہور، اسلامی کتب خانہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۱۹۲۰، ص: ۲۵۴۔
- ۵۳۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی الاستتار عند الجماع، رقم الحدیث: ۲۶۵۳، ج: ۲، ص: ۵۶۸۔
- ۵۴۔ مسلم، ابو احسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات اممیلات، رقم الحدیث: ۵۵۸۲، ج: ۲، ص: ۲۱۳۔
- ۵۵۔ مفتی محمد عاشق الہی، انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، پشاور، ادارۃ تالیفات اشرفیہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۳، ص: ۴۰۸۔
- ۵۶۔ النور ۳۱: ۲۴۔
- ۵۷۔ کاندھلوی، محمد ادریس، تفسیر معارف القرآن، لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۸۲ء، ج: ۵، ص: ۴۸۸-۴۹۲۔
- ۵۸۔ چغتائی، حکیم محمد طارق، سنت نبویؐ اور جدید سائنس، لاہور، دار الکتاب، ۱۹۹۸ء، ج: ۱، ص: ۱۵۶۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۵۹۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۴۳، ۴۴۔
- ۶۰۔ لکھنوی، مولانا عبدالحی، عمدۃ الرعایہ، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۹۸ء، ج: ۲، ص: ۴۔
- ۶۱۔ دہلوی، نواب محمد قطب الدین خان، ترتیب: مولانا شمس الدین، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ، لاہور، مکتبۃ العلم، س۔ ن، ج: ۳، ص: ۵۱۵۔
- ۶۲۔ الاعراف ۷: ۱۸۹۔
- ۶۳۔ سرخسی، ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل شمس الدین، المبسوط، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ج: ۴، ص: ۱۹۴۔
- ۶۴۔ النساء ۴: ۲۵۔
- ۶۵۔ الروم ۳۰: ۲۱۔
- ۶۶۔ البقرة ۲: ۲۳۰۔
- ۶۷۔ خطیب، عبداللہ ولی الدین محمد، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، لاہور، المیزان، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۶۷۔
- ۶۸۔ ہود ۱۱: ۶۔
- ۶۹۔ قاسمی، مولانا علی احمد، شادی اور شریعت، لاہور، مکتبہ خلیل، س۔ ن، ص: ۳۰، ۳۱۔
- ۷۰۔ البقرة ۲: ۲۳۳۔
- ۷۱۔ الشیخ نظام و جماعة من علماء الهند الاعلام، الفتاویٰ العالمگیریہ (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ) کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۲، ص: ۵۵۷۔
- ۷۲۔ البقرة ۲: ۲۳۳۔
- ۷۳۔ البقرة ۲: ۲۳۳۔
- ۷۴۔ ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، لاہور، کامیاب بک ڈپوسٹ، س۔ ن، ص: ۲۸۸۔
- ۷۵۔ ایضاً، ص: ۲۹۳۔
- ۷۶۔ حکیم نور محمد چوہان، امراض نسواں، لاہور، مکتبہ دانیال، س۔ ن، ص: ۲۸۷، ۲۸۸۔
- ۷۷۔ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، اسلام اور بچے کی تربیت و نگہداشت، بلوچستان، پرائمری ایجوکیشن کوالٹی امپروومنٹ پروگرام، ۱۹۹۷ء، ص: ۳۔
- ۷۸۔ محمد انور اختر، عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات، کراچی، ادارہ اشاعت اسلام، ۲۰۰۳ء، ص: ۷۴، ۷۵۔
- ۷۹۔ ایضاً، ص: ۸۷، ۸۸۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

# باب دوم

## امراض نسواں اور علاج معالجہ کی

### ضرورت واہمیت

## امراض نسواں اور علاج معالجہ کی ضرورت و اہمیت

اسلامی معاشرے اور انسانی زندگی میں عورت ایک خاص حیثیت کی حامل ہے۔ اس کے کئی روپ ہیں اور اس کا ہر روپ محبوب اور مقدس ہے، عورت جو افزائش نسل کا تنہا ذریعہ ہے اور اس کے اعضاء اپنی ترکیب و ربط باہم کے اعتبار سے نہ صرف خاص بلکہ مرد کے اعضاء و افعال سے مختلف بھی ہیں اور اسی جسمانی اعضاء کی ترکیب و ربط کے باعث ان کے بیشتر امراض بھی ایک دوسرے سے فرق رکھتے ہیں۔ اور ایسے امراض جو خاص طور پر خواتین سے منسوب ہوں انہیں ”امراض نسواں“ کہا جاتا ہے، لہذا اسی کے پیش نظر شریعت نے خواتین کے لیے علاج معالجہ کے ضمن میں بالخصوص رعایت برتی ہے۔

### عورت کی جسمانی خدو خال (سائنسی تحقیقات کی روشنی میں)

عورت کی جسمانی خدو خال جو کہ مردوں سے مختلف ہے اس کے بارے میں سائنسی تحقیقات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبدالصبور کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

عورت کی جلد نرم اور ہلکی ہوتی ہے ایسے ہی اسپر اُگنے والے بال مردوں کے بالوں کی نسبت کم چھوٹے اور نرم ہوتے ہیں خاص طور پر چہرہ کے بال، اسکی وجہ جیسا کہ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ عورت میں کچھ ایسے غدود ہوتے ہیں جو مردوں میں نہیں ہوتے اور یہی غدود اسکے نسوانی خصوصیات کو اجاگر کرتے ہیں جیسے کمر کا پتلا ہونا، پستانوں کا ابھرنا، پہلوؤں کا نرم ہونا، جذبات کا نازک ہونا، شریں کلام ہونا، حیاء کا غالب ہونا، بہت زیادہ شرمناک اور قوت برداشت کا کم ہونا وغیرہ۔

اور اس کے علاوہ عورت کا ڈھانچہ اور اسکے جسمانی نظام اس انداز میں ڈھلا ہوتا ہے کہ اس میں بچہ کی ولادت اور تربیت کی استعداد ہوتی ہے، رحم مادر میں بننے سے لیکر سن بلوغ تک عورت کا جسم اس میں یہ استعداد ہوتی ہے، رحم مادر میں بننے سے لیکر سن بلوغ تک عورت کا جسم اس میں یہ استعداد پیدا کرنے اور مکمل کرنے میں لگا رہتا ہے۔ بچپن سے سن بلوغ کو پہنچتے ہی اسکو حیض کا لاحقہ عارضی ہوتا ہے جو اس کے تمام اعضاء جوارح کے افعال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مزید ہنری مارون کی تحقیق کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عورت کی ریڑھ کی ہڈی مرد کی ریڑھ کی ہڈی سے وزن میں ہلکی ہوتی ہے اور یہ اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ جسم کے وزن کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس کی یہی کمی اسکی نقل و حرکت میں کم قدرت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

✿ اس کے پٹھے مرد کے پٹھوں سے ایک تہائی کے حساب سے کمزور ہوتے ہیں، البتہ عورت مرد سے خلوی نسیجوں میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے جو بہت سی خونی رگوں اور حساس اعصاب پر مشتمل ہوتے ہیں اور چکنائی کو اپنے اندر سمو لیتے ہیں اور اسی نتیجہ پر عورت کی شکل و صورت کی گولائی اور قامت کی خوشنمائی موقوف ہے۔

✿ اگر سر کی طرف آئیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرد کا دماغ اوسطاً عورت کے دماغ سے سو گرام زیادہ ہوتا ہے اور یہ دونوں کے جسمانی حجم کے اختلاف کی وجہ سے نہیں ہوتا، کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے مرد کے جسم اور دماغ میں نسبت ۱/۴۰ کی ہے اور عورت کے جسم و دماغ میں نسبت ۱/۴۱ کی ہے، گویا کہ دونوں نسبتوں میں اختلاف ہے۔

✿ ایسے ہی عورت کا دماغ اتنا گنجلک اور پیچیدہ نہیں ہوتا جیسا کہ مرد کا دماغی نظام ہوتا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں عورت میں احساس اور اشتعال کے مرکز کی ترکیبی ہیئت مرد سے بہتر ہوتی ہے۔

✿ اگر سانس کے نظام کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ سینہ کی چوڑائی اور پھیپھڑوں کے بڑے ہونے میں عورت مرد سے کم ہے عورت کے سانس لینے کا عمل تیز لیکن کیمیائی نقطہ نگاہ سے کمزور ہوتا ہے جبکہ مرد اس سے زیادہ آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتا ہے، اس لیے تو عورت کا درجہ حرارت مرد سے کم ہوتا ہے۔

✿ ایسے ہی عورت کا دل مرد سے چھوٹا ہوتا ہے، لیکن نبض کی رفتار عورت کی تیز ہوتی ہے جو اکثر ۱۰ سے ۱۲ دفعہ تک منٹ زیادہ ہوتی ہے، یہی فرق جانوروں کے مذکر اور مؤنث میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ۱۔

جبکہ محمد انور بن اختر عورت کے جسمانی نظام کی وضاحت میں مختلف ڈاکٹرز کی جدید تحقیقات و تجربات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عورت کو بالغ ہونے پر ایام ماہواری کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کے اثر سے اس کے جسم کے تمام اعضاء کی فعلیت متاثر ہو جاتی ہے اور مزید علم الحیات (بائیولوجی) کے مشاہدات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ایام ماہواری میں عورت کے اندر حسب ذیل تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔

i- جسم میں حرارت کو روکنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ حرارت زیادہ خارج ہو جاتی ہے۔ اور درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔

ii- نبض سست ہو جاتی ہے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔

iii- درد ان افزای غدود گلی کی گلیٹیوں اور غدود لفاوای میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔

iv- پروٹینی تحویل میں کمی آ جاتی ہے۔

v- ہضم میں اختلاط واقع ہوتا ہے اور غذا سے پروٹینی اجزاء اور چربی کے جزو بننے میں کمی ہو جاتی ہے۔

vi- عضلات میں سستی آ جاتی ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

vii - ذہانت اور خیالات کو مرکوز کرنے کی طاقت سلب ہو جاتی ہے۔

یہ تغیرات ایک تندرست عورت کو بیماری کی حالت سے اس قدر قریب کر دیتے ہیں کہ صحت اور مرض کے درمیان کوئی واضح کی خط کھینچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

## ڈاکٹر ایمل نووک

جو علم الحیات کا بڑا محقق ہے کہتا ہے کہ حائضہ عورتوں میں عموماً جو کیفیات پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ درد سر، تکان، اعضائے شکنی، اعصابی کمزوری، طبیعت کی پستی، مثانہ کی بے چینی، ہاضمے کی خرابی، بعض حالات میں قبض، کبھی کبھی متلی اور قے اچھی خاصی تعداد ایسی عورتوں کی ہے جنہیں کبھی متلی، قے اور اچھی خاصی تعداد ایسی عورتوں کی ہے جن کے سینے میں ہلکا سا درد ہوتا ہے اور کبھی کبھی وہ اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ ٹیس سی اٹھتی معلوم ہوتی ہے۔

## ڈاکٹر گب ہارڈ کی تحقیق

ایسی عورتیں بہت کم مشاہدہ میں آئی ہیں جن کو زمانہ حیض میں تکلیف نہ ہو پیشتر ایسی ہی دیکھی گئی ہیں جنہیں درد سر، تکان، زیر ناف درد اور تھوک کی کمی لاحق ہوتی ہے طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے اور رونے کو جی چاہتا ہے۔ ان حالات کے اعتبار سے یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ ان ایام میں عورت دراصل بیمار ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی بیماری ہے جو عورتوں کو ہر مہینہ لاحق ہوتی رہتی ہے جس میں ذکر کردہ ان جسمانی تغیرات کا اثر عورت کے ذہنی قویٰ اور اس کے فعال اعضا پر بھی پڑتا ہے۔ ڈاکٹر نے گہرے مشاہدے کے نتیجہ ظاہر کیا تھا کہ اس میں عورت کے اندر مرکزیت خیال اور دماغی محنت کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ ۲

## خواتین میں کینسر کے خلاف زیادہ مدافعت

جدید تحقیق کے مطابق خواتین، مردوں کی بہ نسبت کینسر سے زیادہ بہتر انداز میں نبرد آزما ہوتی ہیں اور اکثر و بیشتر اس موذی مرض سے طویل عرصے تک لڑتی ہیں۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۰ء کے درمیان ۵ سال تک جلد کے کینسر پر کی گئی تحقیق کے مطابق کینسر سے طویل عرصے تک لڑنے کی شرح خواتین میں ۸۲ فیصد اور مردوں میں ۶۸ فیصد تھی جب کہ کینسر کی دیگر اقسام میں بھی خواتین کے بچنے کی شرح زیادہ ہے تاہم مٹانے کے کینسر میں خواتین مردوں سے پہلے ہلاک ہو جاتی ہیں۔

## بیماری کے دوران خواتین کی قوت مدافعت

مرد کے جانی اتلاف، عورت کے جانی نقصان سے زیادہ ہونے کا ایک سبب، نئے علوم کی ترقی کے نتیجے میں دریافت ہوا ہے وہ موضوع یہ ہے کہ بیماریوں سے مرد کا مقابلہ عورت سے کمزور ہے، لہذا بیماریوں میں مرد زیادہ مرتے ہیں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اور خواتین کم، اس بارے میں محمد بن اختر اپنی کتاب ”عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات“ میں ادارہ شماریات فرانس کی تحقیق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”ادارہ شماریات فرانس کی تحقیق کے مطابق، فرانس میں لڑکوں کی شرح پیدائش لڑکیوں سے زیادہ ہوتے، یعنی سو لڑکیوں کے مقابل ایک سو پانچ لڑکے پیدا ہونے کے باوجود، عورتوں کی تعداد سترہ لاکھ پینسٹھ ہزار ۶۵۰۰۰۰ افراد مردوں سے زیادہ ہے۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ خواتین مردوں سے زیادہ بیماریوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔“

جبکہ قوت مدافعت کے بارے میں خواتین کے بارے میں اشلی مونٹاک ”زن در سیاست و اجتماع“ میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

”عملی نقطہ نظر سے عورت کی فطرت مرد کی فطرت پر فوقیت رکھتی ہے۔ X کروموسوم (CHROMOSOME) جنس مادہ، کروموسوم، Y جنس نر سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ اسی وجہ سے عورتوں کی عمر مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ خواتین کی اوسط عمر مردوں سے زیادہ ہے، عورت عام طور پر مرد سے زیادہ تندرست ہوتی ہے، بہت سی بیماریاں وہ مردوں سے زیادہ مقابلہ کر کے جھیل جاتی ہے۔ علاج کا اثر بھی جلدی قبول کرتی ہے۔ عورت ایک گوگی اور مرد پانچ گوگے، رنگوں کی ایک نابینا عورت کے مقابلے، رنگوں کے سولہ اندھے مرد، دیکھے گئے ہیں۔ نزف الدم HAEMORRHAGE ہیمرج کی تکلیف، تقریباً مردوں کو ہی ہوتی ہے۔ حادثات سے مقابلہ کرنے میں عورت زیادہ مضبوط ہے۔ آخری جنگ عظیم میں ہر جگہ دیکھا گیا ہے کہ ایک جیسے حالات، مرد سے بہتر عورتوں نے مقابلہ کیا ہے۔ محاصرہ، قید، قیدیوں کے کیمپ میں مردوں سے زیادہ..... قریب قریب ہر ملک میں مردوں کی خود کشی عورتوں سے تنگی ہے.....“

اسی طرح زمانہ حمل کے دنوں میں پٹھے سلگنا شروع ہو جاتے ہیں، جس کمزور اور غلط ملط ہو جاتی ہے، مرئی تخیلات کو قبول کرنے کی استعداد کمزور ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ اس سے پہلے جو اس کے تخیلات شعور میں ہوتے ہیں وہ بھی مضطرب ہو جاتے ہیں، جس سے وہ یومیہ کے بارے میں بھی خلجان میں رہتی ہے اور اس کے علاوہ عورت کے لئے حیض کے زمانہ سے بھی زیادہ سخت حمل کا زمانہ ہوتا ہے بعض دفعہ زمانہ حمل میں عورت کے جسم سے نکلنے والے فضلات فاقہ اور بھوک کی حالت سے نکلنے والے فضلات سے قدرے ہی کم ہوتے ہیں، اس زمانہ میں بدنی اور عقلی قوی اتنی مشقت اور بوجھ برداشت نہیں کر سکتے جو عام حالات میں برداشت کر لیتے ہیں، اگر حاملہ کو پیش آنے والے عوارض غیر حاملہ یا آدمی کو پیش آئیں تو بلا شک و شبہ اس کو بیمار کہا جائے۔ اس زمانے میں اس کا اعصابی نظام کئی مہینوں تک مختل رہتا ہے، ذہنی پریشانی رہتی ہے اور اس کے تمام

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جسمانی عناصر ایمر جنسی کی حالت میں رہتے ہیں اس دوران وہ صحت و بیماری کے درمیان ہوتی ہے اور کوئی چھوٹا سا بھی سبب اسکو بیماری سے دوچار کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

## ڈاکٹر فشر کا تجزیہ

زمانہ حمل میں تندرست و توانا عورت بھی سخت بے آرامی سے نہیں بچتی اس کا مزاج بدل جاتا ہے، ذہنی تشویش لاحق ہو جاتی ہے اور عقل بھٹکتی رہتی ہے، ایسے ہی شعور، غور و فکر، سمجھ بوجھ اور سوچ بچار کی صلاحیتیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ حمل کے اخیر مہینوں میں عورت سے کوئی ذہنی یا بدنی مشقت کا کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ وضع حمل کے اخیر مہینوں میں عورت بہت سی بیماریوں کا ہدف رہتی ہے جو اس کو لاحق ہوتی ہیں اور اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اس وقت نفاس کے زخموں کا زہر آلود ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور اس کے جنسی اعضاء بھی مسلسل حرکت میں ہوتے ہیں تاکہ اس کو حمل سے قبل والی حالت کی طرف لوٹائیں، اس سے اس کا پورا نظام جسم خلل انداز ہو جاتا ہے اس دوران اگرچہ اس کو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو پھر بھی اس کو اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنے ہوئے کئی ہفتے لگ جاتے ہیں گویا کہ قرار حمل کے بعد تقریباً ایک سال تک وہ بیمار یا بیمار کی طرح رہتی ہے اور اس کی قوت عمل عام دنوں کی بنسبت آدھی یا اس سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ ۵

ان تحقیقات و تجربات کی روشنی سے یہ واضح ہے کہ خواتین و مرد حضرات کے جسمانی فرق کی وجہ سے ان کے بیشتر امراض ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن مزید اس بات کی وضاحت کے خواتین میں قوتِ مدافعت مردوں سے زیادہ پائی جاتی ہے جس سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اس حیاء کے پیکر کی بے جا شرم مخصوص امراض اپنے اہل و عیال پر ظاہر ہی نہیں ہونے دیتیں اور کچھ وہ خود لا پرواہی کرتی ہیں اور اس کے علاوہ غربت و مفلسی، جدید طبی سائنس سے متعلق شرعی احکامات و حدود سے متعلق لاعلمی، یہ سب مل کر امراض کو متعدی و مہلک اور سنگین بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ لہذا ان مسائل کے پیش نظر ”خواتین کا علاج معالجہ و طبی اخلاقیات“ کے بارے میں رہنمائی ایک ضروری امر ہے۔

## امراض نسواں کا تعارف (سائنسی و اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

ویسے تو امراض مختلف نوعیت کے ہیں لیکن جہاں تک امراض کا تعلق ہے تو امراض میں خاص طور پر خواتین سے متعلق مخصوص امراض ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں جسمانی اور نفسیاتی تبدیلیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور اس دوران معمولی سی بھول چوک اور لاپرواہی کئی خطرناک بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ عبادات کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

### حالت حیض اور اس سے متعلقہ امراض

حیض ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ جو کہ مرض نہیں بلکہ اس سے متعلق مسائل امراض کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے خواتین کو کافی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کا سبب نہ تو زوجگی ہوتی ہے اور نہ اسقاط حمل اور یہ عورت کے بالغ ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اس دوران اکثر خواتین کو خون کی کمی، کم درد، سر درد، کمزوری اور استخاضہ، بیزاری کی شکایت رہتی ہے اور یہ امراض کی شکل اختیار کر لیتی ہے، حیض کے بارے میں محمود بن احمد لکھتے ہیں کہ:

الدم الخارج من الرحم تصير المرأة بالغة بالدایة بها۔ ۶  
”بالغہ عورت کے رحم سے ہر ماہ عادتاً جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔“

### حیض کی مدت

حیض کی کم سے کم مدت کے بارے میں ”الہدایہ“ میں کچھ یوں ہے کہ:

اقل الحيض ثلاثة ايامه و ليا ليها ۷

”کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے۔“

اور جہاں تک حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت تک جاری رہنے کا عمل ہے تو اس بارے میں ”علاء الدین ہسکتی“ کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”و اکثره عشره۔“ ۸

”حیض کی اکثر مدت دس دن رات ہے۔“

اور کم از کم مدت کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ:

”و اقل الطهر خمسة عشر يوما۔“ ۹

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”وجیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت پندرہ دن ہیں۔“

اس سلسلے میں تفسیر قرطبی میں کچھ یوں ہے کہ:

”حیض و نفاس خواتین کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بناء پر زمانہ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے، حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی تو میں بہت افراط و تفریط کا معاملہ کرتی تھیں، چنانچہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے۔ جبکہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانے میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے۔“ ۱۰

اسلام نے ان دونوں طریقوں کے برخلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی، وہ یہ ہے کہ حالت حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور دیگر معاملات زندگی میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے، البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لیے اس حالت میں ان سے مجامعت سے پرہیز کیا جائے، ارشاد ربانی ہے کہ:

النِّسَاءُ فِي الْمَحِيضِ لَا وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ . ۱۱

”پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے، اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔“

جبکہ علامہ ابن نجیم حیض کے مسائل سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”حیض کے مسائل کو جاننا ضروری ترین باتوں میں سے ہے، اس لیے کہ اس پر طہارت، نماز، تلاوت، قرآن، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغت، وطی، طلاق، عدت اور استبراء وغیرہ کے بے شمار مسائل کا مدار ہے، کیونکہ جس بات سے ناواقف رہنے کا نقصان جس قدر زیادہ ہو، اسی اعتبار سے اس سے واقفیت ضروری اور اہم ہوتی ہے اور حیض کے مسائل سے لاعلم رہنے کا نقصان دیگر باتوں سے ناواقف رہنے سے کہیں زیادہ ہے، اس لیے اس کے مسائل کی معرفت کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔“ ۱۲



## حالت نفاس

نفاس کے بارے میں ”عطیہ خمیس“ رقمطراز ہیں لکھتے ہیں کہ:

”نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو ولادت کے وقت عورت کے اندام نہانی سے آتا ہے، چنانچہ اگر پیٹ چاک کیا جائے اور بچہ پیدا ہو اور خون نہ آئے تو عورت ”نفساء“ نہ ہوگی اور خون نفاس سے متعلقہ احکام کا اطلاق اس پر نہ ہوگا۔ اسقاط حمل کی صورت میں اگر ساقط ہونے والے حمل میں انسانی شکل و صورت نمایاں ہو گئی تھی اور اس کی انگلیاں، ناخن یا بال وغیرہ پیدا ہو چکے تھے تب تو اسے بچہ قرار دیا جائے گا اور اس کے بعد ”نفاس“ کا حکم لاگو ہوگا لیکن اگر اس میں انسانی شکل و صورت نمایاں نہ ہوئی ہو، مثلاً خون کا لوتھڑیا گوشت کا ٹکڑا ہو تو ایسی صورت میں اس کے بعد ہونے والے اس عمل کو اگر حیض قرار دیا جاسکے، مثلاً وہ ان ایام میں آیا ہو جن میں اس عورت کو عادتاً خون آیا کرتا تھا تب وہ حیض ہوگا ورنہ اسے بیماری کا خون یا خون فاسد قرار دیا جائے گا۔

اور اگر عورت کے ہاں دو بچے بیک وقت پیدا ہوں تو اس کے نفاس کی مدت پہلے بچے کی پیدائش کے وقت سے شمار کی جائے گی یعنی اگر پہلے بچے اور دوسرے بچے کی پیدائش کے درمیان کچھ وقفہ ہو تو نفاس کی مدت کا شمار پہلے بچے کی ولادت سے کیا جائے گا خواہ یہ وقفہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کے برابر ہو، چنانچہ اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی ولادت کے چالیس دن بعد پیدا ہو تو دوسرے بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کو نفاس نہیں کہا جائے گا بلکہ بیماری کا خون یا خون فاسد سمجھا جائے گا۔

## نفاس کی مدت

نفاس کی کم سے کم مدت کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے چنانچہ یہ مدت ایک لمحہ بھی ہو سکتی ہے لہذا اگر کسی عورت نے بچے کو جنم دیا اور ولادت کے فوراً بعد خون کا آنا بند ہو گیا یا بچہ پیدا ہو اور خون آیا ہی نہیں تو نفاس کی مدت گزر گئی اور اس پر وہ تمام امور واجب ہوں گے جو ایک پاک عورت پر واجب ہوتے ہیں۔

نفاس کی کم سے کم مدت بعض کے نزدیک ایک لمحہ ہے۔ البتہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں۔ مدت نفاس کے دوران میں جن دنوں خون نہ آئے مثلاً ایک دن آئے اور دوسرے دن نہ آئے تو اس کے بارے میں جو فقہی اختلاف ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

i- خفیوں کے نزدیک دوران نفاس جن دنوں خون نہ آئے وہ بھی نفاس کے دن شمار ہوں گے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ii حنبلیوں کے نزدیک نفاس کے دوران میں جس دن خون نہ آئے وہ دن طہر یعنی پاک کا دن شمار ہوں گے۔
- iii شافعیوں کے نزدیک یہ وقفہ اگر پندرہ دن یا پندرہ دن سے زیادہ ہو تو وہ طہر (پاک دن) شمار ہوں گے یعنی ان پندرہ دنوں سے پہلے جتنے دن خون آتا رہا وہ نفاس کے دن ہوں گے اور پندرہ دن سے زیادہ دن نہ آنے کے بعد پھر جن دنوں میں آئے وہ دن بھی طہر کے شمار ہوں گے لیکن یہ نہ آنے کا وقفہ اگر پندرہ دن سے کم ہو تو پھر یہ دن بھی جن میں خون نہیں آیا صحیح قول کے مطابق نفاس کے دن سمجھے جائیں گے۔
- iv مالکیوں کے مطابق نہ آنے کا وقفہ اگر نصف ماہ کے برابر ہے تو وہ طہر یعنی پاک دن شمار ہوں گے اور ان کے بعد جو خون آئے گا وہ حیض ہے اور اگر یہ وقفہ نصف ماہ سے کم ہے تو اس کے بعد نفاس ہی سمجھا جائے گا اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کا حساب اس طرح کیا جائے گا کہ خون آنے کے دنوں کو باہم جمع کر لیا جائے گا اور جن دنوں میں نہیں آیا وہ خارج کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ یہ عمل درپیش آنے کے دنوں کی تعداد ساٹھ ہو جائے۔ ساٹھ دن پورے ہونے کے بعد سمجھ لیا جائے گا کہ نفاس کی مدت ختم ہو گئی ہے اور جن دنوں میں خود بند رہا تھا ان میں یہ عورت وہ سب کچھ کرے گی جو ایک پاک عورت کر سکتی ہے مثلاً نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا وغیرہ۔ ۱۳

## آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

بذریعہ آپریشن سے متعلق ولادت پر نفاس کے مسائل کے بارے میں فتاویٰ عالمگیریہ میں کچھ یوں ہے کہ:

الا اذا خرج من الفرج دم عقیب خروج الولد من السرة فانه حينئذ يكون نفاسا۔ ۱۴  
 ”لیکن اگر ناف سے بچہ نکلنے (آپریشن سے) کے بعد فرج کی طرف سے بھی خون آئے تو نفاس ہوگا۔“

## استحاضہ

حیض اور نفاس کے سوا جو خون عورت کے رحم سے آئے اسے استحاضہ کہا جاتا ہے، چنانچہ وہ خون جو حیض اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت پوری ہو جانے کے بعد آئے، یا حیض و نفاس کی کم سے کم مدت سے بھی کم وقت آئے یا حیض شروع ہونے کی عمر (نوسال کی عمر) سے بھی پہلے آئے وہ استحاضہ ہے۔ الغرض خون استحاضہ وہ ہے جو بیماری کی وجہ سے آئے اور خون حیض کے علاوہ ہو۔

ڈاکٹر کاشی رام استحاضہ کی وجوہات و علامات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”استحاضہ سے میرا مطلب وہ سیلان خون ہے جس کا تعلق حیض سے نہیں ہوتا بلکہ یہ بالکل جداگانہ ہوتا

ہے جو رحم (UTERUS) سے ہوا کرتا ہے یہ سیلان تیز یعنی (Active) ہو سکتا ہے جس میں چمکدار

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

سرخ سریانی خون ہوتا ہے یا (Pelvis) جس میں خون سیاہ رنگ کا وریڈی (Venous) ہوتا ہے، اس کی وجوہات، آنتوں میں کیڑے، رحم میں بدگوشت یا دوسرے قسم کے گومٹر، پیٹرو کے خول میں گومٹر یا بدگوشت کی موجودگی، رحم میں زخم یا کینسر وہ سب وجوہات جن سے اسقاط حمل پیدا ہو سکے، یا خود اسقاط حمل وضع حمل کے بعد انول کا رک جانا، بذات خود وضع حمل سن یا س یعنی حیض بند ہو چکنے کے بعد۔“ ۱۵

## لیکوریا

لیکوریا ایک ایسا مرض ہے جس میں شرمگاہ سے سفید مادے کا اخراج ہوتا ہے اور یہ بیماری کمسن بچیوں، کنواری شادی شدہ اور بوڑھی خواتین کو پیش آ سکتا ہے اس کی کوئی خاص مدت نہیں، اس مرض کی مزید تفصیل حکیم نور محمد چوہان اپنی کتاب ”امراض نسوان“ میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”یہ اصطلاح دو یونانی لفظوں سے مرکب ہے یعنی ”لیوکو“ اور ”ریا“ سے، لیوکو، لیکو ”سفیدی“ اور ریا ”اخراج یا جریان“ کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، اس مرض میں چونکہ عورت کے رحم سے سفید رطوبت خارج ہوتی ہے، اس لیے اس مرض کو لیکوریا کا نام دیا گیا ہے، اردو زبان کے لیے لیکوریا کی طبی اصطلاح عربی زبان سے لی گئی ہے۔“ ۱۶

جبکہ دینی اصطلاح میں یہ مرض یا کمزوری کی وجہ سے نکلنے والا سفید مادہ ناپاک ہے۔

## امراض حمل

صاحب اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور آپ ﷺ نے بھی زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورتوں کو پسند فرمایا، لیکن دوران حمل خواتین کو بہت سے جسمانی عوارض کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں بعض کو تو بہت اور بعض بالکل بری رہتی ہیں لیکن یہ امراض وضع حمل کے بعد رفع ہو جاتے ہیں۔ جبکہ امراض حمل سے متعلق ڈاکٹر کاشی رام کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”مسلل متلی اور شدید قے جو بعض اوقات تمام حمل کے زمانہ میں جاری رہتی ہیں اور دیگر معدے کی خرابیوں کی وجہ سے مریض کی غذا جزو بدن نہیں بنتی، اور مریض دن بدن لاغر اور کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں، یہیں تک اکتفا نہیں بلکہ جنین کی نشوونما کی ضرورت مریضہ کی صحت پر بھی برا اثر ڈالتی ہیں ایسے حالات میں مریضہ کی یہ کمزوری عموماً مریضہ کی موت (وضع حمل سے قبل یا بعد) کا باعث ہوا کرتی ہے جب تک مریضہ کو ٹھیک منتخب شدہ دوا نہ دی جائے اور اس کے علاوہ حمل کے زمانہ میں ان امراض کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

وجہ سے جسم کے مختلف حصوں میں خون کے دوران کی زیادتی کا باعث بنتی ہیں اور جو حصہ مریضہ کا مزاجی طور پر کمزور ہو اسی طرف خون کا رجحان زیادہ ہو جاتا ہے، اس لیے بعض مریضوں میں نکسیر، بعض میں خون کی قے اور بعض میں پھیپھڑوں سے خون اور باقیوں میں رحم سے خون کا سیلان جاری ہو جاتا ہے۔ جو اسقاط حمل کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔“ ۱۷

## پستانوں کے امراض

بوجہ امراض پستان خواتین کو بہت تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے، جن میں پستانوں میں خارش ہونا، ورم، ناسور، رضاعت کے دوران بوجہ کمزوری دودھ کا کم ہونا اور سخت ہو جانا، خون یا خون آمیز دودھ نکلنا، دودھ کا بخار وغیرہ یہ سب پستانوں کے امراض ہیں۔ اور اس کے علاوہ کچھ کی تفصیل درج ذیل بیان کی جا رہی ہے۔

### الف۔ التهاب پستان

دودھ کا اخراج نہ ہونے کی وجہ سے ان میں سوجن ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پستان سخت ہو کر متورم ہو جاتے ہیں اور ورم نہ اترنے کی صورت میں پیپ پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ۱۸

### ب۔ ورم پستان

شیر خورگی کے ایام میں اگر بچہ کے سر کی ضرب یا کسی طرح کی چوٹ لگنے یا دودھ بکثرت پیدا ہونے اور اس کے خرچ نہ ہونے سے پستانوں میں ٹھہر جاتا ہے اور سخت تکلیف دیتا ہے اس کا علاج سوائے آپریشن کے اور کچھ نہیں۔ ۱۹

## HIV اور ایڈز

HIV مخفف ہے Human Immunodefency Virus اس کا مطلب ہے کہ ایسا وائرس جو انسان کے دفاعی نظام کو تباہ کر دے اور انفیکشن اور امراض کے خلاف دفاع نہ کر سکے۔ HIV وائرس مخصوص طریقوں سے ایک شخص سے دوسرے شخص کو لگتا جاتا ہے اور اس کے حفاظتی اور دفاعی نظام کو بے کار کر کے رکھ دیتا ہے اور HIV کا وائرس ہی ایڈز پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

ایڈز (AIDS) مخفف ہے A Cquired Immunodefency Syndrom، یعنی ایسا مرض لگنا جس میں جسمانی علامت ایسی ہوں کہ انسان کا دفاعی نظام، امراض اور چھوت کے خلاف نہ لڑ سکے۔ اور جب کوئی انسان HIV سے متاثر ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اسے ایڈز ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایڈز کو مرض کے بجائے علامات مرض قرار دیا جاتا ہے۔ لوگ ایڈز سے نہیں مرتے بلکہ وائرس ان کے جسم کو اس قدر کمزور کر دیتا ہے کہ وہ بیماری کے خلاف مدافعت نہیں کر سکتے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ایڈز کے پھیلنے میں جہاں دیگر عوامل از قسم تبادلہ خون، متاثرہ سرنج کا استعمال اور پیدائشی وغیرہ کارفرما ہوتے ہیں، وہاں ناجائز جنسی تعلقات انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں ان ناجائز جنسی تعلقات میں زنا، دخول مقعد اور لیسکس شامل ہیں۔ ۲۰

سید قیصر محمود Islam Ultimate answer to the challenge of Aids میں لکھتے ہیں کہ:

A large number of men who visit prostitutes may transfer the virus through semen. If the blood is donated by a person carrying the HIV, the virus gets transferred to the person injected. If a woman carrying the human immunodeficiency infection, becomes pregnant, there is often no way to stop her from transmitting the virus to her unborn young. ۲۱

ترجمہ: لوگوں کی ایک بڑی تعداد جب فاحشہ عورتوں سے تعلقات جوڑتے ہیں تو جنسی عمل کے ذریعے انھیں یہ وائرس لگ جاتا ہے اور ایچ آئی وی میں مبتلا شخص اگر اپنا خون دوسرے شخص کو عطیہ کر دے تو اس شخص کو بھی یہ وائرس منتقل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی عورت اس وائرس کی شکار ہو اور وہ حاملہ ٹھہرے تو پھر اس کے پاس کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس وائرس کو نوزائیدہ میں منتقل ہونے سے روک سکے۔

جمال بن عبدالرحمن ایڈز کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

ایڈز جب انسانی جسم پر حملہ کرتے ہیں تو مختلف بیماریاں اور ورم پیدا ہو جاتے ہیں یہ جراثیم تمام جسم میں پھیل جاتے ہیں خاص طور پر خون، منی اور مہبل کی دیواریں زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ پھر یہ مرض وراثت میں منتقل ہو کر ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے جس کے ساتھ بھی اس کا مریض تعلق جوڑے گا وہ اس مرض کا شکار ہو جائے گا۔ خواہ مرد ہو خواہ عورت، اس کے علاوہ بدکاری کے مراکز میں سکونت اختیار کرنے سے بھی مرض حملہ کر دیتا ہے۔ یہ مرض ماں سے بچے میں بھی منتقل ہو جاتا ہے حمل کے دوران یا ولادت کے وقت یا ولادت کے بعد اس مرض کی انتہاء موت پر ہوتی ہے، باذن اللہ تعالیٰ۔ ۲۲

ڈاکٹر محمد غوث رفیق اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ:

قوت مدافعت کے کم ہو جانے سے ہونے والی علامات کو 'ایڈز' کہتے ہیں۔ یہ ایک خطرناک ترین وائرل انفیکشن ہے اور اس کے وائرس کا نام HIV ہے جو ایڈز کا باعث ہے۔ ہم جنس پرستی کے باعث یا ایسی عورت کے ساتھ ہمبستری

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کرنے سے جوائڈز میں مبتلا ہو اور اسی طرح ایسے مرد کے ساتھ ہمبستری کرنے سے جوائڈز کا مریض ہو، یہ مرض دوسرے فریق کو ہو جاتا ہے۔ ایڈز کے مریض کا خون لگنے کے باعث لیکن اگر ایڈز کے مریض کی چیزیں استعمال کر لی جائیں تو یہ انفیکشن دوسرے کو نہیں لگتی کیونکہ ایڈز کا وائرس HIV بے جان چیزوں میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ مریض کا جھوٹا کھانا کھانے سے بھی یہ انفیکشن دوسرے کو نہیں ہوتی۔ وائرس حاصل کرنے کے بعد بعض اوقات کئی سال تک کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی لیکن اس دوران مریض کو طرح طرح کی انفیکشن اور کینسر ہونے لگتے ہیں۔ جسم لمفاوی غدود (Lymph Nodes) سوج جاتے ہیں اور ان میں کسی قسم کا درد نہیں ہوتا اور جسم میں کوئی ایسی دیگر علامت نہیں ہوتی جس کے باعث یہ غدود سوجے ہوں۔ بعض اوقات یہ غدود کئی مہینے تک سوجے رہتے ہیں۔ ان غدودوں (Nodes) کی سوجن ڈاکٹر کو ایڈز کے شک میں مبتلا کرتی ہے اور ایڈز کے ٹیسٹ کرواتا ہے۔ فلو جیسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں، گلاسوج جاتا ہے اور مریض کو دست ہونے لگتے ہیں۔ کئی مریضوں کے جسم پر دانے نکلتے لگتے ہیں۔ خون میں ”پلیٹ لٹس“ (Platelets) کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ خون میں سفید سیلز کی تعداد بھی کم ہو جاتی ہے۔ مریض کو انیمیا (خون کی کمی) ہو جاتی ہے اور یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ جسم کے پٹھوں میں درد اور کمزوری ہونے لگتی ہے، ٹی بی ہو سکتی ہے اور رات کے وقت پسینے آتے ہیں، بار بار نمونیہ کے حملے ہو سکتے ہیں اور جسم کا مدافعتی نظام تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ ۲۳

ایڈز پر تحقیق کرنے والے ماہرین طب اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

The majority of infections are transmitted via semen, cervical secretions and blood transmission is via the following routes.

#### **Sexual Intercourse (vaginal and anal)**

Worldwide, heterosexual intercourse accounts for the vast majority of infections, and coexistent STDs, specially those causing genital ulceration, enhance transmission. Passage of HIV appears to be more efficient from men to women than vice versa.

There is a geographical variation in the epidemiology. In Europe, USA and Australasia the initial wave of infection was amongst homosexual men with a second wave developing amongst intravenous drug users and their sexual partners. The incidence



of HIV in heterosexuals is rising and is likely to form a further epidemic wave over the next 20-30 years.

#### **Mother to child**

As more women in their reproductive years are infected the numbers of babies acquiring HIV vertically will increase. European studies suggest that 14% of babies born to HIV-infected women are likely to be infected although rates of up to 40% have been reported from Africa and USA. Transmission can occur in utero, during childbirth or via breast milk.

#### **Contaminated needles**

The practice of sharing needles and syringes for intravenous drug use continues to be a major route of transmission of HIV. Iatrogenic transmission from needles and syringes in developing countries is reported. There is no evidence that HIV is spread by social or household contact nor by blood-sucking insects such as mosquitoes and bed bugs. ۲۴

ترجمہ: اکثر و بیشتر ایڈز وائرس خون، منی، اور رحم کے ذریعے ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتا ہے۔ اس کے پھیلنے کے تین مختلف طریقے ہیں۔

#### **i۔ جنسی طریقہ سے انتقال**

عالمی سطح پر مختلف الجنسی طریقہ جماع اس بیماری کا اہم ذریعہ ہے، خصوصاً عورت کے اعضاء تولید کے اندر معمولی ورم یا سوزش سے یہ تیزی سے پھیلتا ہے اور یہ جراثیم زیادہ تر مرد سے عورت اور عورت سے مرد کو سرایت کرتی ہے۔ دنیا کے اندر اس کا وجود مختلف ممالک میں مختلف ہے، جیسے یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا میں بنیادی طور پر یہ مرض ہم جنس پرستی کے ذریعے پھیلتا ہے، جبکہ وریڈی انجکشن اور شریک جماع کے ذریعے سے پھیلتا ثانوی درجہ کا حامل ہے اور مختلف الجنس طریقہ سے اس مرض کا پھیلتا بڑھتا جا رہا ہے جو آئندہ ۲۰-۳۰ سال تک مزید بڑھ جائے گا۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## ii- ماں سے بچے میں انتقال

اگر ماں کے اندر یہ جراثیم موجود ہو تو یہ بچوں میں بھی پھیلتا ہے۔ ایک یورپین رپورٹ کے مطابق ۱۴ فیصد بچے پیدائشی ایڈز زدہ ہوتے ہیں، جبکہ کئی ممالک جیسے افریقہ اور امریکہ میں مرض ۴۰ فیصد تک جا پہنچتا ہے۔ جو کہ ماں کے رحم سے اور ماں کے دودھ کے ذریعے بچوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

## iii- آلودہ سرنج کے استعمال سے انتقال

کئی غریب ممالک میں سوئی اور سرنج کا مختلف مریضوں میں استعمال کے ذریعے ایڈز کا وائرس منتقل کرنا ایک اہم سبب ہے۔ جبکہ معاشرتی طور پر گھریلو ماحول میں اسی طرح یہ کسی خون چوسنے والے کیڑے مثلاً مچھر و کھٹل وغیرہ سے نہیں پھیلتا۔

اسی طرح لکھا گیا ہے کہ:

Worldwide , 75-85% of HIV infection in adults have been transmitted through unprotected sexual intercourse, with heterosexual intercourse accounting for more than 70% Mother-to-child transmission accounts for more than 90% of global infection in infants and children sharing HIV - infected injection equipment by drug users accounts for 5-10% of all adult infection, and transfusion of HIV-infected blood or blood products represents 3-5%.

Apart from unprotected sex and intravenous drug injections, contaminated blood transfusion is one of the main sources of infection. The trading of blood product is big business and subject to very little control. Infaction rates among donors vary but generally are higher among professional donors than voluntary donors. ۲۵

ترجمہ: عالمی سطح پر ایڈز ۵۷-۵۸ فیصد تک بالغان میں غیر محفوظ ہم جنس پرستی کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ذریعے سے جبکہ ۷۰ فیصد تک مختلف الجنس پرستی کے ذریعے سے پھیلتا ہے۔ ماں سے بچوں میں اس کا انتقال ۹۰ فیصد سے زیادہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اسی طرح آلودہ سرنج اور سوئی کے استعمال سے اس کا پھیلاؤ ۵۰-۱۰ فیصد تک تک بالغوں میں انتقال کا سبب ہے اور انتقال خون کے ذریعے ۳-۵ فیصد ہے۔

اس کے علاوہ کہ غیر محفوظ جنس پرستی اور ویدی انجکشن کا استعمال اس کا اہم ذریعہ ہے، انتقال خون بھی اس کا بڑا سبب ہے۔ انتقال خون بھی آج بڑا کاروبار ہے، جس پر قانون کی گرفت کافی کم ہے۔ اس طرح یہ مرض کاروباری خون دینے والوں میں نسبتاً زیادہ ہے، بہ نسبت اس کے کہ کوئی رضا کارانہ خون عطیہ دے۔

## آتشک

یہ مرض انتہائی خطرناک ہے جو جنسی بے قاعدگیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مرض کے چند مرحلے ہوتے ہیں یہ مرض دوسرے مرحلے میں جسم میں پھیل جاتا ہے اور جلد پر پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس میں پیپ پیدا ہو کر زخموں کی نوبت آ جاتی ہے۔ بعد ازاں منتقل ہو کر جگر تک پہنچ جاتا ہے جس سے جسم میں سوجن اور سرطان کی بھی شکایت ہو جاتی ہے۔ رعشہ بھی ہو جاتا ہے کبھی کبھی اس کا اثر پھیپھڑوں اور دل تک پہنچ جاتا ہے اور آخر مریض کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ۲۶

آتشک کو بادرنگ یا پنجابی گرمی بھی کہتے ہیں جو ایک متعدی مرض ہے۔ زوجین میں سے جو بھی اس مرض میں مبتلا ہو تو مباشرت کی وجہ سے یہ زہر دوسرے کو سرائیت کر جاتا ہے جس کے بعد اس کی اور اس کے گھرانے کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور پھر اولاد بھی لولی لنگڑی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ۲۷

یہ بیماری وراثتاً بھی ہو سکتی ہے، یہ ایسی نامراد بیماری ہے کہ انسان کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس بیماری کے اسباب میں سے ایک سبب بری صحبت اختیار کرنا ہے۔ ۲۸

## سوزاک

سوزاک ایک متعدی مرض ہے اس مرض سے اگرچہ موت واقع نہیں ہوتی لیکن اعضائے جنسی میں بڑی خرابی آتی ہے۔ یہ مرض بھی حرام جگہ شہوت پوری کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس مرض سے پیشاب کی نالی جس کو نایزہ کہتے ہیں میں شدید ورم ہو جاتا ہے اور اس میں سے پیپ آنے لگتی ہے اور ناپاک مباشرت کی چھوت لگنے سے ۴۲ گھنٹے سے لیکر پانچ چھ یوم کے اندر یہ مرض ظاہر ہوتا ہے جو شدید تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ۲۹

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ سوزاک ایک متعدی ایک متعدی اور چھوت کی بیماری ہے لہذا اس کے اسباب میں فاحشہ یا

بازاری عورتوں یا مرد سے صحبت کرنا اسی طرح سیلان الرحم کی مریضہ یا مریض سے ہم بستری کرنا شامل ہے۔ ۳۰

## پیڑو کی سوزش کا مرض

اکثر خواتین جو اس مرض کا شکار ہوتی ہیں اس سے بے خبر رہتی ہیں کیونکہ اس کے علامات ظاہر نہیں ہوتے۔ دیگر خواتین، بخار، متلی، قے، سردی، درد معدہ، جنسی تعلقات کے دوران درد وار ماہواری کے دوران شدید درد یا پیشاب کے دوران درد میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ یہ مرض تب لاحق ہوتا ہے جب کوئی جنسی انفیکشن اندام نہانی سے قاذف نالیوں (Tubes Fallopian) رحم یا بیضہ دانیوں میں سرایت کر جاتی ہے۔ قاذف نالیاں زخمی ہوتی ہیں چنانچہ جب عورت حاملہ ہونے کیلئے تیار ہوتی ہے تو بار آور بیضہ رحم کے بجائے قاذف نالیوں میں نمو پانا شروع ہو جاتا ہے اس سے جنین کی نشوونما متاثر ہوتی ہے اور حاملہ کی زندگی خطرے میں پڑھ جاتی ہے جس کی بناء پر آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ۳۱

## شکر آئیڈ

یہ مرض سوزاک اور آتشک سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے۔ عام آدمی کو اس کے بارے میں معلومات نہیں ہوتیں اور اگر کوئی اس کا شکار ہو بھی جاتا ہے تو اسے خود پتہ نہیں چلتا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کا حملہ آہستہ آہستہ اور ہلکا ہوتا ہے لیکن یہ لگاتار جسم کے اندر بڑھتے رہتے ہیں اور اعضائے توالد و تناسل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ جراثیم اندام نہانی کی جلد میں داخل ہو کر چھوٹے چھوٹے پیپ سے بھری ہوئے ایک یا زیادہ ملائم چھالے پیدا کر دیتے ہیں یہ چھالے تیزی سے پھوٹتے رہتے ہیں اور تکلیف دہ پھوڑوں کی شکل میں زیریں حصے اور پوشیدہ اعضاء پر پھیل جاتے ہیں۔ ۳۲

## کینسر / سرطان

یہ نہایت ہی مہلک بیماری ہے۔ صحیح تشخیص کے بعد عام طور پر مریض علاج نہ ہونے کی صورت میں سال دو سال سے زیادہ نہیں جیا کرتا۔ کینسر میں جسم کے کسی حصے کے خلیات بے قابو ہو کر بڑھنے لگتے ہیں جن کے نتیجے میں ایک رسولی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ کچھ عرصہ بڑھنے کے بعد یہ رسولی درمیان سے گلنے لگتی ہے اور ایک زخم ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زخم کے کنارے موٹے ہوتے ہیں، سخت درد کرتے ہیں، ذرا سا چھیڑنے سے خون نکلتا ہے۔ کینسر والی جگہوں کے چاروں طرف لمف گلیڈ بڑھ جاتے ہیں اور سخت ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد وہاں بھی کینسر کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

کینسر کا سب سے بڑا خطرہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا بیج پھیلتا چلا جاتا ہے۔ کینسر کے خلیات اکھڑ کر خون اور لمف کی نالیوں کے ذریعے جس جگہ بھی پہنچتے ہیں ایک نیا کینسر شروع ہو جاتا ہے۔ کینسر تقریباً جسم کے ہر حصے میں ہوتا دیکھا گیا مثلاً، جلد کا کینسر، چھاتی کا کینسر، پھیپھڑوں کا کینسر، ہڈیوں کا کینسر، معدے کا کینسر، بڑی انتڑی کا کینسر، جگر کا کینسر، بچہ دانی کا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کینسر اور خون کا کینسر جسے لیموکیما بھی کہتے ہیں۔ پان کثرت سے کھانے والوں کو مسوڑوں کا کینسر ہو جاتا ہے جس کی وجہ چوڑے کی خارش ہوتی ہے۔ سگریٹ کثرت سے پینے والوں کو پھیپھڑوں کا کینسر اور شراب کثرت سے پینے والوں کو معدے کا کینسر ہو سکتا ہے۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی مخزش شے لگا تار کسی خاص حصہ جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے تو اس مخصوص حصہ جسم میں کینسر ہو سکتا ہے۔ ۳۳

## بانجھ پن

قدرت نے بہت کم عورتیں ایسی پیدا کی ہیں جو درحقیقت بانجھ ہوں ہماری بود و باش ہماری لاپرواہی، ہماری عیش پسندی عورتوں کو بانجھ بنانے کا زیادہ موجب ہے۔ عیش پسندی، سستی، کالمی حد سے زیادہ خورد و نوش یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے ان کے اعضاء تولید پر جربی آ جاتی ہے اور کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ بانجھ پن ہوتا ہے، ڈاکٹر کاشی رام بانجھ پن کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

✿ بانجھ پن کی ذمہ داری بہت حد تک اعضاء تولید کی خرابی ہے اور اس میں بھی زیادہ تر رحم کے اپنی جگہ سے گر جانے، دہرا ہو جانے اور مڑ جانے پر ہے جس وقت رحم اصلی جگہ پر نہیں ہوتا تو نطفہ قرار ہی نہیں پاتا۔ کیونکہ خصیتہ الرحم سے انڈا نکل کر رحم کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے یا ضائع ہو جاتا ہے یا کسی وجہ سے حمل کا کورس پورا نہیں ہوتا۔ ان حالات میں سے سے بہتر ہے کہ رحم کی گراوٹ کا مکمل طور پر علاج کیا جائے۔

✿ لیکوریا یا سیلان الرحم ایک دوسری ضروری خرابی ہے خصوصاً جب سیلان پیدا کرنے والی قسم کا ہو یا جب سیلان الرحم مقدار میں اس قدر زیادہ ہوتا ہو کہ انڈے رحم میں پہنچتے ہی لیکوریا کے ساتھ بہہ جاتے ہوں۔

✿ درد والے حیض حمل قرار پانے میں بہت کچھ ٹھل ہوتے ہیں نطفہ قرار پا چکنے کے بعد جب حیض کا وقت آتا ہے تو عادتاً حیض کے درد شروع ہو جاتے ہیں اور ان دردوں کے ساتھ چونکہ سکڑن ہوتی ہے اسی واسطے رحم کی سکڑن اور تشنجی کیفیت سے نطفہ نکل جاتا ہے۔

✿ مریضہ کی اپنی طبعی کیفیتیں بھی حمل میں خلل اندازی کرنے کیلئے کم نہیں ہے حادثہ پرانی بیماری سے پیدا شدہ کمزوری اپنے آپ کو دماغی کام میں حد سے زیادہ لگائے رکھنا، یکدم غم یا خوشی کے سلسلے حد سے زیادہ عادتاً محنت جسمانی ایسی کیفیتیں ہیں جن سے نظام عصبی پر کافی سے زیادہ بوجھ پڑ کر اعصاب میں کمزوری آ جاتی ہے اور اس کمزوری کی وجہ سے آلات تناسل کے افعال کے اجراء باقاعدہ نہیں رہتے اور اس لیے حمل اول تو قرار پاتا ہی نہیں اور اگر پاتا بھی ہے تو ساقط ہو جاتا ہے۔

✿ رحم کی گردن، رحم کے منہ میں تنگی اور ان پر زخم نیز رحم میں گومڑ اور کینسر بانجھ پن کی یقیناً وجوہات ہیں اسکے علاوہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

خصیة الرحم ہر دو کی ماؤف ہو جانے سے بانجھ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ۳۴

## برص

جلد پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں جو بھدے اور برے معلوم ہوتے ہیں اس تکلیف کو برص Leukoderma کہتے ہیں:

”اس بیماری پر بہت ریسرچ ہو رہی ہے اور اب تک جو وجہ سامنے آئی ہے وہ یہ ہے جلد کے اندر ایک رنگ دار مادہ ہوتا ہے۔ جس کا نام Melanin ہے۔ اگر اس مادے کا توازن بگڑ جائے تو جلد پر یہ تکلیف عورت اور مرد دونوں کو ہو جاتی ہے اور زیادہ تر چہرہ وار آنکھوں کے ارد گرد ہوا کرتی ہے۔ بعض مریضوں کے اعضاء تناسل پر بھی یہ تکلیف آ جاتی ہے اس کے علاوہ ہونٹ اور ناخنوں کے ارد گرد بھی اکثر یہ نشانات پیدا ہو جاتے ہیں۔“ ۳۵

## خارش

یہ ایک متعدی بیماری ہے خارش سے سارے جسم پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلتی ہیں جن میں شدت کی خارش ہوتی ہے۔ جلد خشک اور کھردری ہو جاتی ہے۔ خارش ٹانگوں سے شروع ہوتی ہے اور پھر سارے جسم پر پھیل جاتی ہے، یہ مرض خون کے جلنے سے ہوتی ہے۔ جسم میں آئرن کی کمی، زیا بیٹس شکری، جگر کی پرانی بیماری اور ٹائیفائیڈ بخار سے خارش ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہاضمے کے نظام کی خرابی، حیض کی بے قاعدگی اور مسامات کے بند ہو جانے سے بھی خارش کا مرض ہو جاتی ہے۔ یہ مرض ٹانگوں، رانوں، بازوؤں، گردن کے پیچھے اور مقعد میں نمایاں ہوتی ہے۔ ۳۶

خارش کی ایک درج ذیل قسم بھی ہے۔

## اگزیم اور کھجلی

مستورات کے آلات تولید پر بہت سی تکلیف دہ جلدی بیماریاں اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہیں یہ یا تو طبعی اثر کی وجہ سے مقامی ہوتی ہیں جن میں حد درجہ کی تکلیفات اور ذکی الحسی ہوتی ہے یا ان میں تیز سوزش پیدا کرنے والی مختلف رطوبتیں ہوتی ہیں یا یہ تکلیفات آلات تناسل کی اندرونی تحریک سے ظاہر ہوتی ہیں مقدم الذکر میں اگزیم یعنی اکوتہ اور کچھ لیکو ریا کی کیفیتیں شامل ہیں جو زیادہ نشوں اور مرغن غذاؤں کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں مؤخر الذکر کو عموماً کھجلی کہا جاتا ہے۔ اس میں ناقابل برداشت خارش ہوتی ہے جس پر یا تو ابھار بہت ہلکے ہوتے ہیں۔ یا قطعی ہوتے ہی نہیں اور جب کبھی ابھار پیدا ہوتے ہیں وہ کھجلا نے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس شدید کھجلی کے علاوہ ناقابل برداشت جلن رہتی ہے مریضہ ان حصوں کو کھجلائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ حالانکہ اکثر اوقات کھجلا نے سے کھجلی اور بھی تیز ہو جاتی ہے یہ یاد رہے کہ اس قسم کی کھجلی عموماً



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اندرونی گہری تکالیف کی نمود ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ رحم میں کینسر کا یہ پہلا نشان ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ اس قسم کی تکالیف کے لئے خاص طور پر دھیان دیا جائے اور ادویہ سے درست کیا جائے تا کہ مرض آگے نہ بڑھنے پائے۔ ۳۷

## چھالے

اس مرض میں جسم پر چھوٹے یا بڑے چھالے پیدا ہو جاتے ہیں جو مٹر کے دانہ کے برابر سے لیکر مرغی کے انڈے کے برابر تک ہوتے ہیں اور ان میں جلن ہوتی ہے، زیادہ تکالیف کی صورت میں بخار بھی ہو جاتی ہے۔ یہ مرض ہاضمہ کی خرابی، کثافت، جسمانی، زہریلے زخم، سورج کی گرمی کا اثر، رنج و غم، فکرو تردد اور خرابی خون وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ ۳۸  
ڈاکٹر پروین کمار لکھتے ہیں کہ:

”آبلے کی وجوہات نظام ہضم میں خرابی، جسم صاف نہ رکھنا اور گندے میلے کچیلے کپڑے پہننا ہیں۔  
مرض آتشک بھی ان کی وجہ ہے۔ اس سے مریض کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور اسے سخت بخار ہوتا ہے، قے آتی ہے آبلے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پھیل سکتے ہیں۔“ ۳۹



## خواتین کے علاج معالجہ کی ضرورت واہمیت

صحت مند معاشرے اور امور خانہ داری میں اپنے امور کو بہتر طور پر سرانجام دینے کے لئے خواتین کا صحت مند ہونا بے حد ضروری ہے اور جیسا کہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ بلا اضطراب و مجبوری عورت کا عورت کے سامنے بھی ستر کھولنا حرام ہے، لیکن پھر بھی شریعت نے بضرورت علاج معالجہ عورت کیا مرد سے بھی علاج معالجہ کی اجازت کا حکم فرمایا ہے۔ جس سے اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ خواتین کے علاج معالجہ کی کس قدر ضرورت واہمیت ہے۔ اور ویسے بھی جب کوئی خاتون بیمار ہو جاتی ہے تو دوران بیماری بوجہ امراض نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی اثرات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں بذات خود مریضہ کو اور اس سے جڑے رشتے بالخصوص رشتہ دار، اولاد اور شوہر کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے علاوہ ان سب کے منفی رویوں کے اثرات بھی اس کی زندگی پر برے طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ بسبب اس کے علاج معالجہ کی ضرورت واہمیت بڑھ جاتی ہے ورنہ امراض و رویے مریض کی زندگی کو زندگی میں ہی جہنم بنا دیتے ہیں اور اس کے لئے زندگی بسر کرنا اجیرن ہو جاتا ہے۔

انہی مسائل کے پیش نظر اسلام جو دین فطرت ہے اس نے قدم قدم پر انسانی ضروریات کا خیال کیا ہے اس نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے اور اللہ کی نعمتوں کو اپنے آپ پر حرام کر لینے میں نجات کا سبق نہیں دیا ہے بلکہ خدا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حدود اللہ پر قائم رہنے کو انسانی اور روحانی کمال بتایا ہے اس کی نگاہ میں انسان کا وجود اور اس کی حیات خود اس کے لئے ایک ”امانت خداوندی“ ہے۔ اس کی حفاظت صرف اس لئے ضروری نہیں کہ انسانی فطرت اس کا تقاضا کرتی ہے بلکہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے انحراف خدا کی ایک امانت کے ساتھ خیانت اور حق تلفی ہے، اور اسی تصور کے تحت اسلام ”فن طب“ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور علاج کو نہ صرف جائز اور درست بلکہ بعض حالات میں واجب اور ضروری قرار دیتا ہے۔ جس کی ضرورت واہمیت کی وضاحت کے بارے میں فتاویٰ عالمگیری میں کچھ یوں لکھا ہے کہ:

الاشتغال بالتداوی لا بأس به اذا اعتقد ان الشافی هو اللہ تعالیٰ ..... ۴۰

”اگر درد کو واجب سمجھ کر اور خدا کو اصل شافی یقین کر کے علاج کرایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔“

یعنی کسی بھی بیماری کا علاج واجب کی حیثیت رکھتا ہے اور شفاء دینا تو اللہ کا کام ہے لیکن بیماری میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے اور علاج معالجہ شرعی احکامات و حدود کی روشنی میں ضرور کروانا چاہیے۔ چنانچہ شرعی احکامات و حدود کے بارے میں خواتین کو مکمل جانکاری ہونی چاہیے تاکہ واضح راہ اختیار کرنے میں کامیاب ہو سکیں اور علاج معالجے کے معاملے میں لاپرواہی نہیں برتیں، کیونکہ ان سے متعلقہ امراض صرف انہی تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ ان سے پیدا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہونے والے بچے اور ازدواجی تعلقات کے ذریعے سے شوہر کے متاثر ہونے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ جس کی وضاحت ابو الفضل نور احمد ”خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا“ میں کرتے ہوئے کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”زچگی کا بخار بچے کی پیدائش کا ایک یا دو تین دن بعد شروع ہوتا ہے، شروع میں ہلکا بخار ہوتا ہے جو اکثر بعد میں بڑھ جاتا ہے۔ جس میں شرمگاہ سے بدبودار سیال خارج ہوتا ہے اور بعض اوقات خون بھی آتا ہے۔ یہ تمام بیماریاں خطرناک ہو سکتی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریاں ہیں (خاص طور پر گرم ملکوں میں) جن کی علامتیں ان سے ملتی جلتی ہیں اور بخار بھی اسی طرح آتا ہے۔ ان بیماریوں میں ہمیشہ آسانی سے فرق نہیں کیا جاسکتا، ان میں بیشتر خطرناک ہوتی ہیں جہاں ممکن ہو ڈاکٹر سے مدد لیں۔ ذاتی علاج معالجے اور ٹونے ٹوٹکے میں پیشہ اور وقت ہرگز برباد نہ کریں اس لئے کہ بعض بیماریاں اس قدر شدید اور خطرناک ہوتی ہیں کہ اگر ان کی بروقت تشخیص نہ ہو سکے تو وہ جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہیں۔“

## طبی ماہرین کی آراء کی روشنی میں

امراض کی بروقت تشخیص امراض کو بڑھنے اور متعدی ہونے سے روکتی ہیں اور ان کی نشاندہی بھی صرف اور صرف ایک ماہر طبیب ہی کر سکتا ہے اس لئے علاج معالجے کے ضمن میں بالکل لا پرواہی نہیں برتنی چاہیے اور خواتین کو اپنی صحت اور ان کے اہل خانہ کو بھی ان کی صحت کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کیونکہ مسلسل بیماری نہ صرف انہیں بے چین کرتی ہیں بلکہ انہیں افسردگی اور ذہنی الجھاؤ کا شکار بھی کرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتی ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ گھریلو ماحول اور معاشرے کے لیے بھی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ جس کا اندازہ کوئل ڈھیر کے مقالہ ماہواری (حیض) کے عنوان ”ماہواری میں موڈ کی تبدیلیاں“ میں مشہور امریکن ڈاکٹر ایڈگر برمن کی تحقیق کو زیر بحث لاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”ماہواری (Menstrual cycle) معمولی بیماری مثلاً فلو وغیرہ سے بھی ڈسٹرب ہو جاتا ہے اس طرح ٹینشن، بے چینی، دباؤ، خوف، صدمے اور خراب صحت کی وجہ سے بھی ڈسٹرب ہو کر بند ہو جاتا ہے۔ لہذا ان دنوں عورت کی صحت اچھی اور اسے ذہنی طور پر پرسکون ہونا چاہیے۔

مزید لکھتے ہیں کہ اس دوران عورت کے موڈ میں تبدیلیاں (Premenstrual Syndrome) آتی ہیں مثلاً (Ovulation) کے وقت عورت کا موڈ مثبت ہوتا ہے اس کی خود اعتمادی اور (Self esteem) عروج پر ہوتے ہیں مگر ان ایام سے دو تا سات دن پہلے موڈ منفی ہو جاتا ہے اور مزید اس دوران خواتین کی بڑی تعداد 75% سے بھی زیادہ تناؤ، ذہنی دباؤ، بے چینی،

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

چڑچڑاہٹ، تھکاوٹ، موت اور مفلوج ہونے کا شدید خوف محسوس کرتی ہیں، سر درد کے علاوہ ان کی (Self esteem) اور خود اعتمادی بہت ہی کم ہو جاتی ہے، یہ نظام PMS یعنی (Premenstrual Syndrome) کہلاتا ہے ان دنوں عورتوں میں کرائم ریٹ زیادہ ہو جاتا ہے، فرانس میں ان دنوں میں ہونے والے کرائمز پر PMS کی وجہ سے سزائیں نرمی کی جاتی ہے۔

چنانچہ مشہور امریکن ڈاکٹر ایڈگر برمن نے کہا تھا کہ کوئی بھی عورت مزاج کی اس تبدیلی کی وجہ سے کسی اہم پوزیشن کے لیے (Unfit) غیر موزوں ہے اسی لیے اسلام میں مرد کو فیملی کا سربراہ بنایا ہے اور زندگی زیادہ تر اور زیادہ اہم ذمہ داریاں عورت کے بجائے مردوں کے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں اور اس کے علاوہ اسلام میں کسی بھی ملک میں عورت کی سربراہی کی گنجائش نہیں، ان مخصوص ایام سے پہلے ان (Symptoms) علامات کے علاج کے لیے (Progestrone Therapy) کی گنجائش کی جاتی ہے۔“ ۴۲

اور اس کے علاوہ طبی ماہرین کہتے ہیں کہ امراض میں کچھ اس قسم کے امراض بھی پائے جاتے ہیں جو انتہائی خطرناک ہوتے ہیں اور یہی امراض بیکٹریا کے ذریعے بیمار عورت سے ایک تندرست شخص میں آسانی منتقل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح اگر کوئی حاملہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے تو اس میں صرف اسے ہی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس سے پیدا ہونے والے بچے کی طرف منتقل ہونے کا پورا اندیشہ پایا جاتا ہے جیسا کہ طبی ماہر سید قیصر محمود لکھتے ہیں کہ:

If a woman carrying the human immuno deficiency infection, becomes pregnant there is often no way to stop her from transmitting the virus to her unborn young. ۴۳

”اگر کوئی عورت اس (HIV) وائرس کی شکار ہو اور وہ حاملہ ٹھہرے تو پھر اس کے پاس کوئی چارہ نہیں کہ اس وائرس کو نوزائیدہ میں منتقل ہونے سے روک سکے۔“

اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ ایسی خاتون حمل سے پہلے علاج معالجے کے ضمن لا پرواہی نہ برتے اور اپنی اس بیماری کے بارے میں اپنے کسی قریبی رشتہ دار، والدین یا شوہر کو ضرور باخبر کر دے تاکہ وہ نئی آنے والی زندگی کو اس مرض سے بچاسکیں اور معالج سے بہترین علاج معالجہ کرانے میں کامیاب ہو جائیں، ورنہ اس بیماری سے کئی نسلوں کی زندگیاں داؤ پر لگ سکتی ہیں۔

لہذا علاج معالجہ کی ضرورت واہمیت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر خالد غزنوی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”مریض جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں تپ دق، خسرہ، کالی کھانسی، چچک،  
کن پیڑے اور کوڑھ اسی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو (Droplet Infection) کہتے  
ہیں۔“ ۴۴

اسی طرح بروقت اگر علاج نہ کرایا جائے تو بیماری کے جراثیم ایک شخص سے دوسرے شخص میں آسانی منتقل ہو  
جاتے ہیں جس کی مزید تفصیل ڈاکٹر پروین کمار کچھ یوں بیان کرتی ہیں کہ:

”جسم کے اندرونی ساخت کا اگر کوئی حصہ جسم کے ناموافق حصے کی طرف بڑھے تو بیماری لاحق ہو جاتی  
ہے، مثلاً اگر کولونک جراثیم (Colonic Bacteria) مادہ کی پیشاب کی نالی میں داخل ہو جائیں،  
بعض اوقات کھال (Skin) کو کاٹ دیں یا خراش پیدا کریں تو بیرونی آوارہ جراثیم آسانی سے  
گہرے (Tissues) تک پہنچ جاتے ہیں اور اس طرح خطرناک بیماری کا سبب بنتے ہیں۔“ ۴۵

ان امراض کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے امراض ہیں کہ جن کی وجہ سے خواتین کی صحت اور زندگی متاثر ہوتی ہیں جن کا ذکر  
امراض نسواں کے تعارف میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ان حقائق کے پیش نظر علاج معالجے کی ضرورت و اہمیت کو نظر  
انداز نہیں کیا جاسکتا اور ضرورت پڑنے پر اچھے اور بہترین علاج کی سہولیات کو موثر بنانے میں کوئی لاپرواہی نہیں برتنی  
چاہیے۔ اور نہ صرف یہ کہ علاج بلکہ صحت کے معاملے میں مکمل آگاہی بھی امراض کے کنٹرول میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اس لیے خواتین کی تعلیم و تربیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا لہذا زیر بحث موضوع عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے  
کیونکہ روز افزوں جدید طبی سائنس کی ایجادات و تحقیقات نے جہاں آسانیاں و سہولیات فراہم کی ہیں وہیں کچھ نئے مسائل  
کا بھی سامنا ہے جن میں خاص الخاص امراض نسواں کا علاج معالجہ اور اس سلسلے میں طبی اخلاقیات سے متعلق معاملات ہیں  
جن کے حل کے لیے شرعی و فقہی مسائل کو واضح انداز سے بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اس کے علاوہ بعض اوقات  
بوجہ امراض مخصوصہ خواتین کو عبادات میں بھی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس وجہ سے وہ عبادات نہیں کر پاتیں، لیکن ان کے  
لیے دین اسلام نے دورانِ امراض علاج معالجہ عبادات میں بہت رعایت برتنی ہے ورنہ خواتین کو ان مسائل کے حل کا شعور  
نہ ہونے کی وجہ سے وہ صرف دکھ ہی کرتی رہ جاتی ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو اپنی صحت کے بارے میں  
باشعور ہونا چاہیے تاکہ وہ صحت مند ہوں اور دین و دنیا کی باگ ڈور سنبھالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

مندرجہ بالا تمام مسائل کے پیش نظر اس عنوان ”خواتین کا علاج معالجہ و طبی اخلاقیات“ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی  
میں زیر بحث لایا جا رہا ہے تاکہ اس سے مستفید ہو کر میری مسلمان بہنیں بروقت علاج معالجے سے فائدہ اٹھانے میں  
کامیاب ہو سکیں اور بیماریوں سے بچ کر صحت مند معاشرے کو تشکیل دینے میں مددگار ثابت ہوں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## حوالہ جات

- ۱۔ مولانا عبدالصبور بن عبدالغفور، مسلمان عورت، لاہور، مکتبہ غفوریہ، س۔ ن، ص: ۳۶، ۳۷۔
- ۲۔ محمد انور بن اختر، عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات، کراچی، ادارہ اشاعت الاسلام، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۷۶، ۳۷۷۔
- ۳۔ ایضاً، ص: ۳۸۳۔
- ۴۔ اشلی مونٹاک، رسالہ سخن، یونیسکو، دی بکس ۱۹۸۸ء، شمارہ: ۱۱، ج: ۶، ص: ۳۸۔
- ۵۔ مولانا عبدالصبور بن عبدالغفور، مسلمان عورت، ص: ۳۹، ۴۰۔
- ۶۔ بخاری، محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ، المحیط البرہانی فی الفقہ العثماني، کوئٹہ، مکتبہ غفاریہ، س۔ ن، ص: ۲۳۵۔
- ۷۔ الفرغانی مرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، الہدایہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۸۶ء، ج: ۱، ص: ۲۰۔
- ۸۔ حاکمی، علامہ علاء الدین محمد بن علی، درمختار، پشاور، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء، ج: ۱، ص: ۴۰۳۔
- ۹۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۴۱۴۔
- ۱۰۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری، الجامع لا حکام القرآن الشہیر بالتفسیر القرطبی، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س۔ ن، ج: ۶، ص: ۷۷۔
- ۱۱۔ البقرة: ۲۲۲۔
- ۱۲۔ الحنفی، ابن نجیم مصری، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کراچی، اردو بازار، ۱۹۹۱ء، ج: ۲، ص: ۱۸۹، ۱۹۰۔
- ۱۳۔ محمد عطیہ خمیس، فقہ النساء، لاہور، مکتبہ معارف اسلامی، ۱۹۸۸ء، ص: ۸۵، ۸۶۔
- ۱۴۔ الشیخ نظام و جماعة من العلماء الهند العلوم، فتاویٰ عالمگیری، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۳۷۔
- ۱۵۔ ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، لاہور، کامیاب بک ڈپو، ۱۹۸۹ء، ص: ۳۵۲۔
- ۱۶۔ حکیم نور محمد چوہان، امراض نسواں، لاہور، مکتبہ دانیال، س۔ ن، ص: ۵۹۔
- ۱۷۔ ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، ص: ۱۸۵۔



- ۱۸۔ حکیم نور محمد چوہان، امراض نسواں، ص: ۲۸۹۔
- ۱۹۔ ایضاً، ص: ۱۸۲۔
- ۲۰۔ معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، لاہور، دارالکتب، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۷۰۔
- ۲۱۔ Syed Qaisar Mehmood, Islam Ultimate answer to the Challenge of Adids, USA, 1995, P:19
- ۲۲۔ اسماعیل، جمال بن عبدالرحمن، بدکاریوں کی تباہ کاریاں، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱۴۱۷ھ، ص: ۱۴۸۔
- ۲۳۔ رفیق، ڈاکٹر محمد غوث، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، ص: ۴۵۸، ۴۵۹۔
- ۲۴۔ Prveen Kumar/Michael Clark, Clinical medicine, Bailliere Tindall 24-28 Oval Road, London, Third Edition, P:96-97
- ۲۵۔ Dr. John Everett Park, Preventive and Social Medicine, Banarsidas Bhanot, 1167, Prem Nagar, Jabalpur India, 25th Edition, 2004, P:260
- ۲۶۔ اسماعیل، جمال بن عبدالرحمن، بدکاریوں کی تباہ کاریاں، ص: ۱۴۶۔
- ۲۷۔ معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، ص: ۳۸۴۔
- ۲۸۔ شاہین، ایاز اصغر، صحت و جسمانی تعلیم، لاہور، خالد بک ڈپو، ص: ۳۶۰۔
- ۲۹۔ معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، ص: ۳۷۹۔
- ۳۰۔ شاہین، ایاز اصغر، صحت و جسمانی تعلیم، ص: ۳۶۰۔
- ۳۱۔ معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، ص: ۳۷۳۔
- ۳۲۔ ایضاً، ص: ۳۷۸۔
- ۳۳۔ ڈار، ڈاکٹر کیپٹن اختر، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، منہاس پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص: ۴۵۶۔
- ۳۴۔ ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، ص: ۵۶۶، ۵۶۷۔
- ۳۵۔ رفیق، ڈاکٹر محمد غوث، پریکٹس آف میڈیسن، ص: ۳۴۲۔
- ۳۶۔ ڈاکٹر پروین کمار، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، ۲۰۱۳ء، ص: ۶۶۸۔
- ۳۷۔ ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، ص: ۴۰۲، ۴۰۳۔
- ۳۸۔ ملتانی، ڈاکٹر ہری چند، تاج الحکمت (پریکٹس آف میڈیسن)، لاہور، مکتبہ دانیال، ص: ۴۱۴۔
- ۳۹۔ ڈاکٹر پروین کمار، پریکٹس آف میڈیسن، ص: ۶۶۰۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۴۰۔ الشیخ نظام و جماعۃ من علماء الہند، فتاویٰ عالمگیری، ج: ۲، ص: ۲۵۴۔
- ۴۱۔ ابوالفضل نور احمد، خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۷۔
- ۴۲۔ Kawal Dheer.(2012, August 8), Mahwaari-Menses (In Urdu), website:  
<http://ar-infotainment.blogspot.com/2012/08/mahwaari-menses>.
- ۴۳۔ Syed Qaiser Mehmood, Islam Ultimate answer to the challenge of Adidas,1995, P:19.
- ۴۴۔ خالد غزنوی، ڈاکٹر، طب نبوی اور جدید سائنس، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۹ء، ج: ۱، ص: ۲۰۔
- ۴۵۔ ڈاکٹر پروین کمار، پریکٹس آف میڈیسن، ص: ۳۸، ۴۰۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## باب سوّم

# علاج معالجہ کی شرعی حیثیت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## فقہ اسلامی و شرعی مصلحتیں

اسلام ایک ہمہ گیر اور جامع دستور ہے اس سے انسانی زندگی کا کوئی گوشہ باہر نہیں ہے۔ شخصی اور عائلی مسائل، طبی و جدید طبی مسائل، معاشیات، سیاسیات، تعزیری اور فوج داری، جنگی اور دفاعی احکام، خارجہ اور داخلہ پالیسی، بین الاقوامی روابط و سلامتی، ریاستی نظام اور ریاست و فرد کے باہمی روابط اخلاقی ہدایات، عصری مصالح اور عرف و رواج کی رعایت اور ان ضرورتوں کا حل وغیرہ، ان شعبوں کی تفصیلات اور اس سلسلے میں بنیادی اصول و قواعد اس نے اس خوبی سے پیش کر دیئے ہیں اور ان کو باہم اتنا مربوط اور متوازن رکھا ہے کہ ان پر ادنیٰ نگاہ رکھنے والا بھی یہ ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ اسلام محض خلوت اور نجی زندگی کا دین ہے، جلوت اور اجتماعی مسائل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح قرآن مجید خدا کی کتاب ہے اور پیغمبر اسلام سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں، اسی طرح اسلام کا پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری، ابدی اور مکمل دستور ہے۔ یہ نہ صرف اسلام کا دعویٰ ہے بلکہ ایک طویل تاریخ ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خود ساختہ نظام ہیں ان میں قوانین و وسائل و ذرائع اور تغیر پذیر اسباب کو سامنے رکھ کر وضع کیے گئے ہیں۔ وسائل اور اسباب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے۔ اس لیے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ مثلاً مسرت و غم، آرام و تکلیف، غصہ و رحم، دوستی و دشمنی، مختلف واقعات پر منفی رد عمل، کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا جذبہ، یہ وہ چیزیں ہیں جو ابتداء آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے اس کی یہ خصوصیات بھی قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت ان ہی امور کو دی جائے گی وہ خود ابدی اور لافانی ہوں گے۔

اس طرح اصولی اعتبار سے زمانہ اور حالات کی تبدیلی کا شریعت اسلامی پر کوئی ایسا اثر نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کو دور از کار اور غیر عصری بنا دے۔ تاہم یہ ضرورت ہے کہ اس تہذیبی اور صنعتی انقلاب کو یکسر نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا اس کی وجہ سے یقیناً بہت سے ایسے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جن کا حل تلاش کرنا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کی حیثیت متعین کرنا ضروری اور ناگزیر ہے۔ عموماً ان مسائل کے حل کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ کھولا جائے پھر فقہ اسلامی کے پورے ذخیرہ پر نظر اصلاح ڈالی جائے اور اس میں ایسی تراش خراش اور کتر و بیونت کی جائے کہ فقہ اسلامی اور موجودہ مغربی تہذیب کے درمیان کم سے کم فاصلہ رہ جائے۔ مگر اس قسم کی تحریک نہ صرف یہ کہ غیر اسلامی ہے بلکہ غیر معقول

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بھی ہے۔ اگر ایک نئی شریعت وضع مقصود ہو تو اس کے لیے اس اس طویل کام کی بجائے ایک نیا دستور ہی بنالینا چاہیے۔ آخر کیا ضرورت ہے کہ اس کے لیے اسلام ہی کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔

جہاں تک اجتہاد کا دروازہ کھولنے کا مسئلہ ہے تو ضروری حد تک خود فقہاء اور سلف صالحین نے اس کو کھلا رکھا ہے۔ اجتہاد کی ایک قسم ”تحقیق مناط“ ہے۔ تحقیق مناط سے مراد یہ ہے کہ ہر زمانے میں پیدا ہونے والے جدید مسائل کو اسلامی قوانین پر چسپاں کیا جائے۔ دراصل اجتہاد کی یہ وہ قسم ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔ بچ رہا ”اجتہاد مطلق“ تو واقعہ یہ ہے کہ اس علمی و اخلاقی انحطاط اور زوال کے دور میں اس کو بند رکھنا ہی ضروری ہے۔ علماء اور سلف نے اس سلسلے میں جو کچھ کہا اور کیا ہے خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ پھر اسلام کے پاس فقہ و قانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی دقیقہ سنجی اور ژوف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم آہنگی کا ایک شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلہ میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہاء اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کی جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ بجا طور پر آج کی نئی دنیا میں بھی ایسے کم ہی مسائل ہوں گے جس کے لیے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر موجود نہ ہو بالخصوص فقہاء احناف کے یہاں چونکہ ”فقہ تقدیری“ یعنی ایسے واقعات پر رائے کا اظہار کرنا جو وجود میں تو نہ آئے ہیں لیکن مستقبل میں ان کا پیش آنا ممکن ہو“ کا حصہ زیادہ ہے۔ اس لیے ان کی کتب فقہ میں جامعیت اور وسعت بھی زیادہ ہے۔

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ حالات کے لحاظ سے ان میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے مثلاً ”تشبہ“ کا مسئلہ ہے ایک لباس اور وضع قطع جب تک کسی خاص قوم کا شعار ہو اس میں تشبہ باقی رہے گا اور مسلمانوں کے لیے اس کی ممانعت ہوگی۔ پھر اگر اس کا استعمال اتنا عام ہو جائے کہ اس قوم کا امتیاز باقی نہ رہے تو تشبہ بھی ختم ہو جائے گا۔ ایک چیز کا اگر استعمال بہت عام ہو گیا اور اس کی ممانعت کتاب و سنت سے ثابت نہ ہو بلکہ قیاس و اجتہاد پر مبنی ہو تو اس کی ممانعت کا حکم نسبتاً خفیف ہو جائے گا۔ ان حالات میں فطری بات ہے کہ احکام میں تغیر کو قبول کرنا ہو گا یہ تنگ نظری یا شدت نہیں ہے بلکہ حقیقت پسندی ہے۔

## احکام شریعت

دراصل شریعت کے احکام تین طرح کے ہیں:

۱۔ قطعی ۲۔ اجتہادی ۳۔ مصلحتی

قطعی سے مراد وہ احکام ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہوں اور قرآن و حدیث اس معاملے میں بالکل یک زبان ہو یا جس پر امت کا اجماع و اتفاق ہو، ان میں تغیر کا سوال ہی نہیں ہے بلکہ ان میں تغیر اکثر اوقات انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ دوسرے احکام اجتہاد ہیں جن میں نصوص میں بظاہر اختلاف اور تعارض ہوتا ہے، یا شریعت کی دو الگ الگ نظریں دو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بالکل متضاد احکام کی متقاضی ہوں جیسے مفقود الخبر کی بیوی کا مسئلہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ چار سال انتظار کے بعد نکاح فسخ کر دیا جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ پوری زندگی انتظار کرے، پھر اسی اختلاف کی وجہ سے فقہاء کی آراء بھی مختلف ہیں۔ ان احکام میں اگر کسی زمانے میں کسی خاص مکتب فقہ کی کسی رائے پر عمل کرنا دشوار ہو جائے اور دوسری رائے کی طرف عدول کرنا ایک ضرورت اور مجبوری بن جائے تو یہ عدول جائز ہوگا جیسا کہ سلف صالحین کا عمل رہا ہے۔ تیسرے مصلحی احکام ہیں جو زمانے اور تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے متعین کیے ہوں اور ان کی آراء کا مدار اپنے زمانہ کے عرف، اخلاقی و سیاسی حالات اور لوگوں کے اطوار و عادات پر ہو۔ ان مسائل میں عرف و حالات کی تبدیلی کی صورت میں رائے میں بھی تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ ۲

مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فكثير من الاحكام تختلف باختلاف الزمان لتغير عرف اهله اولحدوث ضرورة افساد  
 اهل الزمان بحيث لو بقى الحكم على ما كان عليه اولا للزم منه المشقة والضرر بالناس و  
 لخالف قواعد الشريعة المبنية على التخفيف والتيسير و دفع الضرر و الفساد لبقاء العالم  
 على اتم نظام و احسن احكام۔ ۳

”بہت سے احکام ہیں جو زمانے کی تبدیلی کے ساتھ بدل جاتے ہیں اس لیے کہ اہل زمانہ کا عرف بدل جاتا ہے نئی ضرورتیں پیدا ہو جاتی ہیں، اہل زمانہ میں فساد (اخلاق) پیدا ہو جاتا ہے۔ اب اگر حکم شرعی پہلے ہی کی طرح باقی رکھا جائے تو یہ مشقت اور لوگوں کے لیے ضرر کا باعث ہو جائے گا اور ان شرعی اصول و قواعد کے خلاف ہو جائے گا جو سہولت و آسانی اور نظام کائنات کو بہتر اور عمدہ طریقے پر رکھنے کے لیے ضرور فساد کے ازالہ پر مبنی ہیں۔“

اسلام کے فلسفہ یسر اور آسانی کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ شریعت نے خاص دائرہ میں لوگوں کے عرف کو معتبر قرار دیا ہے اور کئی مسائل میں اسے ایک مستقل اصل اور اساس کا درجہ دیا ہے، چنانچہ متعلقین فقہ پر یہ بات مخفی نہیں کہ معاشرت، علاج معالجہ، معاملات اور اخلاقیات کے سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق عرف سے ہے اور اسی وجہ سے ایک مجتہد اور مفتی کے لیے پیش آمدہ مسئلے میں عرف سے باخبر رہنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کے نامور شخصیت امام محمد رحمہ اللہ کے مناقب میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ:

كان محمد يذهب الى الصباغين ويسال عن معاملتهم وما يدرونها فيما بينهم ۴  
 ”امام محمدؒ سنہاروں کے پاس جاتے تھے اور ان کے معاملات اور باہمی طریقہ کار کے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بارے میں پوچھتے تھے۔“

## ہر دور میں معاشرے کی رہنمائی کا ذریعہ

غرض فقہ اسلامی ایک ایسا نظام قانون ہے جو ہر عہد اور ہر سماج میں اپنی افادیت اور رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف اس نے انسانی زندگی کے تمام گوشوں کی بابت کچھ ایسے بنیادی اصول اور حدود کی رہنمائی کی ہے جن میں قانون فطرت سے پوری مطابقت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور جو ناقابل تبدیل ہیں اور ایسا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ جہاں کسی قانون کے لیے جمود ایک عیب ہے وہیں ثبات و دوام سے محرومی بھی کچھ کم عیب نہیں۔ دوسری طرف فقہ اسلامی کا ایک قابل لحاظ حصہ وہ ہے جو بالکل بے پک نہیں بلکہ احوال زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے مناسب تغیر کو قبول کرتا ہے کہ کسی قانون کے متضاد سماجی، اخلاقی اور معاشی حالات میں موثر ہونے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس میں ایک گونہ پلک پائی جاتی ہو، البتہ ضروری ہے کہ ایسے مسائل پر انفرادی طور پر غور کرنے کے بجائے اجتماعی غور و فکر اور تبادلہ خیال کا راستہ اختیار کیا جائے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ نے اختیار فرمایا۔ یہ اجتماعی غور و فکر افراد و اشخاص کے اندر پائی جانے والی علمی اور فکری کوتاہی کی تلافی کا باعث ہوگی، اور اس سے اہل ہوئی و ہوس کی طرف سے جو اندیشے ہو سکتے ہیں، ان کا سد باب بھی ہو سکے گا۔

یہی وجہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے مسائل میں شورائی اجتہاد اور اجتماعی غور و فکر کی تلقین فرمائی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

قلت يا رسول الله ﷺ أرايت ان عرض لنا امر لم ينزل فيه قرآن ولم تمض فيه سنة

منك قال تجعلون شورا بين العابدین المومنین ولا تقضو نه برای خاصة. “ ھ

”میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی معاملہ میرے سامنے آئے جس کے

بارے میں کوئی حکم نہ قرآن میں نازل ہوا اور نہ آپ ﷺ کی سنت میں موجود ہو تو مجھے

کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اسے عبادت گزار مومنوں کے مشورے

سے طے کرو اور تنہا کوئی فیصلہ نہ کرو۔“

لہذا زندگی کی دوڑ میں اگر کسی بھی مسئلے کا سامنا ہو جس میں بالخصوص دوران علاج معالجہ مسائل و کشمکش کا شکار ہوں تو ان مسائل پر جذباتی ہوئے بغیر سنجیدگی کے ساتھ مثبت انداز میں غور کیا جائے، افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کی جائے، اور ایسے مسائل پر غور کرتے ہوئے ان لوگوں میں جو محض اپنی تجدد پسندی میں پورے دین کا بخیہ ادھیڑنے میں مصروف ہیں اور ان لوگوں میں جو دین کے معاملہ میں مخلص ہیں اور دین کے حدود و اربعہ میں رہتے ہوئے کوئی بات کہتے ہیں تو ان میں فرق ملحوظ رکھا جائے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## علاج معالجہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

آدم تا ایں دم، ابتدائے آفرینش سے تا قیامت، جب سے روئے زمین پر حضرت انسان ہے اور جب تک رہے گا۔ جب تک جسم و روح کا رشتہ برقرار ہے تو اس جسم اور روح کو بیماری لگ جانے کا امکان بھی رہتا ہے۔ دین اسلام جسم انسانی اور روح کے امراض کے علاج کا حکم دیتا ہے، انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مندر ہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پروہت علاج کرتے تھے۔ شاستروں کے مطابق علاج کا علم برہما کو تھا اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے بھاردواج اور اس کے بعد اسنی کمار کو ایک لاکھ اشلوک یاد کروادئے تاکہ وہ لوگوں کا بھلا کر سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللادویہ کے بانی تھے۔ کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم اللادویہ پر پہلی کتاب معرض وجود میں آئی۔ قرآن مجید نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۚ

”ہم جس حکمت سکھاتے ہیں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا فریضہ عطا کر دیا گیا۔“

اور بھلائی کا یہ ذریعہ جب ایک برگزیدہ بندے لقمان کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ

”ہم نے لقمان کو حکمت کا علم عطا کیا تو اس عطیہ پر اس کے لیے شکر واجب ہو گیا۔“

لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلوانا فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابل رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے پروردگار سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

”اے ہمارے پالنے والے ان لوگوں میں انہی میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرما یہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

رسول ان کو تمھاری آیات سنائے، ان کو تمھاری کتاب کا علم سکھائے، حکمت سکھائے اور پاکیزہ کرے۔ کیونکہ تو ہی سب سے بڑائی والا اور حکمت والا ہے۔“

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص، محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری پوری دعا قبول فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبدالمطلب کے گھرانے میں عبد اللہ کے بیٹے کو نبوت عطا ہوئی ان کے ذریعہ خدا کی مبسوط کتاب نازل ہوئی۔ جسے انھوں نے لوگوں کو سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات کے ساتھ انھوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا ہے۔ اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی:

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۙ

”ہم نے تم پر اپنی کتاب اتاری حکمت سکھائی اور ہر وہ علم سکھا دیا جو تمہیں پہلے نہ آتا تھا اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔“

اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ ابتداء میں اگر تعلیم یافتہ نہ تھے تو اب وہ جملہ علوم و فنون میں پوری طرح مستند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ وہ یہ کہ جو علیم، حکیم، شافی اور اعلیٰ ہے بلکہ اعلان خداوندی شاہد ہے کہ:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝

”جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (اللہ تعالیٰ) مجھے شفاء دیتا ہے۔“

علاج معالجہ کو کبھی بھی توکل کے منافی نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تو صرف سبب ہے، جس طرح بھوک پیاس کو ختم کرنے کے لیے کھانا پینا ضروری ہے علاج سے بڑھ کر اسباب کو پیدا کرنے والے رب رحیم کے ساتھ تعلق قائم کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ کیونکہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو حقیقی شفا یابی اللہ ہی دیتا ہے اور ایسا کوئی مرض نہیں کہ جس کا علاج نازل نہ کیا گیا ہو جس کی وضاحت فرمان رسول ﷺ کی روشنی میں کچھ یوں ملتی ہے کہ:

ما انزل الله داء الا انزل له شفاء. ۱۱

”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا مرض نازل نہیں کیا ہے مگر یہ کہ اس کا علاج بھی نازل کیا ہے۔“

اسی طرح مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ان الله انزل الداء والدواء، وجعل لكل داء دواء فتد اووا لاتد اووا بحرام. ۱۲

**mushtaqkhan.iiui@gmail.com: ڈاکٹر مشتاق خان**

علاج کیا کرو اور حرام سے علاج نہ کرو۔“

جہاں اسلام بیماری کے علاج کا فلسفہ بتاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے پس تم علاج ضرور کراؤ۔ وہیں کس قسم کا علاج کروانا درست ہے اس کی بھی ترغیب دیتا ہے تو بیماری کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے جائیں بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا جائے اور علاج معالجے میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہیے، مزید اس کے علاوہ بعض حالات میں علم العلاج کا اہم ترین اصول احتیاطی طبی تدابیر کا حکم بھی فرمایا ہے، حدیث پاک میں ہے کہ:

لا يورد الممرض على المصح ١٣

”پیاروں کو تندرست پر نہ لاؤ۔“

مندرجہ بالا حدیث پاک کی روشنی میں یہ سبق ملتا ہے کہ دورانِ بیماری تندرست کو احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ بعض امراض میں لعاب، سانس، پیشاب، پاخانہ اور جنسی تعلقات سے اٹھنے والے جراثیم سے منتقل ہو سکتے ہیں۔ لہذا اس عمل کو بھی معالجے کا حصہ قرار دیا گیا، اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن ابي هريره رض قال قال رسول الله ﷺ لا عدوى ولا صفر ولا هامة فقال اعرابي ما بال الابل تكون في الرمل كانها الظباء فيخالطها البعير الا جرب فيجر بها قال فمن اعدى الاول ، قال معمر قال الزهري فحدثني رجل عن ابي هريره رض انه سمع النبي ﷺ يقول لا يوردن ممرض على مصح قال فراجع الرجل فقال اليس قد حدثنا ان النبي ﷺ قال لا عدوى ولا صفر ولا هامة قال كم احدثكموه قال الزهري قال ابو سلمه قد حدث به وما سمعت ابا هريره رض نسي حديثاً قط غيره . ١٣

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرض کا متعدی ہونا

کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں۔ اس پر ایک اعرابی بولا کہ اونٹ صحرا میں ہرنوں کی مانند ہوتے ہیں اور پھر خارش زدہ اونٹ ان میں آملتا ہے تو انھیں بھی خارش زدہ کر دیتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ معمر نے زہری کے حوالے سے ایک شخص کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بیمار اونٹوں والا اپنے اونٹوں کو تندرست اونٹوں سے لا کر نہ ملائے۔ پس راوی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے اس سے پہلے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ نبیؐ نے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

فرمایا مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہیں وہ حدیث نہیں سنائی۔ زہری نے کہا کہ ابو سلمہ نے کہا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنا چکا تھا اور اس حدیث کے سوا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوئی حدیث بھول جاتے نہیں سنا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں بڑی اہمیت کی لازوال ہدایات فرمائی ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فراراً  
منه ۱۵

”جب تم کسی مقام پر طاعون کی اطلاع پاؤ تو وہاں نہ جاؤ، اور اگر وہیں پھوٹ پڑے جہاں تم ہو تو اس سے باہر نہ جاؤ۔“

مزید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فر من المجذوم كما تفر من الاسد ۱۶

”کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔“

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں مولانا منظور احمد کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم کہ اس علاقے میں مت جاؤ ثابت کرتا ہے کہ اس سے بچنا ضروری ہے اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو تلف کرنے کے لیے پیش نہ کرنا چاہیے اور یہ جو فرمایا کہ اس سے بھاگ کر اس علاقے سے مت نکلو اس میں توکل اور حکم خداوندی کو تسلیم کرنے کا اثبات ہے۔ پہلا حکم تادیب و تعلیم کے لیے ہے اور دوسرا تفویض و تسلیم پر مبنی ہے۔ جدید طب میں جو احتیاطی تدابیر وبا پھوٹ پڑنے کے وقت اختیار کی جاتی ہیں ان میں تدابیر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ وبازدہ علاقہ سیل کر دیا جاتا ہے یعنی نہ وہاں کوئی جائے اور نہ وہاں سے کوئی باہر آئے۔ طب ہزار ہا سال کے بعد جس نتیجے پر پہنچی ہے وہ اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سادہ الفاظ میں ڈیڑھ ہزار سال پہلے صحرائے عرب میں فرما دیا تھا۔“ ۱۷

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر توجہ میں رہیں تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو سکتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے باعث متعین فرمائے ہیں اس عمل سے ملک و قوم صحت مند رہیں گے، مزید مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں جدید سائنسی انکشاف کی وضاحت کرتے ہوئے مشہور ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اگر کسی ملک و قوم کے عوام صحت مند ہیں اچھے ماحول اور صاف غذا کھاتے ہیں تو اس قوم کو بہت کم متعدی یا وبائی امراض ہوتے ہیں، نسلی قوت مدافعت بعض اقوام کے افراد میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض افراد میں نسبتاً کم۔ بعض علاقوں کے رہنے والے کمزور قوت مدافعت پر متعدی امراض کے جراثیم شدید حملہ کرتے ہیں اور ساری کی ساری قوم وبائی مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔“ ۱۸

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کر لینا ہے اور اس کے اصول و قواعد پر عمل درآمد ضروری ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## علاج معالجہ فقہاء کی آراء میں

شریعت دراصل انسان کے مصالح، ضروریات اور مفادات کے تحفظ ہی کے لیے نازل کی گئی ہے تاکہ انفرادی و اجتماعی سطح کے مسائل کا حل اگر قرآن و حدیث میں موجود نہ ہوں یا کوئی عمل کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت نہ ملتی ہو تو اللہ کے عبادت گزار بندوں، فقہاء و عابدین سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا جاسکے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۱۹

”اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے۔“

اس آیت کے ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن علي قال قلت يا رسول الله ﷺ ان ننزل بنا امر ليس فيه بيان امر ولا نهى

فماتامرنى ، قال شاوروا فيه الفقهاء والعابدين ولا تمضوا فيه رأى خاصة. ۲۰

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی ایسا مسئلہ

پیش آئے جس میں آپ ﷺ کا کوئی بیان، کرنے یا نہ کرنے کا نہ ملتا ہو تو

آپ ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا کیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقہاء و

عابدین سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کریں شخصی رائے کو دخل نہ دیں۔“

جہاں تک طب و علاج کے معاملات ہیں تو اس ضمن میں فقہاء نے خاطر خواہ کام کیا ہے تاکہ عصرِ حاضر میں جدید میڈیکل سائنس سے متعلق مسائل کو زیرِ غور لا کر ان کا حل پیش کیا جاسکے اور بالخصوص اس لیے بھی کہ آج کل عام طور پر بعض تجدید پسند حضرات طب اور طب سے جڑے دوسرے تمام مسائل میں مصالح، ضرورت اور مفادِ عامہ کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسی ہر نئی تحریک کو یہ کہہ کر سندِ جواز دینے کی سعی کی جاتی ہے کہ یہ لوگوں کے عام مفاد، ضرورت اور مصالح کا تقاضا ہے۔ لیکن درحقیقت مصالح کا اعتبار کب؟ اور ضرورت کیا ہے؟ ان کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ فقہاء نے علاج معالجے کے قواعد بھی انہیں زیرِ غور رکھتے ہوئے مرتب کیے ہیں۔

## مصالح و مفادات کی رعایت

آج کل عام طور پر بعض تجدید پسند احکام و مسائل میں مصالح اور مفادِ عامہ کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسی ہر نئی تحریک کو یہ کہہ کر سندِ جواز دینے کی سعی کی جاتی ہے کہ یہ لوگوں کے عام مفاد اور مصالح کا تقاضا ہے۔

اس سلسلہ میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام نے انہیں مصالح اور مفادات کی رعایت کی ہے جو



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

شریعت کی روح، اسلام کے مزاج اور کتاب و سنت کی بنیادی تعلیمات سے متصادم نہیں ہوں، شریعت کی نگاہ میں وہی مصالح معتبر ہیں جسے شریعت تسلیم کرتی ہو، آدمی کی خواہش اور عقل اس کے لیے معیار اور کسوٹی نہیں بن سکتی، ابواسحق شاطبی فرماتے ہیں:

المراد بالمصالح والمفاسد ما كانت كذلك في نظر الشرع لا ما كان ملائماً او منافراً للطبع  
اور حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کی ہر چاہت اور خواہش کو مصالح کا نام دیا جاتا رہے اور شرعی اور غیر شرعی مصالح کے درمیان کوئی فرق نہ کیا جائے، تو شریعت ایک مذاق اور انسان کے ہاتھوں بنایا اور تھوڑا جانے والا کھلونا بن کر رہ جائے گی اور انتہائی غیر دینی اور اخلاقی باتوں کو بھی مفاد عامہ اور مصالح کی آڑ میں جائز قرار دینے کی گنجائش نکل آئے گی۔ اس لیے مصالح صرف وہی معتبر ہیں جو شریعت اسلامی کے مزاج و مذاق سے ہم آہنگ ہوں۔

## ضرورت و احکام شرعیہ

فقہ کی اصطلاح میں جس چیز کو ضرورت کہا جاتا ہے وہ ہماری سوسائٹی میں عام طور پر بولے جانے والے لفظ ”ضرورت“ سے بہت مختلف ہے، فقہاء نے احکام شرعیہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا سیف اللہ کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

۱۔ ضروریات: یعنی وہ امور جو شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد، جان، مال، دین، نسل اور عقل کے تحفظ کے لیے آخری درجہ ضروری ہوں اور اگر ان کی اجازت حاصل نہ ہو تو پانچ چیزوں میں سے کوئی چیز محفوظ نہ رہ سکے، مثلاً اگر فاقہ اور بھوک سے موت کا اندیشہ ہو تو شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی، اس لیے کہ اس وقت اس کے بغیر جان کا تحفظ ممکن نہیں ہے، ایسی ہی ناگزیر ضرورت کو فقہ کی اصطلاح میں ”ضروریات“ کہا جاتا ہے۔

۲۔ حاجیات: ضرورت کے بعد دوسرا درجہ حاجت کا ہے، حاجت یا حاجیات سے ایسی چیزیں مراد ہیں، جن پر ان پانچ مقاصد کا پایا جانا اور انسان کی ان بنیادی ضرورتوں کا تحفظ موقوف تو نہیں ہو لیکن اگر ان کی اجازت نہ دی جائے تو آدمی کو مشقت اور دشواری ہو، مثلاً بلی کا جھوٹا اصلاً ناپاک ہونا چاہیے اس لیے کہ وہ درندہ ہے اور تمام درندوں کے جھوٹے حرام ہیں، نیز اگر بلی کا جھوٹا حرام کر ہی دیا جاتا، تو بھی ایسا نہ تھا کہ آدمی اپنی جان یا مال کی حفاظت کر ہی نہیں سکتا، البتہ چونکہ بلی کا ہر وقت گھروں میں آمد و رفت رہتی ہے اس لیے اس کا جھوٹا حرام قرار دینے کی وجہ سے دشواری اور مشقت پیدا ہو جاتی، لہذا شریعت نے عام ضابطہ کے برخلاف ”بلی کے جھوٹے“ کو حرام نہیں رکھا، اس لیے بلی کا جھوٹا حاجیات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ تحسینات: اور تیسرا درجہ ”تحسین“ ہے تحسین سے مراد وہ احکام ہیں کہ ان پر انسان کی زندگی موقوف بھی نہ ہو اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ان کے نہ ملنے کی وجہ سے آدمی کسی بڑی مشقت میں مبتلا بھی نہ ہو جائے، البتہ مزید راحت، آسانی اور زینت کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہو مثلاً عمدہ کھانا، اچھا کپڑا۔

اس کو ایک مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ انسان کے جسم چھپانے کے لیے محض ایک معمولی سا کوئی بھی کپڑا کافی ہے، لہذا اس قدر کپڑا آدمی کے لیے ”ضرورت“ ہے اور سردی گرمی کے بچاؤ کے لیے موسم کے مناسب کپڑا حاجت ہے، کہ اگر اس کی رعایت نہیں کی جائے تو مشقت اور دشواری پیدا ہوگی اور خوب صورت اور عمدہ قسم کے جائز کپڑے ”تحسینات“ میں شمار ہوں گے۔

”ضرورت“ کی وجہ سے بہت سی ناجائز چیزوں کے جائز ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صورتیں جو اوپر ذکر کی گئیں تشریح کے مطابق انسان کی ”ضروریات“ میں داخل ہوں، وہ غیر معمولی حالات میں عبوری طور پر جائز ہو جاتی ہیں، اسی طرح ”حاجیات“ کے ذیل میں آنے والے وہ امور کہ ”اگر ان کی اجازت نہ دی جائے تو غیر معمولی مشقت پیدا ہو جائے“ بھی ان حالات میں جائز قرار پاتے ہیں۔ لیکن ایسی حاجیات کہ اگر ان کی اجازت نہ دی جائے تو تھوڑی دشواری پیدا ہو جائے یا ”تحسینات“ جو زینت اور راحت رسانی کے لیے ہیں ان پر نہ ضرورت کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ وہ قرآن و حدیث کی اجازت کے بغیر کسی بھی وقت جائز ہو سکتے ہیں۔ ۲۲

ضرورت کے ضمن میں ناجائز امور بھی جائز ہو جاتے ہیں ان کی مزید تفصیل دیگر فصل کے ابواب میں بیان کی جا رہی ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## علاج معالجہ کی طبی حکمتیں

عصر حاضر میں تعلیم یافتہ و اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اسلام نے بعض چیزوں کو حلال جبکہ بعض دوسری چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اس کی کیا حکمت ہے۔ اللہ رب العزت نے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام متعین کیا، جس کی بہت حکمتیں ہیں جن تک انسانیت اللہ کی توفیق سے ہمیشہ پہنچتی رہے گی سر دست ہم میڈیکل کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں کوئی حلال ایسا نہیں جس کے حلال کرنے کی حکمت نہ ہو اور کوئی حرام ایسا نہیں کہ جس کی حرمت کے پس منظر کوئی طبی حکمت نہ ہو، دراصل وہ اشیاء کہ جن کو حرام اور ناپسندیدہ قرار دے دیا گیا اس کی مصلحت کچھ یوں ہے کہ اس شے کا استعمال کم سے کم کریں وہ بھی بحالت مجبوری، کیونکہ اس کے مضر اثرات کثرت میں اور فوائد بہت کم پائے جاتے ہیں۔

## حرام اشیاء سے علاج

علاج معالجہ سے متعلق فقہاء نے جو قواعد مقرر کیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعذار اور مجبوریوں کی وجہ سے ناجائز اور حرام حلال ہو جاتا ہے، اس سلسلے میں ابن نجیم لکھتے ہیں کہ:

الضرورات تبیح المحذورات ۲۳

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ جَ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ طَائِلًا اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۲۴

”تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں

کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی

کرنے والا نہ ہو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں۔“

یعنی قرآن نے اضطرار کی حالت میں مردار اور خنزیر وغیرہ استعمال کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ صرف اتنا کھائے

کہ رتق حیات باقی رہے۔ جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ:

عن عمرو بن يحيى المازني عن ابيه ان رسول الله ﷺ قال لا ضرر ولا ضرار ۲۵

”عمرو بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ضرر

ہے اسلام میں نہ ضرار۔“

ضرر یہ ہے کہ بے وجہ کسی کو نقصان پہنچائے یہ کہ ایک شخص نے اپنے تئیں نقصان پہنچایا اسی لیے فقہاء کے ہاں اس

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

احکام کی تطبیق و تشریح کے لیے ایک مستقل اصل مانا گیا ہے، اس کے ضمن میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:  
”اس پر احتیاطی شرط کا بھی اضافہ کیا ہے کہ وہ ضرورت اس ناجائز فعل سے کم نہ ہو مثلاً اگر کسی شخص کو دوسرے شخص کے قتل کرنے یا کسی عورت سے زنا کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے لیے دوسرے کا قتل یا زنا جائز نہ ہوگا کہ اپنی جان جانے کا اندیشہ دوسرے کے قتل یا زنا سے کم تر بات ہے، اور مزید لکھتے ہیں کہ سینکڑوں احکام فقہ کی کتابوں میں اسی قاعدہ پر مبنی ہیں، مثلاً حلق میں لقمہ اٹک جائے اور شراب کے سوا کوئی سیال چیز نہ ہو جس کے ذریعہ لقمہ حلق سے اتارا جاسکے تو شراب کا استعمال کیا جاسکتا ہے، جان بچانے کے لیے زبان سے کلمہ کفر کا تلفظ کر سکتا ہے۔“ ۲۶

حرام و ناپاک اشیاء کے بطور علاج جائز ہونے کا مسئلہ بھی اسی قاعدہ سے متعلق ہے کہ:  
”جو مجبور یا ناجائز کو وقتی طور پر جائز کر دیتی ہیں وہ یا تو ایسی ہوں کہ ان سے چارہ نہ ہو، مثلاً ان کے بغیر ہلاکت کا اندیشہ ہو یا ایسی ہوں کہ ان کی رعایت نہ کی جائے تو شدید مشقت اور دشواری پیدا ہو جائے پہلی صورت کو اصطلاح میں ”ضرورت“ اور دوسری کو ”حاجت“ کہا جاتا ہے۔“ ۲۷  
اسی لیے فقہاء کے یہاں قاعدہ ہے کہ:

الحاجة تنزل منزلة الضرورة ۲۸

”حاجت کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو ضرورت کا۔“

اس قاعدہ کے ساتھ بنیادی شرط یہ ہے کہ ضرورت کے بقدر ہی ایسی ناجائز باتیں جائز رہیں گی۔ جبکہ امام ابوحنیفہ کا قول مشہور یہی ہے کہ حرام اشیاء سے علاج درست نہیں۔

تكره البان الاتان للمريض و كذلك التداوى بكل حرام۔ ۲۹

امام شافعی رحمہ اللہ نے عام محرمات سے تو علاج درست قرار دیا ہے لیکن شراب اور نشہ آور اشیاء سے علاج کرنے کو منع کیا ہے۔ ۳۰ ان حضرات کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ:

عن عبد الله ابن مسعود قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله لم يجعل شفاءكم في حرام۔ ۳۱

”سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر حرام قرار دی ہیں ان میں تمھارے لیے (کوئی) شفاء نہیں رکھی۔“

مالکیہ، حنابلہ اور احناف میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے مطلقاً تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے عالمگیری میں ہے:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

يجوز للعليل شرب الدم و البول و اكل الميتة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان شفاء فيه

ولم يجد في المباح يقوم مقامه ۳۲

”بیمار کے لیے خون و پیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا ازراہ علاج جائز ہے، بشرطیکہ کسی مسلمان طبیب نے اس میں شفا یابی کی اطلاع دی ہو اور جائز چیزوں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔“

احناف کے ہاں فتویٰ اس بات پر معلوم ہوتا ہے کہ منکرات کا بھی ضرورتاً استعمال درست ہے۔ چنانچہ حنفیہ نے ازراہ علاج بھنگ کی اجازت دی ہے۔ جبکہ بزاز یہ میں شراب کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

خاف الهلاك عطشا وعنده خمر له شربه قد رما يدفع العطش ان علم انه يدفعه ۳۳

مولانا انور شاہ کشمیری کا خیال ہے کہ شاید امام صاحبؒ کے اصل مذہب میں کچھ تفصیل ہے اور مطلقاً حرام سے علاج کی ممانعت نہیں ہے اس لیے کہ طحاویؒ نے امام صاحب سے سونے کے تاروں سے دانت باندھنے کی اجازت نقل کی ہے۔ خارش کی وجہ سے ریشمی کپڑوں کے استعمال کا جواز احناف میں معروف بات ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورتیں بھی حرام ہی سے علاج کی قبیل سے ہیں۔ ۳۴

اور رہ گئی وہ روایت کہ حرام میں شفاء نہیں ہے تو اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ ان میں یہ توجیہ بہت قوی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ مریض اس شے حرام کے استعمال پر مجبور اور مضطر نہ ہو بلکہ اس کا متبادل موجود ہو۔ مزید فرماتے ہیں ممکن ہے کہ:

”آپ ﷺ نے ایسی اشیاء کے لیے ”شفاء“ کے لفظ کے استعمال کو مناسب نہیں سمجھا ہو کیونکہ ”شفاء“

کا لفظ مبارک چیزوں کی بابت بولا جاتا ہے، ناجائز چیزوں سے جو فائدہ ہوا سے ”منفعت“ کہنا

چاہیے۔“ ۳۵

اسی لیے قرآن پاک نے شراب اور جوئے کے بارے میں فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ذ

وَإِنَّهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۳۶

”لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں

بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے

نفع سے بھی زیادہ ہے۔“

البتہ دوائیں چونکہ ضرورت ہیں اور ازراہ ضرورت شریعت نے شراب پینے کی بھی اجازت دی ہے لہذا الکحل ملی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہوئی ادویہ کا استعمال درست ہوگا۔

## جمادات سے علاج

جمادات سے مراد وہ تمام جامد یا مائع (بننے والی) اشیاء ہیں جن میں نمونہ نہیں پایا جاتا ہے اور وہ نہ کسی نباتاتی یا حیواناتی مخلوق سے تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً سونا، چاندی، لوہا، پتھر وغیرہ۔ ایسی تمام اشیاء کا ازراہ علاج استعمال درست ہے۔ یعنی ان کے کشتوں کا کھانا، جسم کے خارجی حصہ یا اندرونی حصہ میں ان کے مصنوعی اعضاء کا استعمال وغیرہ، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ کو چاندی اور اس کے بعد سونے کی مصنوعی ناک استعمال کرنے کی اجازت دی تھی اس کے ضمن میں عرفہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن عرفجة بن سعد قال : أصيب النفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت انفامن

ورق، فانتن على، فامرني رسولُ أن اتخذ انفامن ذهب ۳۷

”عرفہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ناک کلاب کے دن ایام جاہلیت کی لڑائی

میں کٹ گئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا کہ اس میں

بدبو نہیں آتی۔“

حالانکہ ان کا یہ ناک بنانا کسی تکلیف دہ امر کی بنا پر نہیں تھا بلکہ چہرے پر پیدا ہو جانے والے ظاہری عیب کو دفع کرنے کے لیے تھا، اسی بناء پر فقہاء نے دانتوں کو چاندی اور سونے کے تاروں سے باندھنے کی اجازت دی ہے:

ويشد الاسنان بالفضة ولا يشدها بالذهب و قال محمد لا بأس به ۳۸

## نباتات و حیوانات سے علاج

خالد سیف اللہ رحمانی نباتات اور حیوانات سے علاج کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”نباتاتی اشیاء اور ان سے بننے والی تمام چیزیں اصلاً حلال ہیں۔ صرف دو صورتیں ہیں کہ جن میں حرمت پیدا ہوتی ہے۔ اول یہ کہ ان میں نشہ پیدا ہو جائے، دوسرے اس وقت جب کہ وہ زہر اور نفس انسانی کے لیے قاتل اور مہلک ہو اس لیے کہ خودکشی حرام ہے۔ پس جو نباتاتی ادویہ نشہ آور یا زہر نہ ہوں ان کے جائز ہونے میں تو کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

حیوانات میں بعض حلال ہیں اور بعض حرام، پھر جو حلال ہیں ان کو بھی اگر شرعی طور پر ذبح نہ کیا جاسکے تو وہ بھی حرام ہیں جن کو میتہ کہا جاتا ہے۔ پھر ذبیحہ میں بھی بعض اجزاء ہیں جو بہر حال حرام ہی ہیں مثلاً خون۔ اس طرح ذبیحہ حلال جانوروں کے حلال اجزاء سے علاج تو بہر حال درست اور جائز ہوگا ہی۔ حیوانات کی تین صنفوں کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔ ایک وہ جن کا کھانا حلال نہیں۔ دوسرے وہ جن کا کھانا حلال ہے لیکن وہ مردار ہیں، تیسرے وہ حیوانی اجزاء جو بہر حال حرام ہی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

رہتے ہیں۔“ ۳۹

## ناپاک اشیاء سے علاج

یہی حال ناپاک اشیاء کا ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ لکھتے ہیں کہ:

”اونٹ کا پیشاب اور خون پینے کی اجازت دی ہے اگر علاج مقصود ہو۔“ ۴۰

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ:

اکل خراء الحمام فی الدواء لا باس به۔ ۴۱

”دواء کبوتر کی بٹ کھانا جائز ہے۔“

ازراہ علاج انگلیوں میں پت داخل کر دینا بھی امام ابو یوسفؒ کے ہاں جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اما ادخال المرارة فی الاصبغ للتداوی جوزہ الثانی وعلیہ الفتویٰ۔ ۴۲

یہ فقہی تصریحات اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ ضرورت انسانی کی رعایت کرتے ہوئے فقہاء نے ازراہ علاج حرام ونجس اشیاء کے استعمال کی اجازت دی ہے بشرطیکہ اس کا کوئی طبی متبادل موجود نہ ہو یا وہ اس متبادل کے استعمال پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو کہ غیر مقدور فقہاء کے ہاں غیر موجود کے حکم میں ہوا کرتا ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسری ناپاک اشیاء کے مقابلے فقہاء نے ”خنزیر“ کے اجزاء استعمال کرنے میں زیادہ احتیاط کی راہ اختیار کی ہے اس لیے خنزیر نجس العین ہے جبکہ بزازیہ میں مزید لکھتے ہیں کہ:

ویکرہ معالجة الجراحة بانسان او خنزیر لانهما محرم الانتفاع ۴۳

”یعنی خنزیر کے اجزاء کی ممانعت بھی اس وقت ہے جب کہ کوئی اور ذریعہ علاج موجود ہو، کیونکہ خنزیر

اپنی حرمت اور نجاست عین کی وجہ سے مطلقاً ناقابل انتفاع ہے۔“

لہذا اب جب کہ ان کا استعمال انسانی زندگی کے تحفظ یا اس کی صحت کے بچاؤ کا ذریعہ ہے تو ضروری ہے کہ عین

اسی مصلحت شرعی کی وجہ سے ان کے استعمال کو جائز رکھا جائے۔

## مریضہ کے لیے طبیب (ڈاکٹر) سے معائنہ کے احکامات

اسلام نے عورت کو سب سے پہلے اس کے وجود اس کی حیثیت اور مرتبے کا احساس دلایا ہے اور یہ عورت پر اسلام کا احسان ہے اور اس کے علاوہ عورت کو شرعی دائرہ میں رہتے ہوئے علاج معالجے کا بنیادی و فطری حق بھی دیا ہے۔ جو کہ بعض حالات میں اس پر واجب بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن دوران علاج معالجہ خواتین اور طبیب دونوں کو اسلامی احکامات کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ عورت اجنبی کے لیے پوشیدگی کی چیز ہے اور اس کے سامنے وہ اپنے بدن کا کوئی حصہ، چہرہ یا ہاتھ بغیر ضرورت شدید کے ظاہر نہیں کر سکتی، اور بلا ضرورت شرعیہ خواتین (نامحرم) کو ہاتھ لگانا، چھونا جائز نہیں ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

لَا يَطْعَنُ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمَخِيطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ. ۴۴

”اگر کسی شخص کے سر پر لوہے کا سوا گاڑ دیا جائے تو (یہ عمل) اس بات سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس لیے حلال نہیں ہے۔“

یعنی اجنبی عورت کو چھونا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا سر میں لوہے کا سوا گاڑنے سے بھی سخت ہوگی۔ ضرورت شدید کے وقت استثنائی حکم لگایا جاسکتا ہے۔ بہتر ہے کہ خواتین کو ایسا علاج جس میں ہاتھ لگانا ضروری ہو صرف خواتین معالجوں یا لیڈی ڈاکٹرز ہی سے کروانا چاہیے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ شدید ترین وعید کے باوجود لوگ اس بارے میں بہت زیادہ غفلت برتتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اگر کسی خاتون کو انتہائی مجبوری پیش آجائے تو ان حالات میں طبیب سے علاج معالجہ کے ضمن میں علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ:

”ڈاکٹر نے کسی اجنبی عورت کو علاج کی غرض سے دیکھا تو انتہائی حصہ کھولے جتنا ناگزیر ہے، اس سے زیادہ نہ کھولے اور پورا جسم چھپائے رکھے۔“ ۴۵

اسی طرح ڈاکٹروں کے پاس اجنبی عورتوں کو تنہائی میں نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ یہ حکم عام ہے کسی بھی مرد کے پاس خواہ وہ ڈاکٹر ہو، ٹیچر ہو، یا نام نہاد عامل ہو یا پھر وہ عالم دین قاری صاحب ہو، کبھی بھی جو ان خاتون کو تنہائی میں اکیلی نہیں جانا چاہیے کیونکہ معاشرے میں پھیلنے والے فتنے ترین گناہوں کا بڑا سبب عورت مرد کا تنہائی میں اکیلا ہونا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

عن النبی ﷺ قال لا یخلون رجلاً بامرأة الا كان ثالثهما الشیطان. ۴۶

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو، کیونکہ اس وقت تیسرا

شیطان ہوتا ہے۔“

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی سے یہ واضح ہے کہ عورت کو نامحرم مرد سے کس قدر پردے میں رہنے کے احکامات کا حکم فرمایا گیا ہے۔

## مرد طبیب (ڈاکٹر) سے علاج کی شرائط

بوجہ بیماری شریعت نے طبی اخلاقیات کے ضمن میں صرف انتہائی ضرورت و مجبوری کے عالم میں علاج معالجہ کی غرض سے مرد ڈاکٹر سے علاج کروانے کا حکم فرمایا ہے لیکن اس کے لیے بھی شرائط بیان کی گئی ہیں، جن کی وضاحت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

۱۔ اگر کوئی بیماری ایسی ہو جس میں ناقابل برداشت درد ہو یا کوئی آپریشن وغیرہ ایسا ہو کہ اس کے بغیر عورت کی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا بیماری کا علاج ممکن نہ ہو اور کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو جس سے تسلی بخش علاج ہو سکے اور کسی عورت کو دوا وغیرہ بتا کر علاج کرنا بھی ممکن نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج اور آپریشن کرانا جائز ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں مرد "Gynecologist" کے پاس جاسکتی ہے۔ لیکن اس مجبوری کی صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ بدن کا صرف اتنا حصہ ہی کھولا جائے جتنا علاج کے لیے ضروری ہے۔ باقی پورے بدن کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا جائے اور ڈاکٹر بھی صرف بقدر ضرورت نظر ڈالے اور جسم کے باقی حصوں کو دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی رکھے۔

۲۔ مرد ڈاکٹر کے لیے بلا ضرورت نامحرم عورت کے علاج کے لیے معائنہ کرنا درست نہیں، بلکہ یہ کام کسی لیڈی ڈاکٹر کے سپرد کرنا چاہیے اور حتی المقدور مرد ڈاکٹر کو نامحرم عورت کا معائنہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا میسر ہو مگر اس کا معائنہ اطمینان بخش نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں مرد ڈاکٹر بھی چند شرائط کے ساتھ نامحرم عورت کا معائنہ کر سکتا ہے۔

الف۔ مریض کے صرف اس حصہ کو دیکھے جہاں بیماری ہو اور باقی پورا جسم اچھی طرح پردہ میں چھپا ہوا ہو۔  
ب۔ ڈاکٹر اپنی نظر کو مریضہ نامحرم عورت کے دوسرے اعضاء سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور حتی المقدور اپنے دل کو بھی شہوت سے بچائے۔

۳۔ اور اسی طرح دانت نکلوانے اور دانتوں کے کسی بھی علاج کے ضمن میں اگر ماہر لیڈی ڈاکٹر ہو تو لیڈی ڈاکٹر ہی سے علاج لازم ہے کسی اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا جائز نہیں، اور اگر لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا ہو لیکن اس سے اطمینان بخش علاج نہ ہو سکتا ہو اور علاج بھی ناگزیر ہو تو پھر عورت، مرد ڈاکٹر سے علاج کروا سکتی ہے اور دانت نکلوا سکتی ہے۔ اس صورت

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

میں عورت پر لازم ہے کہ چہرے کا بقدر ضرورت حصہ کھولے باقی نہ کھولے اور مرد پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے ضروری حصہ پر نظر رکھے دیگر حصے اور اعضاء پر نظر نہ ڈالے اور نہ چھوئے۔ ۷۷

## مرد ڈاکٹر سے زچگی کروانا

اور اسی طرح جہاں تک مسلمان خاتون کے لیے مرد طبیب سے زچگی کروانے سے متعلق احکامات کا تعلق ہے تو اس بارے میں ابو الفضل نور احمد اپنی کتاب ”خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا“ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”عام حالات میں ایک مسلمان خاتون کو، خاتون ڈاکٹر یا دایہ ہی سے زچگی کروانی چاہیے۔ ایک خاتون کے جسم کے جن حصوں پر کوئی مرد نظر نہیں ڈال سکتا، ان حصوں کو کسی مرد ڈاکٹر کے سامنے بھی بلا ضرورت نہیں کھولا جاسکتا۔ تاہم ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ کسی خاتون کو زچگی کے پیچیدہ کیس کی وجہ سے کسی ماہر اور قابل ڈاکٹر سے زچگی کروانے کا مشورہ دیا جائے۔ اگر کوئی ماہر اور تجربہ کار خاتون ڈاکٹر دستیاب نہ ہوں اور مطلوبہ قابلیت کا صرف مرد ڈاکٹر دستیاب ہو تو ایسی صورت میں اس مرد ڈاکٹر سے زچگی کروانا جائز ہوگا۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہیے کہ یہ اجازت مخصوص حالات کے لیے ہے۔ اور اس قسم کے ہنگامی حالات میں اجازت انفرادی مریض کے لیے دی جاتی ہے، سب کے لیے نہیں، کیونکہ کیس کی نوعیت اور اس میں درپیش خطرات کو دیکھ کر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، زندگی بچانے کے لیے حرام گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ گوشت صرف اتنی مقدار میں استعمال کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچائی جاسکے (اس ضمن میں نیت کی اہمیت ہے)، اصول یہ ہے کہ اگر زچگی کا عمل کوئی خاتون اطمینان بخش طریقے پر انجام دلواسکتی ہیں تو اس کے لیے کسی مرد کو تلاش کرنا، جائز نہیں ہے۔“ ۷۸

## غیر مسلم طبیب سے خواتین کا علاج

جب اسلام احکامات کی وضاحت کا معاملہ ہو تو لفظوں کو چبا کر بین السطور بات کہنے کے بجائے ہمیں بالکل صاف اور کھلے الفاظ میں بات کہنی چاہیے اور جس میں مسلمان خواتین، مسلم اور غیر مسلم مرد ماہرین کا مخصوص نسوانی امراض سے متعلق علاج کا معاملہ ہو تو یہ اور بھی حساس مسئلہ بن جاتا ہے کہ جس کے لیے معالج کی ترجیح کس حد تک اور کس طرح عمل میں لائی جاسکے، لہذا اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے ابو الفضل نور احمد لکھتے ہیں کہ:

”کسی مسلمان خاتون کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ جب تعلیم یافتہ اور ماہر خاتون ڈاکٹر میسر ہو تو وہ مرد معالج سے اپنا علاج کرائے۔ اسی طرح مسلم خاتون ڈاکٹر کے ہوتے ہوئے کسی غیر مسلم خاتون

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ڈاکٹر سے علاج کرانا بھی درست نہیں ہے تاہم اگر صرف مرد مسلمان ماہر امراض نسواں میسر ہو تو اس صورت میں غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اسلام عملی حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کر کے کبھی بھی کوئی حکم عائد نہیں کرتا۔ فرض کیجئے کسی خاص معاشرے میں ایسی کوئی قابل مسلمان ڈاکٹر موجود نہیں ہے جو کسی مخصوص نسوانی مرض کا علاج کر سکے تو اس صورت میں ایک غیر مسلم ماہر کی خدمات کو تلاش کرنا چاہیے وہ نہ ملے تو بحالت مجبوری مرد ڈاکٹر سے علاج کرایا جاسکتا ہے۔ یہ ایک منطقی، قابل عمل اور ذمہ دارانہ طریقہ ہے جس کی اسلام اجازت دیتا ہے۔“ ۴۹

لہذا اگر مجبوری بھی ہو کہ کسی مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا پڑے تو پھر خواتین کو چاہیے کہ اپنے ساتھ بھائی، باپ، بیٹے یا شوہر میں سے کسی نہ کسی کو ضرور لے کر جائیں۔ شکوک و شبہات اور فتنوں سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ وگرنہ ایسے موقعوں پر حکم شریعت کی نافرمانی کرنے سے بڑے بڑے گھرا جڑتے اور بے شمار عزتوں کو رسوا ہوتے دیکھا جاتا ہے۔ اسلام کی ان ہدایات اور تعلیمات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس نے کس قدر صیانت اخلاق اور نفاست عفت پر زور دے کر معاشرتی نظام کے اساس کو ٹھوس بنانے کی کوشش کی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ عفت اور پاک دامنی اور آبرو کی حفاظت ہی پر عائلی نظام اور معاشرتی قوانین برگ و بار لا سکتے ہیں اور اسی پر مرد و عورت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## حوالہ جات

- ۱۔ دہلوی، مفتی محمد کفایت اللہ، کفایت المفتی، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۱ء، ج: ۱، ص: ۱۔
- ۲۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، کراچی، زمزمہ پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ج: ۳، ص: ۹۶، ۹۷۔
- ۳۔ شامی، ابن عابدین سید محمد امین آفندی، رسائل ابن عابدین، لاہور، سہیل اکیڈمی، ۱۹۸۰ء، ج: ۲، ص: ۱۲۵۔
- ۴۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۱۳۰۔
- ۵۔ الحیثمی، نور الدین علی ابن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت، دارالکتب العربی، ۱۹۸۲ء، ج: ۱۰، ص: ۱۷۸۔
- ۶۔ البقرة ۲: ۲۶۹۔
- ۷۔ لقمان ۱۰: ۳۱۔
- ۸۔ البقرة ۲: ۱۲۹۔
- ۹۔ النساء ۴: ۱۱۳۔
- ۱۰۔ الشعراء ۸۰: ۲۶۔
- ۱۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب انزل اللہ داء الانزل لہ شفاء، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۵۴۶۱، ج: ۲، ص: ۸۴۸۔
- ۱۲۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث البجستانی، السنن، کتاب الطب، باب فی الادویۃ المکروہۃ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۳۸۷۷، ج: ۲، ص: ۱۸۴۔
- ۱۳۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الاعدوی، رقم الحدیث: ۵۵۴۷، ج: ۲، ص: ۸۵۹۔
- ۱۴۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث البجستانی، السنن، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ والخط، رقم الحدیث: ۳۹۱۵، ج: ۲، ص: ۱۹۰۔
- ۱۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب ما یدکر فی الطاعون، رقم الحدیث: ۵۵۰۵، ج: ۲، ص: ۸۵۳۔
- ۱۶۔ ایضاً، باب الجذام، رقم الحدیث: ۵۴۸۸، ج: ۲، ص: ۸۵۰۔
- ۱۷۔ مولانا منظور احمد، اردو شرح السنن لابن داؤد، لاہور، المصباح پبلشرز، ۱۹۹۶ء، ج: ۵، ص: ۴۴۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۱۸۔ ڈاکٹر پروین کمار، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، ۲۰۱۳ء، ص: ۳۴۔
- ۱۹۔ النحل ۱۶: ۴۳۔
- ۲۰۔ الحیثمی، نور الدین علی ابن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج: ۱۰، ص: ۱۷۸۔
- ۲۱۔ شاطبی، ابوالسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الشریعہ، لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۔
- ۲۲۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، ج: ۵، ص: ۹۵، ۹۷۔
- ۲۳۔ الحنفی، ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۶۸ھ، ص: ۸۵۔
- ۲۴۔ البقرة ۲: ۱۷۳۔
- ۲۵۔ مالک، مالک بن انس بن مالک بن انس، الموطا، کتاب الرهن، باب القضاء فی المرفق، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۶ء، رقم الحدیث: ۴۴، ص: ۵۲۳۔
- ۲۶۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر، الاشباہ والنظائر، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۴ھ، ص: ۱۷۳، ۱۷۴۔
- ۲۷۔ ایضاً، ص: ۱۷۶۔
- ۲۸۔ ایضاً، ص: ۹۱۔
- ۲۹۔ الاندرپتی الدھلوی، عالم بن علاء الانصاری، فتاویٰ تاتارخانیہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۰ء، ص: ۵۳۔
- ۳۰۔ شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، لاہور، ادارۃ الاشاعت، ۱۹۹۶ء، ج: ۲، ص: ۱۲۳۔
- ۳۱۔ بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاشربة، باب شراب الحلواء والعسل، رقم الحدیث: ۵۶۱۴، ج: ۲، ص: ۳۵۷۔
- ۳۲۔ الشیخ نظام و جماعۃ من العلماء الهند العلوم، الفتاویٰ العالمگیریہ (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ)، پشاور، نورانی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۵، ص: ۳۵۵۔
- ۳۳۔ محمد بن شہاب، امام، الفتاویٰ البرزازیہ، کوئٹہ، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۶، ص: ۳۶۶۔
- ۳۴۔ کشمیری، علامہ محمد نور شاہ، معارف السنن، کراچی، ایچ ایم سعید، ۱۹۹۱ء، ج: ۱، ص: ۳۷۹۔
- ۳۵۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۳۷۹۔
- ۳۶۔ البقرة ۲: ۲۱۹۔
- ۳۷۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الاسنان بالذهب، لاہور، مکتبہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- رحمانیہ، س۔ ن، رقم الحدیث: ۷۲۷، ج: ۱، ص: ۴۳۹۔
- ۳۸۔ بخاری، طاہر بن عبدالرشید، خلاصۃ الفتاویٰ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۹ء، ج: ۴، ص: ۳۷۔
- ۳۹۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، حلال و حرام، کراچی، زمزمہ پبلشرز، ۲۰۱۳ء، ص: ۱۷۰، ۱۷۱۔
- ۴۰۔ شامی، ابن عابدین سید محمد امین آفندی، رد المحتار علی الدر المختار، (المعروف بفتاویٰ شامیہ)، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۵، ص: ۲۱۶۔
- ۴۱۔ امام محمد بن شہاب، الفتاویٰ البرازیہ، ج: ۶، ص: ۳۶۵۔
- ۴۲۔ ایضاً، ج: ۶، ص: ۳۶۷۔
- ۴۳۔ ایضاً، ج: ۶، ص: ۳۶۵۔
- ۴۴۔ الہندی، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین، کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الحدود، الباب الثانی، الفصل الاول، بیروت، مکتبہ رحمانیہ، ۱۴۰۹ھ، حدیث، ۱۳۰۶۱، ج: ۵، ص: ۱۳۰۔
- ۴۵۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر، الاشباہ والنظائر، ص: ۱۷۵۔
- ۴۶۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات، رقم الحدیث: ۱۱۳۴، ج: ۱، ص: ۳۵۱۔
- ۴۷۔ مولانا محمد ازہر، جدید مسائل خواتین، ملتان، ادارۃ تالیفات اشرفیہ، ۱۴۳۶ھ، ص: ۳۱۹، ۳۲۱۔
- ۴۸۔ ابو الفضل نور احمد، خواتین انسائیکلو پیڈیا، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص: ۳۰۶، ۳۰۷۔
- ۴۹۔ ایضاً، ص: ۳۰۶۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## باب چہارم جدید طُرُق علاج اور فقہی احکامات

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## جدید طرق علاج و فقیہی احکامات

عورت اپنی طبعی، جبلی اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے مرد سے مختلف واقع ہوئی ہے، اس لیے اس کی صحت و تندرستی کے مقتضیات بھی خاصے مختلف ہیں اور اسی نسبت سے اس کے عوارض کی نوعیت پیچیدہ اور کئی صورتوں میں بڑی نازک اور احتیاط طلب ہے۔ کیونکہ مرض کسی بھی قسم کا ہو خاتون کی انفرادی، اجتماعی اور بالخصوص ازدواجی زندگی پر بہت برے اثرات مرتب کرتا ہے۔ دورِ جدید میں طبی مسائل کا حل سائنسی نقطہ نظر سے بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ جہاں آپریشن نہ ہونے پر عورت کا مرجانا، حیض کا نہ ہونا، انفیکشنز، بانجھ پن، ہارمونز کی بے قاعدگیاں اور ان سے دیگر مسائل کا پیدا ہونا، کسی خوفناک حادثہ کی وجہ سے چہرے کا بدل جانا اور رشتوں میں رکاوٹ کا سبب بننا وغیرہ امراض کے علاج میں وقت کے ساتھ ساتھ ہمیں جدید علاج معالجہ کی سہولیات تو ممکن ہو گئی ہیں وہیں سائنسی علوم کے سبب بڑی مشکل یہ بھی ہے کہ علم الادویہ میں نئے انکشافات روز بروز بسبب تحقیقات نئی ایجادات تو پیش کر رہی ہیں لیکن ساتھ ہی ان سے متعلق اسلامی قوانین و احکامات ناکافی ہیں جس کے لیے فقہ اسلامی کی جامعیت اور احکامات شریعت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، لہذا جدید طریقہ علاج و فقیہی احکامات کی ضرورت و اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سلسلے میں شرعی احکامات و حدود کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے تاکہ خواتین ان احکامات سے بآسانی فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو جدید طریقہ علاج کروانے میں کسی تناؤ و الجھاؤ کی شکار نہ ہوں۔

### پلاسٹک سرجری

موجودہ میڈیکل سائنس کا ایک بہترین تحفہ پلاسٹک سرجری ہے پلاسٹک سرجری انسانی اعضاء جو زخمی ہو کر بدنما ہو جائیں یا جل کر سڑ جائیں یا بدنما ہو جائیں یا داغدار ہو جائیں ان کو درست کرنے کے لیے کی جاتی ہے کسی بھی مرد یا عورت کے جسم کے کسی بھی حصے کو اگر پلاسٹک سرجری کی ضرورت پڑ جائے چاہے زخم کی وجہ سے ہو یا خدا نخواستہ جل جانے کی شکل میں واپس آسکیں یا کم از کم بہت زیادہ بدنما اور بھدے معلوم نہ ہوں اور پلاسٹک سرجری کا عمل جو متاثرہ شخص اس کی استطاعت رکھتا ہے اسے کرانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے کہ وہ بدنمائی کو دور کرے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت کو درست کرنا اور اس کو اس کی اصل حالت میں لانا مطلوب ہوتا ہے اصل خلقت میں تغیر کرنا نہیں ہوتا۔

اور انسانی جسم جو اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کی قدرت کا صلہ اور خلق عظیم کا مظہر ہے اس لیے شریعت اسلامیہ نے کسی بھی انسان کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ کسی شرعی و فطری ضرورت کے بغیر اقوام غیر کی طرح جانوروں کی مانند اپنے جسم

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کے کسی عضو میں من چاہے تصرف و تبدیلی کرے اس لیے اس قسم کی سرجری محض حسن ظاہر کے حصوں کی خاطر مرد و عورت دونوں کو ہرگز جائز نہیں جیسے صرف ہڈی یا گوشت کی کمزوری کی بناء سرجری کرنا وغیرہ وغیرہ اور محض اس جیسے حسن ظاہر کے لیے سرجری کرنا سخت گناہ اور عذاب الہی کا موجب ہے البتہ اگر واقعی عام فطرت کے خلاف کسی کا کوئی عضو زیادہ ہو گیا جیسے پانچ کے بجائے چھ انگلیاں ہو گئیں یا ناک عام فطرت کے خلاف ٹیڑھی پیدا ہوئی یا بعد میں ہوئی وغیرہ تو ایسی صورتوں میں مرد و عورت دونوں کو پلاسٹک سرجری کی بھی گنجائش ہے، امالو احتاجت الی العلاج او عیب فی السن و نحو فلا باس۔ بشرطیکہ عام مریض ایسے سرجری سے شفا یاب ہو جاتے ہوں۔

جبکہ الفتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

مشایخنا الحنیفۃ ایضاً الا تابالا حیث قالو اذا اراد الرجال ان یقطع اصبعاً زائدا و شیئا

اخر جتی قولہم ان کان الغالب هو النجاة فهو سعة من ذالک۔ ۲

”مشائخ حنیفہ کی عبارتیں بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ انھوں نے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی اور زائد جگہ کاٹنا چاہے تو اس کے لیے گنجائش ہے بشرطیکہ غالب گمان ہو کہ اس سے شفا مل جائے گی۔“

بہت عرصے سے پلاسٹک سرجری کرنے والے ڈاکٹر حضرات پلاسٹک کے ساتھ ساتھ انسانی کھال کا استعمال بھی کرتے ہیں اور یہ خود مریض ہی کی کھال ہوتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ متاثرہ حصہ پر دوا لگانے کے بعد کسی دوسری جگہ (عموماً ران یا سرین) سے آپریشن کر کے کچھ نکال کر اس کے مخصوص طریقے سے اسے جلے ہوئے حصے پر لگا دیتے ہیں جس سے بہت زیادہ اکھڑی ہوئی کھال بھی درست ہو جاتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے اور اکثر نئی کھال پیدا ہو جاتی ہے یہ طریقہ درست ہے اور بالکل جائز ہے۔

لیکن اس سلسلے میں کسی مردہ کھال سے استفادہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مردے کا جسم اور اس کی کھال کی اجازت دینے والا شخص خود مردہ ہوتا ہے اور پھر مردے کے جسم میں چیر پھاڑ اور تصرف کرنا بہر حال انسانی قدروں کے ساتھ نا انصافی ہے اسی طریقے سے بعض جگہ یہ بھی ہونے لگا ہے کہ بچہ کی پیدائش کے وقت رحم کے اندر کی وہ جھلی جس میں حمل لپٹا ہوا پیدا جاتا ہے (اس جھلی کو عموماً ڈاکٹر حضرات نکال کر یوں پھینک دیا کرتے ہیں اور اسے بلیاں وغیرہ کھا جاتی ہیں یہ منظر زچہ ہسپتالوں میں دیکھا جاسکتا ہے) اس جھلی کو ڈاکٹر کچھ کیمیکلز لگا کر محفوظ کر لیتے ہیں اور اسے ایک لیس دار مادہ تیار ہو جاتا ہے بالکل مرہم کی طرح، لہذا جلے ہوئے حصے پر اس کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے زخم بہت جلد بھر جاتا ہے اور مریض کی اپنی کھال بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔

مذکورہ صورت کے سلسلے میں ”فتاویٰ الہندیہ“ میں حکم یہ ہے کہ:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”(مردے کی کھال کے علاوہ) مجبوری اور شدید ضرورت کا اعتبار کر کے اس جھلی کا استعمال درست ہے کیونکہ مذکورہ جھلی ایک فضول اور ناکارہ چیز ہے خارجی استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور پھر اس سے ایک آپریشن کرنے اور کھال نکال کر متاثرہ جگہ پر لگانے کی ضرورت بھی نہیں رہتی اور اس میں وقت بچ جاتا ہے (ورنہ تو وہ مثال ہے کہ تریاق عراق سے جب تک آئے گا سانپ کا کاٹا مر جائے گا) بہر حال فقہانے عورت کا دورہ جو انسانی جز ہی ہے علاجاً استعمال کی اجازت دی ہے۔“ ۳

لہذا اس جھلی کا استعمال بھی جائز ہے۔

لیکن خوبصورتی کی غرض سے سرجری کروانا جائز نہیں کیونکہ یہ خلقت ربانی میں تغیر قرار دیا ہے ویسے تو اللہ رب العزت نے انسان کو انتہائی خوبصورت و مناسب انداز میں پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ. ۴

”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔“

مولانا صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس کا منہ نیچے کو جھکا ہوا ہے صرف انسان کو دراز قامت، سیدھا بنایا ہے جو اپنے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے پھر اس کے اعضاء کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا، ان میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے ہر اہم عضو دو دو بنائے اور ان میں نہایت مناسب فاصلہ رکھا، پھر اس میں عقل تدبر، فہم و حکمت اور سمع و بصر کی قوتیں ودیعت کیں جو دراصل اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔“ ۵

رسول کریم ﷺ نے تو حسن کے لیے دانتوں کے درمیان خلاء نکالنے والوں اور والیوں کو بھی خلقت ربانی میں تغیر کرنے والا قرار دیا ہے تو اس ارشاد میں دو باتیں جمع فرمادیں حسن اور تغیر خلقت اور اس قسم کی سرجری میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں لہذا یہ بھی وعید میں داخل اور شرعاً ممنوع ہے لہذا اس عمل سے اجتناب ہی ضروری ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے۔

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا ضَلَّيْنَهُمْ وَلَا مَنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَتَّكُنْ اَذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِيْنًا. ۶

”اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ پڑا صریح نقصان میں۔“



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر ”معارف القرآن“ میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:  
 ”شیطان جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر ہے اور جس کو (اس بے حکمی کی وجہ سے) خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے جس وقت کے رحمت خاصہ سے دور اور ملعون ہونے لگا تو یوں کہا تھا جس سے اس کی عداوت صاف ظاہر معلوم ہو رہی تھی کہ میں پوری کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کاموں کا (اس حصہ کی تفصیل یہ ہے کہ) میں ان کو عقائد میں گمراہ کرونگا اور میں ان کو خیالات میں حوس دلاؤنگا جس سے گناہ کی طرف میلان ہو اور ان کی مضرت نظر میں نہ رہے اور میں ان کو برے اعمال کرنے کی تعلیم دوں گا جس سے وہ (بتوں کے نام پر) چوپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے (اور یہ اعمال کفریہ میں سے ہے) اور میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (اور یہ اعمال فسقیہ میں سے ہے جیسے داڑھی منڈوانا، بدن گدوانا وغیرہ) اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنا دے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اور شیطان کی اطاعت کرے تو وہ شخص صریح نقصان (وزیاں) میں واقع ہوگا۔“

لہذا اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر شیطانی کام ہے، اس لیے ایسا کوئی بھی عمل جو دین اسلام میں ممنوع ہو اس سے باز رہنا ہی بہتر ہے۔

اگر جسم کا کوئی حصہ جل جائے یا زخمی ہو جائے یا چوٹ کی وجہ سے ٹیڑھا ہو جائے تو اس کے لیے پلاسٹک سرجری اور آپریشن کرانے کی اجازت ہے اسی میں وہ ساری صورتیں داخل ہیں کہ چوٹ کی وجہ سے آنکھ کے پاس سے جلد کا بدنما ہو جانا، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا وغیرہ کہ ان سب کی سرجری کروائی جاسکتی ہے چاہے عام سرجری یعنی آپریشن یا پلاسٹک سرجری کی نوبت کیوں نہ آئے لیکن محض خوبصورتی کے لیے اپنے چہرے یا گردن وغیرہ کی سرجری کروانا جیسے عموماً خوبصورتی کے لیے سرجری کروانے میں مندرجہ ذیل آپریشن ہوتے ہیں۔

- ☆ ناک کو چھوٹا کرنا، اس کی شکل اور ہیئت کو بدلنا، زیادہ اٹھی ہوئی ناک کو ستواں کرنا یا جھکی ہوئی کو سیدھا کرنا۔
- ☆ ٹھوڈی کو چھوٹا بڑا کرنا، اس میں ہڈی کا آپریشن ہوتا ہے یا مصنوعی چیزیں لگا کر ٹھوڈی موٹی کر دی جاتی ہے۔
- ☆ ہونٹ کو موٹا پتلا کرنا۔

☆ چہرے وغیرہ کی جھریاں دور کرنا، چہرے کو جوان کرنے کی کوشش کرنا۔  
 لیکن یہ تمام خوبصورتی کے لیے سرجری کروانا ہے لہذا علماء کرام نے اس قسم کی سرجری کو شیطانی عمل اور ناجائز قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ. ۸

”وہ ذات جس نے تجھ کو (انسان) بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو  
(مناسب) اعتدال پر بنایا (یعنی) اعضاء میں تناسب رکھا اور جس صورت میں چاہا تجھ  
کو ترتیب دے دیا۔“

تخلیق خداوندی میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے مصنوعی طور پر بال لگانے، جسم گدوانے، ابروئیں باریک کرنے اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فصل پیدا  
کرنے کو ناجائز قابل لعنت اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی قرار دیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ محض زیب و زینت اور خوبصورتی  
کی غرض سے آپریشن اور سرجری کروانا، بطریق اولی اللہ رب العزت کی خلقت میں تغیر و تبدیلی ہے جو قطعاً جائز نہیں۔  
جبکہ علاج معالجہ کے ضمن میں مولانا خالد سیف اللہ کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

”اسی طرح مسے یا گوشت کا غیر معمولی ابھار وغیرہ کو سرجری کے ذریعہ دور کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں  
لیکن بہ تقاضہ طبعی چہروں پر جو جھریاں پڑ جاتی ہیں، آپریشن کے ذریعہ ان کو دور کرنا، ناک کو کھڑا کرنا  
وغیرہ جائز نہیں ہوگا کہ یہ تغیر خلق ہے۔“ ۹

## چہرے اور جسم کے فالتو بالوں کا علاج

چہرے کو جسم میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اسی لیے چہرے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور اس ضمن میں بالخصوص خواتین جنہیں بعض اوقات کسی بیماری کی وجہ سے پیدائشی یا دواؤں کے مضر اثرات کی وجہ سے چہرے اور جسم پر بال آجاتے ہیں جو بھلے نہیں لگتے اور اس وجہ سے خواتین کی نسوانیت پر برے اثرات پڑتے ہیں کیونکہ یہ نسوانیت میں کمی کا باعث بنتے ہیں، لہذا اس پریشانی کو زیر غور رکھتے ہوئے شریعت نے انہیں صاف کرنے کی گنجائش دی ہے۔ خواتین کے چہرے پر جو بال یعنی ر دو ال نظر آتا ہے ان کو چھپانے کے لیے خواتین جو طریقے اپناتی ہیں وہ یہ ہیں کہ:

☆ یا تو انہیں دھاگے، چمٹی یا ویکسنگ سے کھینچ اور نوچ کر نکالا جاتا ہے۔

☆ یا انہیں پلچ کر کے ان کا رنگ چھپا دیا جاتا ہے۔

☆ اور یا پھر جدید طریقہ علاج جس میں الیکٹرو لائس یا بلینڈ الیکٹرو لائس (لیزر) سے علاج معالجہ۔

پہلی صورت میں بلا وجہ خود کو اذیت دینا ہے اسے بیوٹیشن کی اصطلاح میں ”تھریڈنگ“ کہا جاتا ہے اور تھریڈنگ بجائے خود ایک مصیبت ہے جو نو جوان لڑکیوں کے چہرے پر ایک باریک گرٹھے بنا دیتی ہے اور بیوٹیشن خود بھی اس چیز سے خواتین کو منع کرتی ہیں کہ یہ عمل مستقل کرنا نقصان دہ ہے لہذا ایک تو اذیت دوسرے چہرے کی صفائی کے مقاصد کے خلاف ثابت ہونے کی وجہ سے اس طریقے کو اختیار کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا اس لیے اس کو ترک کر دینا بہتر ہے لیکن یہ عمل ناجائز نہیں ہے لہذا اس عمل میں غیر محرموں کی توجہ مطلوب نہ ہو صرف اپنے چہرے کی صفائی یا شوہر کی نظر میں بھلی لگنے کے لیے کیا جانا چاہیے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تھریڈنگ کے مسئلے کے بارے میں ”فتاویٰ خواتین“ میں لکھتے ہیں:

”اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد (عادت کے برخلاف) بال اُگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی

اجازت دی ہے، (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے)۔“ ۱۰

لیکن اگر کوئی دکھاوے کی غرض سے تھریڈنگ (بال نوچنا) کرے گی تو سزا کی مرتکب ہوگی دراصل چہرے کے بال اور روئیں جو پیشانی اور منہ پر ہوتے ہیں ان کو اگر نوچ کر نکالا جاتا ہے تو اس میں اپنے جسم کو بلا وجہ کی اذیت دینا ہے اس لیے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، البتہ اگر کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

چہرے کے بال صاف کرنے کے مسئلے کی مزید وضاحت مفتی احسان اللہ شائق اپنی کتاب ”خواتین کے لیے

جدید مسائل“ میں رقمطراز ہیں:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”عورتوں کو اپنے چہرے کے بال نچوانا مکروہ ہے، ہاں البتہ ایسے بال جو شوہر کے لیے وحشت کا سبب بنیں اس کو صاف کرنا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی عورت کے چہرہ پر داڑھی موٹھ نکل آئے تو اس کو صاف کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، بال چننے پر جو لعنت وارد ہوئی ہے ان کا مورد یہ ہے کہ ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک دھاری بنائی جائے۔“ ۱۱

عورت کے چہرے پر ایسے بال جو وحشت کا سبب بنیں صاف کرنا جائز ہے اس کی تائید میں علامہ محمد امین بن عابدین کچھ یوں لکھتے ہیں:

ذكره في الاختيار ايضاً و المغرب النمص نتف الشعر و منه المنماص المنقاش لعله  
محمول على ما اذا فعلته لتزين للاجانب والافلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها  
بسببه ففي تحريم اذالته بعدلان الزينة للنساء مطلوبة للتحسين الا ان يحمل على مالا  
ضرورة اليه لما في نتفة بالمنماص من الا يذاو في تبين المحارم ازالته بل تستحب۔ ۱۲

”صاحب اختیار نے یوں ذکر کیا ہے کہ ”لغت کی کتاب المغرب“ میں ہے کہ لفظ  
النمص کا معنی لغت میں ہے بالوں کو اکھاڑنا اور اسی سے ہے المنماص المنقاش  
یعنی بال نوچنے کا آلہ اور نقش کرنے کا آلہ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ جو اللہ تعالیٰ کی  
طرف سے بال نوچنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے شاید یہ محمول ہو اس صورت پر  
کہ جب وہ عورت نامحرموں کے واسطے اپنے بال نوچ لے اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ  
اس کے چہرے پر ایسے بال ہوں کہ جن کی وجہ سے اس کا خاندان سے نفرت کرتا ہو تو  
ان بالوں کو دور کرنے کی تحریم میں کلام ہے (یعنی ان بالوں کے نوچنے میں کوئی حرج  
نہیں ہے) کیونکہ عورتوں کے لیے خوبصورتی کے واسطے زینت اختیار کرنا ایک مطلوب  
عمل ہے۔ ہاں لغت کو اس صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ جس میں بالوں کے نوچنے  
میں کوئی ضرورت نہ ہو (کہ پھر وہ عورت لعنت کی مستحق ہوگی) کیونکہ بالوں کو اس کے  
آلے سے نوچنے میں ایک قسم کی مشقت ہے۔ ”تبیین المحارم“ میں ہے کہ چہرے سے  
بالوں کو اکھاڑنا حرام ہے اس صورت میں حرام نہیں کہ جب عورت کی داڑھی موٹھیں  
نکل آئیں، بلکہ ان کا اکھاڑنا مستحب ہے اس صورت میں۔“

”اور اگر عورت کے ہونٹوں پر بال اُگ آئیں تو ان بالوں کو بھی صاف کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ  
نہیں بلکہ انھیں صاف کرنا یا ان کو رنگ وغیرہ کے ذریعے چھپانا عورت کے حق میں بہتر اور مستحب

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے۔“ ۱۳

جبکہ جدید طریقہ علاج کے ذریعے بھی انھیں ختم کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتے ہیں کہ:

”چہرے کے بالوں کو صاف کرنے کے لیے پلنگ، ویکسنگ جیسے روایتی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، جبکہ ان روایتی طریقہ علاج سے چہرے کی بد صورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے چہرے کے بال صاف ہونے کے بجائے مزید سخت اور مضبوط ہو کر ابھرتے ہیں اس سے ایک نقصان اور بھی ہوتا ہے کہ ان بالوں کے ساتھ مزید بال نکل آتے ہیں مسلسل تھریڈنگ سے چہرے پر داغ دھبے بن جاتے ہیں اور جلد سیاہ پڑنے لگتی ہے اور بعد ازاں صاف نہیں ہوتی جدید میڈیکل سائنس سے چہرے کے بال ختم کرنے کے لیے نیا طریقہ متعارف کرایا ہے جسے بلینڈ الیکٹرو لائسنس سے مختلف عام الیکٹرو لائسنس میں حرارت کی مدد سے بال کی جڑ ختم کی جاتی ہے اس سے نہ صرف بال جڑ سے دوبارہ نکل آتے ہیں بلکہ جلد کو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے جبکہ ہمارے ملک میں مختلف شہروں میں اکثر اسکن اسپیشلسٹ میں اس طریقہ علاج کو اپنائے ہوئے ہیں جس سے اکثر خواتین کے چہروں پر مستقلاً داغ دھبے اور گڑھے پڑ جاتے ہیں الیکٹرو لائسنس ایک حساس علاج ہے اس میں نہایت باریک سوئیاں استعمال ہوتی ہے لہذا ان سوئیوں کو جراثیموں سے پاک کرنا ضروری ہے مگر ایسا نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ہپاٹائٹس جیسے متعدی امراض جنم لیتے ہیں، اناڑی پن کی وجہ سے بعض اوقات یہ سوئیاں بال اکھیڑتے ہوئے ٹوٹ کر اندر رہ جاتی ہیں ایسی صورت میں ان لوگوں کے پاس سنگین صورتحال سے نمٹنے کا کوئی چارہ نہیں ہوتا..... بلینڈ الیکٹرو لائسنس موثر اور آرام دہ طریقہ علاج ہے یہ امریکہ کی ایجاد ہے یہ تکنیک پاکستان میں ابھی عام نہیں ہوئی کیونکہ اس طریقہ علاج سے بال ختم کرنے کے لیے پیشہ ورانہ مہارت بہت ضروری ہے بلینڈ الیکٹرو لائسنس میں کیمیائی مادہ (سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ) بال کی جڑ بنتا ہے جو کافی دیر تک وہاں رہتا ہے اس سے نہ صرف بال کے دوبارہ نکلنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے بلکہ جلد کو بھی نقصانات نہیں پہنچتا یہ طریقہ علاج الیکٹرو لائسنس کی نسبت زیادہ آرام دہ ہے۔ ۱۴

لہذا چہرے اور جسم پر بالوں کے خاتمے کے لیے ایسا طریقہ علاج کے جس میں تکلیف، اذیت و مشقت نہ ہو اس سلسلے میں عصر حاضر کی جدید طبی ایجادات سے اس مرض میں استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح جسم کے بالوں کو صاف کرنے سے متعلق بھی گنجائش دی گئی ہے، جیسا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں لکھتے ہیں کہ:

”بازو، پنڈلی اور ران کے بال مرد و عورت دونوں کو دور کرنے میں گنجائش ہے البتہ مردوں کے لیے



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بہتر ہے۔“ ۱۵

اور جیسے کہ کسی بیماری کی وجہ سے پیدائشی یا دواؤں کے مضر اثرات کی وجہ سے سینے اور پیٹھ پر بال آجاتے ہیں جو نازیبا معلوم ہوتے ہیں اس سلسلے میں فتاویٰ عالمگیریہ میں کچھ یوں ہے کہ:

وضی حلق شعر الصدرو الظہر ترک الادب کذا فی القنیۃ۔ ۱۶

”سینے اور پیٹھ کے بال مونڈنے میں گنجائش ہے مگر خلاف ادب ہے۔“

علامہ رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”پنڈلی اور ران کے بال دور کرنا درست ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے

تھے۔“ ۱۷

اسی طرح زیناف بالوں کی صفائی یہ بھی ایک شرعی مسئلہ ہے اور اس کے علاوہ جسمانی صفائی کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے یہ فطرت کی دس چیزوں میں شامل کیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عشر من الفطرۃ: قص الشارب، واعفاء

الحيثہ، و السواک، والا ستنشاق بلماء، وقص الاطفار، وغسل البراجم، ونتف

الابط، وحلق العانتہ، وانتقصاص الماء یعنی الاستنجاع الماء قال زکریا: قال

مصعب: ونست العاشریتہ الا ان تكون المضمضۃ۔ ۱۸

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں انسانی

فطرت سے ہیں: مونچھ تراشنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن

کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، زیر بغل بال اکھاڑنا، زیناف صاف کرنا اور پانی سے

استنجاء کرنا۔

حدیث کے راوی زکریا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث مصعب رضی اللہ عنہ سے سنی اور وہ کہہ رہے تھے کہ دسویں چیز

میں بھول گیا ہوں لیکن کچھ یاد پڑتا ہے کہ دسویں چیز کلی کرنا ہے۔“

اس حدیث کے ضمن میں علامہ محمد امین بن عابدین رقمطراز ہیں کہ:

”زیناف اور بغل کے بالوں کی صفائی فطرت کی ان دس چیزوں میں شامل ہے ان میں بالوں کو ہفتہ

میں ایک مرتبہ صاف کرنا ضروری ہے ورنہ پندرہ دن میں صاف کیا جانا چاہیے لیکن چالیس دن سے

زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوگا اور اس سلسلے میں کریم پاؤڈر استعمال کیے جائیں عورت



کے لیے بلیڈ یا تیز دھار آلات کا استعمال نامناسب ہے اگرچہ جائز ہے۔“ ۱۹

احادیث میں بغلیں اور زیریناف بالوں کی صفائی کی بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ بدن کی نظافت کا ان سے گہر تعلق ہے جبکہ اس ضمن میں میڈیکل سائنس کی روشنی میں بھی اس کی تائید کی گئی ہے اور ان امراض کی نشاندہی کی گئی ہے جو بال صاف نہ کرنے کی وجہ سے کسی بھی وقت ہو سکتے ہیں، جس کے بارے میں حکیم طارق چغتائی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

ہماری جلد میں تروتازگی کو باقی اور دائمی رکھنے کے لیے گلینڈز ہوتے ہیں جنہیں غدودی روغنی یا آئلی گلینڈز کہتے ہیں، جسم کے وہ حصے جہاں کے بال صاف کرنے کا شرعی حکم ہے وہاں یہ گلینڈز کم ہوتے ہیں کیونکہ اگر یہ گلینڈز اپنی رطوبت زیادہ مترشح کریں تو وہاں کی نشوونما میں نمایاں فرق پڑ جائے گا اور ساتھ ہی جلدی امراض شروع ہو جائیں گے۔

چونکہ جلد کہ اس حصے کو جہاں سے بالوں کا کاٹنا یا تراشنا یا نوچنا ضروری ہے وہاں ہمہ وقت آکسیجن کی ضرورت رہتی ہے اور جلد کے ان حصوں کے مسامات اگر بالوں کی وجہ سے بند ہو جائیں تو ایسی بیماریاں پیدا ہونے کے خطرات باقی رہتے ہیں جن میں سوراسیز، ایکزیما، الرجی اور خارش، پھوٹے، پھنسی پیش پیش ہیں جسم کے ان حصوں کے بال اگر صاف نہ کیے جائیں اور ایسے میں مندرجہ ذیل خطرات مسلسل منڈلاتے رہتے ہیں، بعض اوقات میل کے ذرات کے بار بار جمع ہونے کی وجہ سے جلد پر میل کی تہہ جم جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسی خطرات کے بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں جو بیان سے باہر ہیں ان حصوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ ایسے مریض سننے میں آئے جو ان حصوں میں پسو پڑنے کے شافی تھے اور اس کے علاج معالجے کی تدابیر کر رہے تھے، جسم کے ان حصوں کے بالوں کو اگر صاف نہ کیا جائے تو نفسیاتی طور پر اس کے برے اثرات پڑتے ہیں۔

”فرانس کے ماہرین جلد نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ زیریناف اور زیر بغل اور ناخن تراشنے میں تاخیر کریں گے تو ان کو مندرجہ ذیل بیماریاں کسی بھی وقت لگ سکتی ہیں اگر زیریناف بال صاف نہ کیے جائیں تو اس کے برے اثرات جلد میں آئلی گلینڈز اور جنسی امراض پر پڑتے ہیں، حتیٰ کہ ایڈز، آتشک، سوزاک اور کوڑھ کے جراثیم ان بالوں میں انک کر عورتوں میں منتقل ہو سکتے ہیں ماہرین کے مطابق اگر ان بالوں کو جلد نہ تراشا جائے تو ان کے اثرات بد اعصابی نظام کے بعض ایسے خلیات پر پڑتے ہیں جس سے انسان بے شمار نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور ایسے انسان بہت جلد ڈپریشن، فرسٹریشن، اینگوائٹی اور خودکشی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔“ ۲۰

لہذا علاج معالجے کی غرض سے چہرے اور جسم سے فالتو بالوں کو صاف کرنا یا اکھاڑنا مستحب ہے، لیکن اُس میں مشقت نہ ہو اور جیسا کہ جدید طریقہ علاج کہ جس میں بلیڈنگ لیکٹرو لائسس اگر موثر اور آرام دہ طریقہ علاج ہے تو اس ضمن میں اس سے بھی خواتین علاج کروا سکتی ہیں۔

## گنچ پن کا علاج معالجہ

حسن و جمال کی طرف رغبت اور جذبہ خودنمائی انسانی فطرت میں ودیعت ہے اور سر کے بال جو خواتین کی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں اور بال ان کی خوبصورتی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق عورتوں کی زندگی کا دس فیصد وقت ان کے بالوں کی صفائی ستھرائی اور سنگھار میں صرف ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسے میں جب اگر کوئی خاتون کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جن میں خسرہ، ٹائیفا نیڈ، کینسر کی ویکسینیشن کے دوران بالوں کا جھڑنا اور گنچ پن کی بیماری وغیرہ ہونے کی صورت میں اپنے حسین و جمیل بالوں کو کھودیتی ہیں تو اس پریشانی کے عالم میں وہ یہ چاہتی ہیں کہ ایسا طریقہ علاج اپنائیں کہ جس کے سبب وہ دوبارہ اس نعمت کے حصول کو ممکن بنا سکیں، لیکن اس کے حصول کے لیے وہ کون سا طریقہ علاج اپنائیں جس سے وہ گناہ گار بھی نہ ہوں، جدید طبی سائنس اور اس کی ترقی نے ایک اور شو شہ چھوڑا ہے وہ یہ کہ گنچ سروں پر بال کسی جدید علاج سے لگا دیئے جاتے ہیں اور اس کی بڑی شہرت ہو رہی ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اگر انسان میں گنچ پن کی وجہ سے کھلا عیب ہو گیا ہو تو چھپانے کے لیے ضرور ایسا کرنا درست ہے اس صورت میں بھی جس شخص کے سر کے بال لگائے جا رہے ہیں اسی شخص کے بال لیے جانے ضروری ہیں اس عمل کی بنیادی شرط ضرورت ہے ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ ہر قسم کے گنچ پن کو چھپانا ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں محمد اعجاز مسلم اپنی کتاب ”لباس اور زینت“ میں لکھتے ہیں کہ:

”جدید سرجری والوں کا کہنا ہے کہ گنچ پن کے مریض کے اپنے ہی سر کے پچھلے حصے کے بالوں سے تراش کر انھیں متاثرہ حصہ کے مسامات میں پیوست کیے جاتے ہیں اور اس میں ہمیں گلو، کلپس یا جھلی کے استعمال کی ضرورت بھی نہیں پڑتی، اگر واقعی جدید طریقہ علاج میں گلو، جھلی وغیرہ نہ لگائی جاتی ہو اور دوسرے انسان کے بال بھی استعمال نہ کیے جاتے ہوں تو اس طریقہ علاج کو اختیار کرنے میں گنجائش ہے۔“ ۲۱

بالوں کی پیوندکاری میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر انسانی بالوں سے پیوندکاری کی جائے تو جائز نہیں جبکہ انسانی بالوں کے علاوہ جانوروں کے بال یا مصنوعی بال ہوں تو جائز ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے دور میں بھی پیوندکار رواج تھا لیکن اس کے باوجود بالوں کی وگ کونا پسندیدہ اور لعنت کا سبب کہا گیا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ بصورت مجبوری ایسا کرنا جائز ہوگا لیکن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اس سلسلے میں فرماتی ہیں۔

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا قالت جاءت امرأة الى النبي ﷺ فقالت يا رسول

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اللہ ﷻ ان لی ابنة عرلیسا صابتها حصبة فتمرق شعرها افاصله فقال لعن الله

الواصلة و المستوصلة. ۲۲

”حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری ایک بیٹی کی شادی ہے اور اس کے سر کے بال خسرہ کی وجہ سے جھڑ گئے تھے کیا (آپ اجازت دیتے ہیں کہ) میں اس کے بالوں کو گانٹھ کر لمبے بنا دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی پر لعنت کی ہے۔“

لیکن پیوندکاری کے ضمن میں گنجے پن کے مریض کے اپنے ہی بالوں کو تراش کر انھیں متاثرہ حصہ کے مسامات میں پیوست کرنے کے بارے میں علامہ ابو بکر علاء الدین الکاسانی کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

ولو سقط سنہ یکره أن يأخذ سن میت فیشدها مکان الأولى بالاجماع، وكذا یكره أن

یعيد تلك السن مکانها عند أبی حنیفة و محمد رحمهما الله، ولكن يأخذ سن شاة ذکیة

فیشدھا مکانها۔ ۲۳

”اور اگر اس کا دانت گر جائے تو کسی مرے ہوئے شخص کا دانت پہلے دانت کی جگہ لگا لیا جائے تو وہ بالا جماع مکروہ ہے اسی طرح گرے ہوئے دانت کو دوبارہ اپنی جگہ لگانا بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے لیکن ذبح شدہ بکری کا دانت لے کر اسے اپنے گرے ہوئے دانت کی جگہ لگا سکتا ہے۔ امام یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنا دانت لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ دوسرے شخص کا دانت لگانا مکروہ ہے۔“

ان احکامات کی روشنی میں یہ واضح ہو رہا ہے کہ گنج پن کی شرمندگی سے بچنے کے لیے جدید طریقہ علاج سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے ان شرائط و احکامات پر عمل پیرا ہونا ضروری امر ہے، تاکہ کنواری خواتین جو بوجہ بیماری یا شادی شدہ کم عمر خواتین دوبارہ خوشحال زندگی کا آغاز کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

## مصنوعی اعضاء کا استعمال

مصنوعی اعضاء جیسے آنکھ دانت وغیرہ لگوانے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ اس کا مقصد علاج ہو یا چہرہ کو بد نمائی سے بچانا، اسی بناء پر فقہاء نے سونے چاندی کے دانت لگانے یا دانتوں کی بندش میں اس کے تار استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ آج کل مصنوعی آنکھ اور دانت میں جو کیمیکل استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کی بابت تو کوئی ممانعت بھی وارد نہیں ہے اور مردوں کے لیے سونا چاندی کے مطلق استعمال اور عورتوں کے لیے بھی سوائے زیورات کے اس کے استعمال کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ممانعت خود احادیث سے ثابت ہے تو جب باوجود ممانعت کے ان اشیاء کا مصنوعی عضو و جزو بدن بنایا جاسکتا ہے تو کیمیائی اجزاء سے مرکب اعضاء کا ان مقاصد کے لیے استعمال تو بدرجہ اولیٰ جائز و درست ہوگا۔ دانتوں اور آنکھوں کو مصنوعی طور پر استعمال کرنے کے بارے میں مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

## مصنوعی دانتوں کا استعمال

دانت جن کی مدد سے خوراک کو باسانی چبایا جاتا ہے اور مزید دانت انسانی صحت کو صحت مندر کھنے میں بہت اہم اور معاون کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی چہرے پہ خوبصورتی کا بھی اہم سبب ہیں۔ جہاں تک دانتوں کے علاج سے متعلق احکامات ہیں تو وہ کچھ اس طرح سے ہیں کہ اگر کسی خاتون کے دانت لمبے اور ٹیڑھے ہوں تو ان دانتوں کو اگر سیدھ میں کرنے کی غرض سے تاکہ وہ منہ بند ہونے کی صورت میں لبوں سے باہر نہ نظر آئیں بند ہونا جائز ہے تاکہ وہ سیدھ میں آجائیں اور جبکہ بغرض خوبصورتی دانتوں کو باریک کرانا پھر دانتوں میں خلاء ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو دانت منتشر ہوتے ہیں ان کو ساتھ ملانے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے دراصل اس طریقے سے اگلے دانتوں میں خوبصورتی پیدا کروانا بھی جائز نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں احادیث طیبہ میں سخت وعید وارد ہوئی ہے اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔

امام مسلم اپنی کتاب ”صحیح مسلم“ میں دانتوں کے خلاء کو بند کرنا یا خلاء پیدا کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

عن عبد اللہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات و

المتفلجات للحسن المتغيرات خلق اللہ. ۲۴

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور (خوبصورتی

کی خاطر) پلکوں کے بالوں کو اکھیڑنے والی اور اکھڑانے والی اور دانتوں کو (خوبصورتی کی خاطر)

کشادہ کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی (دی گئی) بناوٹ میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی

ہے۔“

لیکن بضرورت علاج معالجہ خلقت میں تبدیلی نہیں ہے کیونکہ عموماً جب دانتوں کے ٹیڑھے ہونے یا دانت کسی

بیماری یا ٹوٹے دانت کی جڑوں میں زبان رہنے سے ٹیڑھے نکل آتے ہیں اور چونکہ ایسے دانت چہرے پر عیب کو درست کرنا

اور چھپانا درست ہے البتہ انھیں گھسوانا اور چھوٹے کرانا جائز نہیں ہے۔

عصر حاضر میں دانتوں کے ہلنے یا نکل جانے کی صورت میں جدید طبی علاج معالجہ میں دانتوں کے خول لگا دیئے

جاتے ہیں اور جیسا کہ خواتین فیشن کے طور پر سونے کے خول چڑھواتی ہیں اس سلسلہ میں مفتی احسان اللہ شائق صاحب اپنی

کتاب ”خواتین کے لیے جدید مسائل“ میں لکھتے ہیں کہ:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”بعض لوگوں کے دانت ہلتے ہیں یا بعض کے نکل کر گر جاتے ہیں اس کے بعد اس پر سونے چاندی کے خول چڑھانا ضرورت میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہے اور چونکہ اس کو اتارنے میں حرج ہے اور حرج شرعاً مرفوع ہے لہذا اس کو اتارے بغیر وضو غسل ہو جائے گا۔“ ۲۵

## مصنوعی آنکھیں و لینس کا استعمال

آنکھیں قدرت کا انمول عطیہ ہیں جن کی حفاظت ان کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث ہی نہیں بلکہ بینائی کی حفاظت کے لیے بھی از حد ضروری ہے، آنکھوں کی حفاظت ان خواتین کے لیے بھی ضروری ہو جاتی ہے جو دفاتر میں نوکری کرتی ہیں یا جن کے معمولات میں گھر سے زائد وقت باہر گزارنا ضروری ہوتا ہے آنکھ کی حفاظت میں کوتاہی نہ صرف بینائی میں کمی کا باعث ہوتی ہے بلکہ اس طرح آنکھوں کے گرد حلقے، آنکھوں کا بھاری پن یا پوٹوں کا سوجنا وغیرہ جیسے مسائل بھی درپیش ہوتے ہیں، لیکن ایسے میں ان مسائل کے حل کے لیے علاج معالجہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے جدید طبی تحقیقات نے لینس، لیزر آپریشن اور آنکھ ضائع ہونے کی صورت میں پتھر کی آنکھ کے ذریعے دوبارہ اس نعمت سے مستفید ہونے کی سہولت پیش کی ہے لیکن کیا یہ شرعی طور پر جائز ہیں؟ اس کشمکش کے حل کے ضمن میں مفتی ضیاء الرحمن لکھتے ہیں کہ:

”لینس اگر نظر کی کمزوری کے باعث استعمال کیے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ خوبصورتی میں اضافے میں ان کا استعمال ہمارے عرف میں عام نہیں کہ اس کی اجازت دی جائے، لازماً اسے بطور تشبہ و نقالی ہی استعمال کیا جائے گا لہذا ان کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی خاص کر جب یہ دیکھا جائے کہ اعلیٰ قسم کے لینس انتہائی مہنگے ہیں اور عام لینس آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں نیز ان میں ایک قسم کا دھوکہ پایا جاتا ہے اور بعید نہیں کہ تغیر خلق خدا کے عموم میں داخل ہوں، لہذا بغرض زینت ان کا استعمال جائز نہ ہوگا۔“ ۲۶

یعنی کلر لینس کے عمل میں دھوکہ پایا جاتا ہے اور اللہ کی تخلیق میں شرعاً ایسا کوئی بھی عمل جائز نہیں جس میں دھوکہ پایا جائے، لیکن جہاں نظر کی کمزوری کے باعث لینس کا استعمال ہے تو یہ ضرورت میں شمار کیا جائے گا لہذا اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے، مزید عصر حاضر میں جدید میڈیکل ریسرچ میں لیزر آپریشن کے ذریعے نظر کی کمزوری کو دور کیا جا رہا ہے یہ عمل بھی علاج معالجہ کے ضمن میں جائز ہے دراصل اس کمزوری کی بناء پر انسان احساس کمتری کا شکار ہونے لگتا ہے اور بالخصوص خواتین کہ جن پر گھریلو ذمہ داریوں کی بھرمار ہوتی ہے بیزاری اور محتاجی کا اپنا نصیب سمجھنے لگتی ہیں، اس لیے ماہرین طب کی رائے میں بھی اس ضمن میں خصوصی احتیاط کرنی چاہیے۔

دراصل انسانی آنکھ جسم کا ایک خود کار نظام ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کائنات کی رنگینیوں کو باسانی دیکھ سکتا ہے



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اور نہ صرف یہ بلکہ آنکھیں جھپکنے کے تحت ہماری پلکیں خود بخود تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد حرکت کرتی رہتی ہے اور آنکھوں کی پلکوں کے اوپر نیچے رہتی ہے مسلسل دیکھنے کے عمل سے آنکھوں پر جو دباؤ اور بوجھ پڑتا ہے، پلکیں جھپکنے سے یہ ختم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ پلکوں کی یہ حرکت آنکھوں کو خشک ہونے سے بچاتی ہیں، آنکھوں کو ترکھ کر انہیں صحت مندرکھتی ہیں خطرے کے وقت آنکھوں کو بند کر کے ان کی حفاظت کرتی ہیں آنکھوں کا یہ عمل خود کا نظام کے تحت جاری رہتا ہے انسان دن میں کئی بار آنکھ جھپکتا ہے کیونکہ آنکھیں جھپکنے کا عمل خود کا نظام کے تحت ہوتا ہے اس لیے انسان کو بیشتر حالات میں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ آنکھیں جھپک رہا ہے لیکن اگر اس نظام میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو انسان کو یہ احساس ہو جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کتابدار احسان ہے جس کے حصول کے لیے اسے کوئی محنت کرنا نہیں پڑتی، لیکن جب آنکھوں کی تکلیف اور زیر بحث مسائل لاحق ہو جائیں اور یا پھر آنکھ ہی ضائع ہو جانا پایا جائے تو یہ وہی مریض ہی جانتا ہے کہ اس پر کتنا بڑا پریشانی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور اگر یہ حالات و معاملات بالخصوص کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ پیش آجائیں تو بہت پریشان کن ثابت ہوتی ہیں، کیونکہ بالخصوص اس قسم کی کمزوریاں ان کے رشتوں میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں لیکن ان حالات میں ایسا نہیں کہ شریعت میں ان کے لیے کچھ رعایت نہیں کی بلکہ کسی تکلیف، مجبوری و معذوری کے سبب جدید طبی علاج معالجہ جس میں مصنوعی آنکھ لگانے کی اجازت بھی دی گئی ہے، جیسا کہ اس ضمن میں مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”معذور آدمی کے لیے (مصنوعی آنکھ) لگانا جائز ہے۔“ ۷۷

ان احکامات کی روشنی میں یہ واضح ہو رہا ہے کہ ان اعضاء سے متعلق امراض میں مبتلا خواتین کے لیے جدید طریقہ علاج کو اپنانے کی اجازت دی گئی ہے۔



## جراحی (آپریشن) کے احکامات

عصر حاضر میں سرجری نے غیر معمولی ترقی حاصل کر لی ہے اس ترقی کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر مرض کی نوعیت ایسی ہو کہ اس طریقہ علاج کے بغیر زندگی بچانے کا کوئی اور چارہ نہ ہو اور یہاں تک کہ مریضہ یا اس کے رشتہ داروں سے آپریشن کی اجازت بھی نہ لی ہو تو ڈاکٹر کا ان کی اجازت کے بغیر آپریشن کرنا جائز ہوگا، اس لیے کہ ممکن حد تک نفس انسانی کو بچانے کی کوشش خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے لہذا گو وہ انسان کی طرف سے ماذون نہیں، لیکن شارع کی طرف سے ماذون و اجازت یافتہ متصور ہوگا انسانی جان کو بچانے کی کوشش کس درجہ اہم فریضہ ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ:

ان اضطرالی طعام و شراب لغیرہ فطلبہ منہ فممنعہ ایاہ مع غناہ عنہ فی تلك الحال فمات  
بذلك ضمنه المطلوب منه۔ ۲۸

”اگر دوسرے کے کھانے یا شراب کے استعمال پر مضطر ہو گیا اور اس سے وہ چیز طلب کی، اس نے اس وقت اس سے مستغنی ہونے کے باوجود منع کر دیا اور اس کی موت واقع ہو گئی تو جن صاحب سے مانگا تھا وہ ضامن ہوں گا۔“

لہذا اگر کسی شخص کو موقع ہلاکت میں دیکھ کر باوجود قدرت و طاقت کے، اس کو بچانے کی کوشش نہ کی تو گنہگار تو ہوگا ہی بلکہ بعض فقہانے کہا ہے کہ اس کو اس انسانی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے اس کا ضمان بھی ادا کرنا ہوگا۔ ۲۹  
پس ایسی صورت میں معالج کا یہ عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہوگا اور اگر اس کی کوتاہی اور بے التفاتی کے بغیر مریض کی موت واقع ہو گئی تو وہ اس کا ضامن بھی نہ ہوگا۔

علامہ سمرقندی نے ایک خاص جزئیہ پر بحث کرتے ہوئے جس اصول سے استدلال کیا ہے وہ یہی ہے کہ ایک انسان کی بقاء کے لیے دوسرے کی تکریم کے پہلو کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

لوان حاملات وفی بطنها ولد یضطرب فان كان غالب الظن انه ولد حی وهو فی مدة  
یعیش غالباً فانه یشق بطنها لان فیہ احیاء الادمی فترك تعظیم الادمی اھون من مباشرة  
سبب الموت۔ ۳۰

”اگر کوئی حاملہ مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو جو حرکت کرتا ہو۔ اگر غالب ظن یہ ہو کہ وہ بچہ زندہ ہے اور اتنی مدت کا ہے جس میں عام طور پر زندہ رہ جاتا ہے تو اس حاملہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کے پیٹ کو چاک کیا جائے گا، اس لیے کہ اس میں ایک انسان کی زندگی بچانا ہے اور کسی زندہ کی موت کا سبب بننے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے کہ آدمی کی تعظیم و تکریم کے تقاضہ کو چھوڑ دیا جائے۔“

ماں کی موت ہو جائے اور آثار بتاتے ہوں کہ جنین زندہ ہے، تو فقہاء نے عورت کے آپریشن کی اجازت دی ہے اور استدلال یہ کیا ہے کہ یہاں تعظیم میت کو ایک زندہ نفس کی بقاء کے لیے ترک کیا جا رہا ہے۔ لان ذالک تسبب فی احیاء نفس محترمہ بترك تعظیم المیت۔“ ۳۱

یعنی فقہاء کرام نے انتہائی مجبوری کے تحت مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ نکالنے کو مرضی کہا ہے مگر اس شرط پر کہ بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہو یعنی اس کا زندہ ہونا یقینی ہو چونکہ موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے مذکورہ بالا صورت میں الٹراساؤنڈ کے ذریعے بچے کا زندہ ہونا معلوم کیا جاسکتا ہے، لہذا جب الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ بچہ واقعی زندہ ہے تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالنا شرعاً مرضی ہے۔ حامل ماتت و ولدھا یضطر شق بطنھا ویخرج ولدھا۔ ۳۲

اس سے معلوم ہوا کہ پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینا اس وقت جائز ہے جب بچہ زندہ حرکت کرتا ہو معلوم ہو ورنہ اگر بچہ بھی مر گیا تو پیٹ چاک کرنا جائز نہیں۔

جبکہ مولانا خالد سیف اللہ آپریشن کی مزید وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

”بچہ کی ولادت کی اصل عورت سے فطری طریقے سے ہے لیکن ضرورت ہو تو آپریشن کی اجازت ہے۔“ ۳۳

ایک فطری ضرورت اور تقاضہ کی تکمیل کے لیے ایسی غیر فطری صورت اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ انسانی زندگی کا بچاؤ جس حد تک ممکن ہو بچایا جائے بوجہ اس کے کہ تعلیمات اسلامیہ میں مریض کی زندگی کو بچانا مقصود ہے اور مزید یہ کہ اگر مریض کسی ایسے مرض کا شکار ہے کہ جس کا علاج ماسوائے آپریشن کے اور کچھ بھی نہ ہو اور اس دوران آپریشن (جراحی) ہی صرف زندگی و صحت کے تحفظ کا ذریعہ ہو تو اس مقصد کے حصول کے لیے یہ ایک ضروری عمل ہے، مثال کے طور پر سرطان (کینسر) کا مرض ہے کہ جس میں بالخصوص اس اعضاء کو آپریشن کے ذریعے سے جسم سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور باقی اعضاء و جسم محفوظ ہو جاتے ہیں اس معالجے میں بالکل لا پرواہی نہیں برتی جاتی اس مرض کی تفصیل ابو الفضل نور احمد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”عورتوں میں سینے کا سرطان خاصہ عام ہے اور اس میں ہمیشہ جان کا خطرہ ہوتا ہے، علاج صرف اس

وقت کا میاب ہوتا ہے جب ممکنہ سرطان کی ابتدائی علامتیں پکڑی جائیں اور جلد از جلد علاج ہو جائے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

عام طور پر آپریشن ضروری ہوتا ہے۔

اور اسی طرح جو ابھار سب سے زیادہ عام ہیں ان میں بچہ کی غیر معمولی یا خلاف معمول نشو

ونما کی وجہ ہوتا ہے اس قسم کے ابھار کی یہ وجوہات ممکن ہیں۔

☆ کسی ایک بیضہ دانی میں سلعہ (cyst) یا پانی جیسی / پانی والی سوجن۔

☆ بچہ رحم کے بجائے اتفاق سے رحم کے باہر بن رہا ہو (بے محل حمل)

☆ سرطان (کینسر)

ان تینوں کیفیتوں میں عموماً شروع میں تکلیف نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے لیکن بعد میں بہت بڑھ جاتی

ہے، ان تمام صورتوں میں طبی توجہ کی ضرورت ہے اور عام طور پر آپریشن درکار ہوتا ہے، اگر کوئی معمولی

گٹھلی یا ابھار نظر آئے یا محسوس ہو تو فوراً معالج سے رابطہ کریں۔“ ۳۴

اسی طرح کہ دیگر امراض کہ جن میں اعضاء کی پیوندکاری، ہڈی کا ٹوٹ جانا، بواسیر کا آپریشن، رحم کے دیگر آپریشنز

وغیرہ کے ذریعے سے یقیناً انسانی تعظیم و تکریم وابستہ ہے لہذا اس ضمن میں لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے۔ اور بروقت علاج

معالجہ کے حصول کو ممکن بنانا چاہیے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## نس بندی (قطع نسل) آپریشن

در اصل نس بندی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرد اور عورت میں سے کسی کے ایک کے اعضاء تو والد و تناسل میں داخل یا خارجی ایسا تغیر کر دیا جائے۔ جس کی بناء پر دائمی وابدی طور پر تو والد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے مثلاً گزشتہ ادوار میں نس بندی مردوں کو خصی کرنے کی صورت میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ آج کل جانوروں کو خصی کیا جاتا ہے اور آج کی ترقی یافتہ طبی سائنس نے قطع نسل کی بہت سی صورتیں پیدا کر دی ہیں۔ مثلاً نس بندی آپریشن وغیرہ۔

## نس بندی آپریشن کا حکم

نس بندی کی ایسی صورت جو مستقل طور پر قوت تولید کو ختم کر دے۔ جس کے لیے ہمارے زمانے میں مردوں کی نس بندی اور عورتوں کا آپریشن کیا جاتا ہے، اصلاً حرام ہے۔ قدیم زمانے میں اس کے لیے ”اختصاء“ کی صورت اختیار کی جاتی تھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے خود کو خصی کرنا چاہا تا کہ اپنا زیادہ وقت عبادت کے لیے یکسو کر سکیں مگر حضور ﷺ نے منع فرمایا:

عن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ قال رد رسول اللہ ﷺ علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لاختصینا۔ ۳۵

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہ دی اگر آپ ﷺ ان کو اس کی اجازت دیتے تو ہم تو خصی ہو ہی جاتے۔“

و كذلك جريان الرسم بقطع اعضاء النسل واستعمال الادوية لقامعة للباءة والتبتل وغيرها تغیر لخلق اللہ واهمال لطلب النسل۔ ۳۶

”اعضائے نسل کو کاٹ دینے، قوت باہ کو ختم کر دینے والی ادویہ کے استعمال اور تجرد کی زندگی وغیرہ کی رسم چل پڑنے میں بھی اسی طرح اللہ کی تخلیق میں تغیر اور طلب نسل کے مقصود کو معطل کر دیتا ہے۔“

چنانچہ فقہی کتابوں میں بکثرت اس کی تصریحات موجود ہیں کہ قوت تولید کو ضائع کر دینا تعزیری جرم ہے۔ اس کا وہی تاوان واجب ہوتا ہے جو کسی کی جان ہلاک کر دینے کا ہے۔

مزید اس کی تائید کرتے ہوئے شیخ احمد علیش مالکی کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

”عقل، سماعت، بصارت، گویائی آواز، ذائقہ، تولید یا جماع کی قوت و صلاحیت ضائع کر دینے میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

دیت واجب ہے۔“ ۳۷

اس کی حرمت کے فقہانے متعدد دلائل بیان کیے ہیں مثلاً یہ تغیر خلق اللہ ہے، مشلہ ہے، مداخلت فی الدین اور شرک الاحکام کے قبیل سے ہے، حدیث پاک میں صراحۃً ممانعت وارد ہوئی ہے اصولی حیثیت سے بھی حرمت ثابت ہے۔

## فقہاء کی آراء کی روشنی میں

۱۔ نس بندی درحقیقت اختصاء کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کا حرام ہونا منصوص اور متفق علیہ ہے اس میں بے پردگی ہے

جو بلا ضرورت شرعی حرام ہے۔ ۳۸

۲۔ عمل جراح جیسے مرد اور عورت کو مستقل طور پر بانجھ بنادینا اللہ کی بناوٹ کو بدلنا ہے جس کو قرآن مجید میں شیطانی

فعل کہا گیا ہے۔ ۳۹

۳۔ نس بندی مرد کی ہو یا عورت کی اس کی وجہ سے ان کی قوت تولید مستقل طور سے ختم کر دی جاتی ہے اور کسی عضو

انسانی کی افادیت کو مستقل طور پر ختم کر دینا قرآن و سنت کی رو سے غیر شرعی فعل ہے اور اس کے ناجائز ہونے میں

تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔ ۴۰

۴۔ کوئی بھی ایسا عمل جس کا مقصد نسل انسانی کے سلسلے کو منقطع یا محدود کرنا ہو اسلام کے بنیادی تصورات کے خلاف

اور ناجائز ہے۔ ۴۱

قرآن و سنت کے واضح نصوص اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ قطع نسل کے

تمام طریقے جس سے دائمی طور پر والد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے مطلق حرام و ناجائز ہیں اور اس کی حرمت پر سب کا

اتفاق ہے۔

## اضطراری حالت میں نس بندی آپریشن

بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی بابت ڈاکٹروں کی تحقیق کے بعد یہ بات قطعی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اگر

سلسلہ تولید کو بالکل ختم نہ کیا گیا اور حمل قرار پایا گیا تو اس کی ولادت کی کوئی صورت نہیں اور مجبور عورت کے لیے موت کے سوا

کوئی چارہ کار نہیں۔ مثلاً بعض خواتین ایسی ہوتی ہیں کہ قدرتی طور ان کے اعضاء تولید اس قابل نہیں ہوتے جن سے طبعی اور

فطری ولادت ہو سکے مجبوراً غیر فطری طریقے سے آپریشن کے ذریعے بچے کی ولادت ہوتی ہے اور ڈاکٹروں کے کہنے کے

مطابق اس طرح آپریشن کے ذریعے زیادہ سے زیادہ تین یا چار مرتبہ تولدات ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد آپریشن کے ذریعے بھی ولادت کی کوئی شکل نہیں ہوتی اگر ہوتی بھی ہے تو جان کا شدید خطرہ ہوتا ہے

گویا ہمیشہ کے لیے اس کے اعضاء میں ولادت کی صلاحیت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی عادتاً اس کے پائے جانے کا اب امکان

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے ایسی صورت میں عورت کے پیٹ میں بچہ آجانا خطرے سے خالی نہیں۔ جان تک کا خطرہ ہے اس لیے ایسی اضطراری صورت میں جبکہ ماہر ڈاکٹر فیصلہ کر دے کہ ہمیشہ کے لیے یہ عورت ولادت کے قابل نہیں ورنہ جان کا خطرہ ہے ایسی صورت میں ہمیشہ کے لیے ولادت کا سلسلہ منقطع کرنے کی گنجائش ہے جس کو آج کی اصطلاح میں نس بندی آپریشن کہتے ہیں۔ کیونکہ ضرورت اور اضطرار کی صورت میں حرام چیز بھی بقدر ضرورت حلال ہو جاتی ہے۔ اور یہاں ضرورت کا آخری درجہ پایا جاتا ہے ان حالات میں ”الضرورت تبیح المحظورات“ کے تحت اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ اگرچہ احتمال اس کا بھی ہے کہ عارضی تدابیر اختیار کر کے سلسلہ کو ختم نہ کر کے صرف موقوف کیا جائے اور حمل قرار پانے کی صورت میں بھی اسقاط حمل کر دیا جائے لیکن جب عذر دائمی ہے جس کا ازالہ عادیہ ناممکن ہے تو دائمی تدابیر اختیار کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ ۴۲

اکثر فقہاء نے ضرورت و اضطرار کی حالت میں قطع نسل کی اجازت دی ہے۔ اور مسلمہ فقہی اصول ”الضرورت تبیح المحظورات“ کو جواز کی بنیاد بنایا ہے۔ ۴۳

شریعت نے جہاں طبی اخلاقیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے علاج معالجے کے ضمن میں اجازت و گنجائش کا حکم فرمایا ہے وہیں اس دوران میری مسلمان بہنوں کا بھی اولین فرض یہ ہونا چاہیے کہ طبیب سے معائنہ و جراحی (آپریشن) کے دوران بالخصوص شرعی احکامات (جس کا تفصیلی ذکر باب سوم میں کیا جا چکا ہے) کو پیش نظر رکھتے ہوئے علاج معالجہ کی سہولیات سے مستفید ہوں۔



## مانع حمل (برتھ کنٹرول) تدابیر کا شرعی حکم

مانع حمل (برتھ کنٹرول) ادویات کا حاصل صرف یہ ہوتا ہے کہ مرد و عورت میں قوت تولید باقی رہتی ہے اور عارضی وقتی مدت کے لیے اندرونی یا بیرونی اعضائے تناسل میں ایسا تغیر کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے حمل نہیں ٹھہر سکتا۔ جس کی صورتیں عموماً معروف ہیں اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جو قوت تولید کی بقاء کے ساتھ مانع قرار حمل بھی ہو۔

### مانع حمل کی عارضی تدابیر

عارضی مانع حمل سے ہر وہ صورت مراد ہے جس کی وجہ سے عورت کے رحم میں حمل قرار نہ پاسکے اور قوت تولید باقی ہو اس کی بے شمار صورتیں ہوتی رہیں گی۔ حضور ﷺ کے عہد میں بھی اس کی بے شمار صورتیں پائی جاتی تھیں۔ جنہیں عزل کہا جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے اس کا شرعی حکم بھی دریافت فرمایا تھا اس لیے عارضی منع حمل کی تمام جدید صورتیں اسی صورت (عزل) کے حکم میں داخل ہونگی جو حضور ﷺ کے عہد میں رائج تھیں اس اعتبار سے منع حمل کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے پہلے عزل کا حکم معلوم کرنا بہت ضروری ہے۔

حضور ﷺ کے عہد میں منع حمل کی جو صورتیں مروج تھیں اس کو فقہی اصطلاح میں ”عزل“ کہتے ہیں یہ منع حمل کی ایک بہت سادہ اور عارضی تدبیر قدیم زمانے سے رائج چلی آرہی ہے یعنی جماع کے وقت مادہ کے خروج سے قبل ہی عورت سے علیحدہ ہونا تاکہ مادہ منویہ رحم میں نہ جانے پائے اس تدبیر یعنی عزل کے جواز کے بارے میں ہمیشہ علماء امت کے درمیان اختلاف رہا ہے۔

اکثر فقہاء کے مطابق موجودہ دور میں منع حمل کی تمام تدابیر عزل کا حکم رکھتی ہیں اس لیے عزل کا حکم معلوم کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے حکم ہی پر منع حمل کی دیگر تدابیر کے حکم کا انحصار ہے۔

عزل کے بارے میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن جابر قال كنا نعزل على عهد رسول الله ﷺ فبلغ ذلك النبی ﷺ فلم

ینہنا عنه. ۴۴

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے

تھے درآنحالیکہ نبی ﷺ کو ہمارے اس عمل کی اطلاع مل چکی تھی لیکن انھوں نے

ہمیں نہیں روکا تھا۔“

عن عمر قال نہی رسول اللہ ﷺ عن عزل الحرة الا باذنہا وعن ابن عباس مثله. ۴۵

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد (منکوحہ) عورت کے ساتھ عزل کرنے سے منع کیا مگر اس کی اجازت سے (منع نہیں کیا)۔“  
 جبکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ما من كل الماء يكون الولد واذا اراد الله خلق شي لم يمنعه شيء. ۴۶  
 ”ہر نطفہ سے تو بچہ پیدا ہوتا نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔“

مطلب یہ ہے کہ جس مادہ سے بچہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے وہ ضرور اپنے مستقر پر پہنچ کر حمل بنے گا تم کتنی ہی تدبیریں اس کے خلاف کرو کامیاب نہ ہونگے۔  
 مندرجہ بالا روایات میں آپ ﷺ نے اس عمل (عزل) کو پسند نہیں فرمایا مگر صاف ممانعت بھی نہیں فرمائی۔

## عزل کے بارے میں فقہاء کی آراء

- ۱۔ بعض فقہاء نے عزل کی جو عام اجازت نقل کی ہے وہ زیادہ صحیح نہیں بلا ضرورت عزل کراہت سے خالی ہے۔ ۴۷
- ۲۔ عزل کے جواز میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں علامہ عثمانی نے تمام اقوال و دلائل کے محاکمہ کے بعد فیصلہ دیا ہے کہ عزل مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے حرام نہیں۔
- ۳۔ فالذی یترجح من مجموع الادلة كراهة العزل و كونه غير مرضي من غير تحريم۔ ۴۸  
 عزل عذر کی حالت میں سب فقہاء کے نزدیک زوجین کی باہمی رضامندی سے جائز ہے مگر آزاد بیوی کی رضامندی کے بغیر بالاتفاق ممنوع ہے۔ ۴۹
- ۴۔ چاروں متداول مکاتب فکر کے فقہاء اور جمہور محدثین نے طبی ضرورت کی وجہ سے عزل کو جائز قرار دیا ہے دیگر مانع حمل تدابیر کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ۵۰
- ۵۔ عزل کا عمل جائز تو ہے مگر مکروہ اور ناپسندیدہ ہے البتہ عذر کی حالت میں یہ کراہت باقی نہیں رہے گی۔ ۵۱
- ۶۔ بلا عذر عزل کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے بالخصوص جب محض معاشی حالات کے پیش نظر اولاد سے بچنا مقصود ہو محققین فقہاء احناف کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ ۵۲
- ۷۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ ﷺ اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور اہل علم صحابہ بھی اسے مکروہ سمجھتے تھے لیکن چونکہ عزل کی کوئی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی اور اس کو ایک عام قومی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

طرز عمل نہیں بنایا جا رہا تھا بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں کی بناء پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضور ﷺ نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔ ۵۳

۸۔ فقہاء کی بڑی تعداد عزل کو کراہت کے ساتھ جائز قرار دیتی ہے اور بعض فقہاء بیوی کی اجازت کے ساتھ کراہت کے بھی قائل نہیں۔ ۵۴

### عصر حاضر میں مانع حمل کی عارضی تدابیر

موجودہ دور میں عارض منع حمل کی تدابیر جن میں نردھ (Condom)، لوپ کاپری، کواکس کا استعمال، مرہم مانع حمل ادویات وغیرہ سب کی سب عزل کا حکم رکھتی ہیں جن حالات میں جمہور فقہاء نے عزل کو جائز قرار دیا ہے ان حالات میں مذکور تدابیر بھی جائز ہیں۔

لیکن بلا ضرورت اس کو ایک عام طرز عمل بنانا اور قومی پالیسی بنانا احکام اسلام اور مقاصد نکاح کے سراسر خلاف ہے۔ ۵۵

### مانع حمل کے مقاصد

منع حمل کی کسی بھی صورت کو لیا جائے تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے کا مقصد کیا ہے اور کسی غرض سے وہ منع حمل کی تدبیر اختیار کر رہا ہے اسی غرض و مقصد کے تحت اس میں احکام جاری ہونگے چونکہ اغراض و مقاصد سب کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس لیے سب کے احکام یکساں نہ ہوں گے۔ اگر کوئی شخص جائز اور مباح غرض سے مانع حمل کی تدبیر اختیار کرتا ہے تو بلاشبہ جائز ہے اور اگر اس کی نیت اور مقصد فاسد ہے اور شرعی نقطہ نظر سے غلط ہے تو یقیناً وہ صورت ناجائز ہوگی۔

### طبی ضرورت کے لیے مانع حمل

جمہور آئمہ اسلام کے نزدیک حکیم حاذق کے مشورے کے مطابق طبی ضرورت کی بناء پر وقتی طور پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے لیکن بلا ضرورت اس کو عام طرز عمل اور قومی پالیسی بنانا احکام اسلام اور مقاصد نکاح کے سراسر خلاف ہے۔ ۵۶

### تحدید نسل کے لیے مانع حمل

قرآنی آیات و احادیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تحدید نسل اور آبادی کو کم کرنے اور نسل انسانی کی افزائش روکنے کے لیے مانع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز نہیں۔ ۵۷

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

عمومی حالات میں ضبط تولید یا مانع حمل کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا جائز نہیں اور لوگوں کو جبراً منع حمل پر مجبور کرنا تو سخت ترین گناہ اور بالکل ناجائز ہے۔ ۵۸

اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کنٹرول کی جائے شرعاً گناہ ہے۔ ۵۹  
کوئی بھی ایسا عمل جس کا مقصد نسل انسانی کے سلسلے کو محدود یا منقطع کرنا ہو اسلام کے بنیادی تصورات کے خلاف اور ناجائز ہے۔ ۶۰

تحدید نسل کو قومی و اجتماعی شکل دینا اور اس کو ریاستی پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کے اصولوں اور قرآن و سنت کے واضح نصوص کی خلاف ورزی ہے تمام فقہاء اسلام اس کے عدم جواز پر متفق ہیں۔

### مانع حمل ادویات کے استعمال کا حکم

ایسی دواؤں کا استعمال جس سے قوت تولید بالکل ختم ہو جائے وہ بھی تغیر خلق اللہ اور قطع نسل کے حکم میں ہیں لیکن ایسی دواؤں کا استعمال کرنا جن سے قوت تولید بالکل ختم ہو جاتی ہو بلکہ وقتی طور پر ان کے استعمال سے جماع کا تقاضا کم ہو جاتا ہو بلا عذر مکروہ ہیں حرام نہیں اور عذر کی وجہ سے کراہت ان کے استعمال کی اجازت ہے۔ ۶۱  
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نہ صرف ”اختصاص“ بلکہ ایسی ادویہ کے استعمال کو بھی حرام قرار دیا ہے اور اس پر اتفاق نقل کیا ہے جو قوت تولید کو ختم کر دے۔

وقد صرح الشافعية بانه لا يكسرها بالكافور ونحوه ولحجة فيه انهم اتفقوا على منع

الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في هناء من التداوى بالقطع اصلاً۔ ۶۲

”شافعی علماء نے صراحت کی ہے کہ کافور جیسی دواؤں سے قوت جماع کو ختم کرنا ممنوع

ہے دلیل یہ ہے کہ عضو مخصوص کوٹا نا یا خسی ہو جانا بالاتفاق حرام ہے۔“

تو ایسے سارے کام بھی اس حکم میں شامل ہو جائیں گے جس سے قوت جماع مستقل طور پر عموماً ختم ہو جاتی ہو اس لیے ان دواؤں کا استعمال بھی حرام ہوگا جو قوت جماع کو بالکل ختم کرتے ہوں۔ فقہاء شوافع میں الشربینی نے بھی مستقل طور پر قوت تولید کو ختم کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور مستقل اور عارضی مانع حمل میں فرق کیا ہے۔

يحصر استعمال ما يقطع الحمل من اصله اماما يبطئ الحمل مدة ولا يقطعه فلا يحرم بل

ان كان لعذر كترية ولد لم يكره والا كره۔ ۶۳

”ایسی چیز کا استعمال حرام ہے، جو صلاحیت حمل کو بالکل ختم کرے، ہاں ایسی چیز جو قوت

حمل کو بالکل ختم تو نہ کرے مگر عارضی طور پر روک دے تو حرام نہیں ہوگا بلکہ اگر کسی عذر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مثلاً بچوں کی تربیت و پرورش کی غرض سے ہے تو مکروہ بھی نہیں ورنہ یہ صورت بھی مکروہ ہوگی۔“

## مانع حمل تدابیر۔۔ جواز کی صورتیں

- فقہانے عارضی مانع تدابیر کو عزل پر قیاس کیا ہے اور طبی ضرورت کی وجہ سے عزل کو جائز قرار دیا ہے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے مندرجہ ذیل صورتوں میں عارضی مانع حمل تدابیر کی اجازت دی ہے۔
- ۱۔ جو بچہ موجود ہے اس کی پرورش، رضاعت اور نشو و نما میں اگر ماں کے جلد حاملہ ہونے کی وجہ سے نقصان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں مناسب وقفہ قائم رکھنے کی خاطر عارضی منع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔ ۶۴
  - ۲۔ عورت بہت کمزور اور بیمار ہے ماہر اطباء کی رائے میں وہ حمل کی متحمل نہیں ہو سکتی اور حمل ہونے سے یا ولادت کی صورت میں شدید ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہے۔ ۶۵
  - ۳۔ بچوں کو اسلامی طرز پر تربیت نہ دی جاسکتی ہو اور معاشرے کی بگاڑ کی وجہ سے بچوں کے بگڑنے کا خطرہ ہو۔ ۶۶

## مانع حمل کی تدابیر و عدم جواز کی صورتیں

- فقہاء نے مندرجہ ذیل صورتوں میں عارضی مانع حمل تدابیر اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔
- ۱۔ شرم و حیا اور لڑکی پیدا ہونے کے خوف سے مانع حمل کی تدابیر اختیار کرنا بھی قرآن و سنت کی صریح نصوص سے حرام و ناجائز ہے۔ ۶۷
  - ۲۔ موجودہ دور کے فیشن ”چھوٹا خاندان“ کے لیے بھی مانع حمل تدابیر جائز نہیں چھوٹے خاندانوں کا تصور اسلام کے مزاج و ماحول سے ہم آہنگ نہیں۔ ۶۸
  - ۳۔ عارضی مانع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال عام حالت میں بغیر عذر کے جائز نہیں اور اس کے علاوہ پیشہ ورانہ اسباب ملازمت، تجارت یا سیاسی و سماجی دلچسپیوں میں رکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے ولادت کی ذمہ داری سے گریز شریعت اسلامی کو کسی حال میں قبول نہیں اسی طرح خواتین بلند معیار زندگی کی حصول یا زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی خاطر ماں بننے کے مقدس فریضے کو بھول جاتی ہے ان مقاصد کی خاطر خاندان کو محدود کرنے کا تصور قطعاً غیر اسلامی ہے۔ ۶۹
  - ۴۔ اگر عورت دماغی امراض یا جسمانی معذوریوں کی وجہ سے بچے کی نگہداشت کی صلاحیت نہیں رکھتی تو مانع حمل کی تدابیر جائز نہیں ہے کیونکہ بچہ کی نگہداشت کا انتظام کرنا باپ کے ذمہ ہوگا۔ ۷۰



## اسقاط حمل کے احکامات

اسقاط حمل کا مفہوم ظاہر ہے حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو ضائع کر دینا یا ساقط کر دینا۔ اسقاط حمل جب بھی ہوگا دو مرحلوں میں سے کسی ایک مرحلہ میں ہوگا یا اس میں جان یعنی نفخ روح پڑ چکی ہوگی یا نہیں۔ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ جس عورت کے حمل اسقاط ہوگا اس کی بھی دو صورتیں ہیں یا تو بغیر کسی عذر و ضرورت کے ہوگا یا عذر کے سبب ہوگا۔ پھر عذر یا تو حرج و مشقت کے درجہ کا ہوگا یا ضرورت و اضطرار کے درجے کو پہنچا ہوگا ہر ایک کے احکام الگ ہیں بظاہر عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اسقاط حمل کی صورت نہیں پائی جاتی تھی لیکن فقہاء کرام نے اس کا تذکرہ فرمایا ہے اور عزل کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے اس کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اے

مقصد کے لحاظ سے گو عزل اور اسقاط دونوں مشترک ہیں لیکن سبب کے اعتبار سے دونوں مختلف ہیں۔ عزل میں اولاد سے اعراض سبب بعید کے درجے میں ہے اور اسقاط میں اولاد سے اعراض سبب قوی اور قریب کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ بہر حال اسقاط عزل کے مقابلے میں اشد ہے اس لیے اس کے احکام بھی اشد ہیں۔ ۲

## اسقاط حمل کی صورتیں۔۔ فقہاء کی آراء کی روشنی میں

فقہاء نے اسقاط حمل کی دو صورتیں بیان کی ہیں اور ہر ایک کا الگ حکم بیان کیا ہے یہ دو صورتیں درج ذیل ہیں۔

(الف) حمل میں جان پڑ جانے کے بعد اسقاط (نفخ روح کے بعد اسقاط)

(ب) حمل میں جان پڑنے سے قبل اسقاط (نفخ روح سے قبل اسقاط)

اسقاط حمل کی ایک صورت یہ ہے کہ حمل میں جان پیدا ہو چکی ہے۔ حمل میں چار ماہ کے بعد ۱۲۰ دن بعد روح پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

قال ان احد کم یجمع خلقه فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقه مثل

ذالک ثم یکون مضغة مثل ذالک ثم یرسل اللہ الیہ الملك فینفخ فیہ

الروح. ۳

”آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تم میں سے ہر آدمی کا مادہ تخلیق ماں کے رحم میں چالیس دن

تک نطفہ کی شکل شکل میں ہوتا ہے پھر اسی طرح چالیس دن تک خون کی پھٹکی کی شکل

میں ہوتا ہے پھر اسی طرح چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں ہوتا ہے پھر

اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے۔“



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ استقرار حمل کے چار ماہ یعنی ۱۲۰ دن بعد روح پیدا ہوتی ہے غالباً الجنین کے جدید ماہرین بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ روح پیدا ہونے کے بعد اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے۔  
 احمد علیش مالکی فرماتے ہیں:

والتسبب فی اسقاطه بعد نفخ الروح فیہ محرم اجماعاً وهو من قتل نفس۔ ۷۴  
 ”روح پھونکنے کے بعد اسقاط حمل کی حرمت پر اجماع ہے اور قتل نفس کے مترادف ہے۔“  
 مزید امام غزالی رحمہ اللہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں کہ:

فان صارت مضغة و علقة كانت الجنایة افحش وان نفخ فیہ الروح واستوت الخلقة

ازدادت الجنایة تفاحشا و منتهی التفاحش فی الجنایة بعد الانفصال حیا۔ ۷۵  
 ”گو اگر وہ خون کی پھٹکی اور گوشت کا لوتھڑا بن جائے تو یہ جرم اور بھی گھناؤنا ہوگا اور اگر اس میں روح پھونک دی جائے اور بناوٹ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو جائے تو اس جرم کا گھناؤنا پن اور بھی بڑھ جائے گا اس جرم کے گھناؤنے پن کی آخری انتہا یہ ہے کہ حمل کا اسقاط اس حال میں ہو کہ بچہ زندہ اور صحیح سلامت ہو۔“

## نفخ روح سے قبل اسقاط

نفخ روح سے پہلے اسقاط حمل کے متعلق بعض فقہاء کی عبارتوں سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو مطلقاً جائز اور درست سمجھتے ہیں اس طرح کی تحریریں احناف، شوافع اور حنابلہ کے ہاں موجود ہیں البتہ مالکیہ اور شوافع میں امام غزالی رحمہ اللہ نے نفخ روح سے پہلے بھی اسقاط حمل کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ ۷۶  
 حقیقت یہ ہے کہ احناف، شوافع اور حنابلہ کے ہاں یہ جواز اس صورت میں ہے جب کوئی عذر درپیش ہو بلا عذر اسقاط ممنوع اور گناہ کا باعث ہے۔ ۷۷  
 علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لا یخفی انها تائم اثم القتل لو استبان خلقه بفعلها۔ ۷۸

”یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اس کی تخلیق ظاہر ہو جائے اور عورت کی کسی فعل کی وجہ سے اس کی موت ہو تو اس کو قتل کا گناہ ہوگا۔ اعضاء کے ظہور سے پہلے اور استقرار حمل کے بعد بھی اسقاط جائز نہیں۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## اسقاط حمل کا حکم

کس قسم کے اعذار میں اسقاط حمل کی اجازت ہے اس کا اندازہ کتب فقہ کی ان جزئیات سے ہوتا ہے کہ جیسے ایک شیرخوار بچہ ماں کے گود میں ہو اور باپ میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوا سکے، تو اس ہونے والے نومولود بچہ کی غذائی ضرورت کے تحت حمل ساقط کرایا جاسکتا ہے تاکہ دودھ بند نہ ہو، جیسا کہ امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

المرضعة اذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها وليس لابی الصغير ما يستأجره الظئر ويخاف هلاك الولد قالوا يباح لها أن تعالج في استئزال الدم مادام الحمل نطفة أو مضغة لم يخلق له عضو وقد رواتلك المدة بمائة و عشرين يوما وانما أباحوا لها افساد الحمل باستئزال الدم لانه ليس بآدمي فيباح لصيانة الآدمي۔ ۹۷

”دودھ پلانے والی عورت کو جب حمل قرار پا جائے اور اس کا دودھ خشک ہو جائے، اور بچہ کا باپ دایہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے، بچہ کی ہلاکت کا خوف ہے تو فقہاء کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں اسقاط حمل جائز ہے، جب تک کہ حمل نطفہ بستہ خون اور لوٹھڑے کی شکل میں ہو اور کوئی عضو نہ بنا ہو، اس کی مدت چار مہینے متعین کی گئی ہے۔ عورت کے لیے ایسی صورت میں اسقاط حمل جائز ہوگا، اس لیے کہ اس مدت میں حمل انسان کے حکم میں نہیں ہے۔“

لہذا ظاہر ہے کہ کسی بچے کا موروثی طور پر کسی (یقینی باصول اطباء) متعدی یا مہلک مرض کے ساتھ پیدا ہونا دودھ نہ پلوانے کے سبب سے شدید تر عذر ہے۔ اس لیے ۱۲۰ دنوں سے کم کا حمل ساقط کرائے جانے کا گنجائش ہے اور کسی ناگزیر عذر اور غیر معمولی مجبوری کے تحت ایسے حمل کا اسقاط کیا جاسکتا ہے۔

مزید اعذار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

یہ اعذار دو طرح کے ہو سکتے ہیں ایک وہ جن کا تعلق خود جنین سے ہو مثلاً اس میں خلقی نقص جسمانی اعتبار سے عدم اعتدال یا خطرناک موروثی امراض کا وجود، ان اعذار کی بناء پر اسقاط کی اجازت دی جاسکتی ہے اس لیے فقہاء نے استنبات خلق سے پہلے بعض شرائط کے ساتھ اس مقصد کے لیے بھی اسقاط کی اجازت دی ہے کہ زیر پرورش بچے کی رضاعت متاثر نہ ہو اور زیر بحث صورت میں خود پیدا ہونے والے بچہ کو پیدائش کے بعد جس ضرر کا قوی اندیشہ ہے وہ اپنی نوعیت کی اعتبار سے رضاعت والے ضرر سے بڑھ کر ہے اس لیے ان صورتوں میں بدرجہ اولیٰ اسقاط جائز ہونا چاہیے نفخ روح کے بعد کی حالت پر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اس کو قیاس نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ کسی موجودہ شے کو فنا کر دینا اور کسی غیر موجود میں نہ آنے دینا، ان دونوں میں جیسا واضح ہے بڑا فرق ہے۔

دوسرے قسم کے اعذار وہ ہیں جن کا تعلق ”ماں“ سے ہو مثلاً ماں کی جان کو خطرہ ہو، دماغی توازن متاثر ہونے کا اندیشہ ہو، جسمانی یا دماغی طور پر معذور ہونے کی وجہ سے بچہ کی پرورش کرنے کی اہل نہ ہو اور دوسرے رشتہ دار بھی نہ ہوں جن سے توقع ہو کہ وہ اس بچہ کی پرورش کریں گے، زنا بالجبر سے حاملہ ہو گئی ہو ان تمام صورتوں میں نفخ روح سے پہلے اسقاط جائز ہوگا کیونکہ فقہاء نے اس سے کمتر قسم کے اعذار پر بھی اسقاط کی اجازت دی ہے البتہ اگر ماں باپ یوں ہی اولاد نہ چاہیں اور اس غرض کے لیے اسقاط کرائیں یا ماں کی عام صحت پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہو لیکن کسی غیر معمولی مرض کا امکان نہ ہو تو ایسی صورتوں میں نفخ روح سے قبل بھی اسقاط حمل درست نظر نہیں آتا۔ ۵۰

جن طبی ضروریات کی وجہ سے مانع حمل تدابیر کرنا جائز ہے انھیں ضروریات کی وجہ سے اسقاط حمل بھی جائز ہے بشرطیکہ حمل میں ابھی روح نہ آئی ہو اس کے لیے اگرچہ فقہ میں ۱۲ ہفتے یعنی چار مہینے مقرر کیے ہوئے ہیں لیکن اگر اس سے قبل بھی روح آجائے تو پھر بھی اسقاط حمل حرام ہے جب تک روح نہ آئی ہو اس وقت تک طبی ضرورت اور مجبوری کی بناء پر نطفہ کو ضائع کرنا یعنی حمل گرانا جائز ہے۔ دلائل وہی ہیں جو عزل کے جواز کے لیے بیان ہوئے ہیں اس لیے کہ حمل گرانا بھی منع حمل کے حکم میں ہے بعض فقہاء اگرچہ اسقاط حمل کو مطلقاً ممنوع سمجھتے ہیں اور صرف عزل کو جائز کہتے ہیں جمہور کی رائے ہے کہ ضرورت و اضطرار کی حالت میں اگر حمل کے باقی رکھنے میں عورت کی جان کے خطرے کا پورا یقین ہو تو ایسی صورت میں ”اخف الضررین“ کے قاعدہ سے حمل کا اسقاط جائز ہے یہاں پر حمل کا اسقاط اور اس کی جان کا ضیاع عورت کی جان کے مقابلے میں اخف ہے اس لیے اس کی اجازت ہوگی۔ ۵۱

اور اسی طرح اگر جو عورت کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو، اگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس کا مرض طبی لحاظ سے بچے کی طرف منتقل ہونے کا پورا اندیشہ ہے جدید طبی تحقیق کی روشنی میں کہا گیا ہے کہ:

as more women in their reproductive years are infected the numbers of babies acquiring HIV vertically will increase. European studies suggest that 14% of babies born to HIV-infected women are likely to be infected although rates of up to 40% have been reported from Africa and USA. Transmission can occur in utero, during childbirth or via breast milk. ۵۲

ترجمہ: اگر ماں کے اندر یہ جراثیم موجود ہو تو یہ بچوں میں بھی پھیلتا ہے۔ ایک یورپین

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

رپورٹ کے مطابق ۱۴ فیصد بچے پیدائش ایڈز زدہ ہوتے ہیں، جبکہ کئی ممالک جیسے افریقہ اور امریکہ میں مرض ۴۰ فیصد تک جا پہنچتا ہے۔ جو کہ ماں کے رحم سے اور ماں کے دودھ کے ذریعے بچوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

ایسی عورت بچے تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اس وقت اسقاط حمل کر سکتی ہے جبکہ بچے میں روح پیدا نہ ہوئی ہو۔ اب جبکہ حمل کے دو مرحلے ہیں، پہلا مرحلہ ۱۲۰ دنوں سے پہلے کا مرحلہ ہے جب کہ روح پیدا نہیں ہوئی ہے، اور دوسرا ۱۲۰ دنوں کے بعد کا مرحلہ جب کہ روح پیدا ہو چکی ہے تو گوبچہ کے متعدی و مہلک مرض سے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو، پھر بھی اسقاط حمل جائز نہیں، اس لیے کہ جب حمل میں زندگی پیدا ہوگئی تو ایک زندہ نفس اور اس کے درمیان اس کے سوا اور کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا کہ ایک پردہ رحم کے غلاف میں ہے اور دوسرا اس دنیائے آب و گل میں آچکا ہے، اس لیے قتل کسی زندہ وجود کو زندگی سے محروم کر دینے کا نام ہے یہ جرم اگر بطن مادر میں ہو تو بھی قتل ہے اور تلوار و لٹھی کا سہارا لیا جائے تو بھی قتل ہے۔ لائق تلو اولاد کم ۸۳ کے مخاطب اگر بچوں کو زندہ درگور کر دینے والے ہو سکتے ہیں تو آخر وہ لوگ کیوں کر دامن کش ہو سکتے ہیں جو رحم مادر میں پلنے والے بچوں کو زندگی کی نعمت سے محروم کر دیں۔ اس لیے نفخ روح کے بعد اسقاط کے حرام ہونے پر فقہاء کا اجماع و اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اسقاط الحمل حرام باجماع المسلمین وهو من الوأد الذی قال تعالیٰ فیہ واذالموؤدة

سئلت بأی ذنب قتلت۔ ۸۴

اسقاط حمل بالا جماع حرام ہے اور وہ اسی نفس کشی میں داخل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”قیامت کے دن زندہ دفن کر دی جانے والی معصوم بچیوں سے سوال کیا جائے گا کہ آخر تمہیں کس جرم میں قتل کر دیا گیا۔“

بہر حال روح پیدا ہونے سے پہلے عذر کی بناء پر اسقاط حمل کی گنجائش ہے اور اگر اس میں روح پھونک دی جائے اور بناوٹ بھی بالکل ٹھیک ٹھاک ہو تو ان حالات میں اسقاط حمل ایک جرم ہے اور بالا جماع حرام بھی۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## جدید نظام تولید کی شرعی حیثیت

دنیا میں پیدائش اور آبادی کا ذریعہ صرف عورتیں ہی ہیں ہر گھر میں ہر خاندان میں یہ زبردست خواہش ہوتی ہے کہ بچوں کی پیدائش ہو اور خاندان اور قوم بڑھے۔ بدقسمت ہیں وہ عورتیں اور وہ خاندان جن میں بچوں کی پیدائش رک جاتی ہے۔ تمام دنیا کی قوموں خصوصاً ہندوستان میں ایک بانجھ عورت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ بانجھ عورتیں منحوس سمجھی جاتی ہیں اور شادی تقریب میں ان کی موجودگی نحوست خیال کی جاتی ہے۔ جس طرح بنجر زمین دنیا میں کسی کام نہیں آسکتی اور کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتی چاہے اس میں کتنا ہی عمدہ بیج کیوں نہ ڈالا جائے اور بیجا کیوں نہ جائے اس کے لیے خطے ہمیشہ سنسان رہتے ہیں اور ان کی طرف کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ٹھیک اسی طرح سے جانوروں اور انسانوں میں پیدائش کا نہ ہونا بھی سنسان اور بیابان جگہ سے کسی حالت میں کم نہیں ہے بچے نہ دینے والے جانوروں کو پالائیں جاتا اور ان کی طرف سے بالکل لا پرواہی ہو جاتی ہے اسی طرح سے بانجھ عورتوں سے دنیا کے تمام عیش و آرام عنقا ہو جاتے ہیں خود بانجھ عورت کے دل میں دنیا سے وابستگی نہیں رہتی اور وہ زندگی سے ہمیشہ موت کو ترجیح دیتی ہے۔

لیکن ایسا نہیں کہ اس مسئلے کے حل کے لیے کسی دور میں کوئی کوشش نہیں کی گئی لیکن کامیابی کم اور ناکامی کا سامنا زیادہ رہا، اب چونکہ سائنس نے ترقی کر لی ہے اور طبی تحقیقات کے ذریعے جو طریقہ علاج متعارف کیے ہیں، ان میں بالخصوص ٹیسٹ ٹیوب سے تولید اور کلوننگ ہیں۔ جس کے سبب اولاد سے محروم لوگوں کے لیے اجڑی گود اولاد کی نعمت سے فیض یاب تو ہو سکے گی لیکن اس ضمن میں فقہی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اس کی قباحتوں اور مفاسد پر بھی نظر رکھنی ہوگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ اگر اس کی کوئی صورت مباح ہو سکتی ہے تو خواہ مخواہ اس پر حرمت کا حکم لگانے سے گریز کیا جائے اور پھر اگر کوئی صورت جائز ہو سکتی ہو تو اس سے متعلق فقہی احکام و اثرات کیا ہوں گے اس بارے میں خواتین کو معلومات فراہم کی جائیں تاکہ وہ انجانے میں کسی گناہ کی مرتکب نہ ہو جائیں اور عصر حاضر کی اس سہولت سے بآسانی فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اس کمی کو دور کرنے میں کامیاب ہو سکیں گی۔

## ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے اولاد کی پیدائش کا شرعی حکم

”ٹیسٹ ٹیوب“ کی مدد اولاد افراد کے لیے دراصل ایک ذریعہ علاج ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ فقہاء نے انسانی مسائل کو تین خانوں۔ ضرورت، حاجت اور تحسین میں تقسیم کیا ہے اور ممنوعات کو صرف اس وقت جائز رکھا ہے جب کہ ضرورت یا حاجت اس کی اجازت کا تقاضہ کرے، لیکن فقہی جزئیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج معالجہ کے باب میں فقہاء نے ایک گونہ زیادہ وسعت سے کام لیا ہے اور یسر و سہولت کو راہ دی ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جہاں تک ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے تولید کا عمل ہے تو بنیادی طور پر ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے تولید کی دو شکلیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اجنبی مرد و عورت کے مادہ کا اختلاط۔

۲۔ میاں اور بیوی کے مادہ کا اختلاط۔

لیکن ان دونوں شکلوں کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا اور کس حد تک اسلامی تعلیمات میں ان کے استعمال کی گنجائش و اجازت فرمائی گئی ہے اسے جاننا بے حد ضروری امر ہے۔

### اجنبی مرد و عورت کے مادہ کا اختلاط

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے اس عمل کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ اجنبی مرد و عورت کے مادہ منویہ اور بیضۃ المنی کو باہم خلط کر کے تولید عمل میں آئے۔

۲۔ چاہے یہ دو اجنبی مادے کسی ٹیوب میں خلط کیے جائیں یا خود اس عورت کے رحم میں یا کسی اور عورت کے رحم میں یا خود اس مرد کی قانونی اور شرعی بیوی کے رحم میں۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں کو بہر حال ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ اس کی وجہ سے نسب میں اختلاط ہوتا ہے اور زنا کی ممانعت کی اصل وجہ یہی اختلاط نسب ہے۔ اس سلسلہ میں صریح نصوص موجود ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا:

لا یحل لامریء یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماء ہ زرع غیرہ۔ ۵۵

”خدا و آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لیے روا نہیں کہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی سیراب کرے۔“

اس اختلاط نسب سے حفاظت کے لیے ایک مرد کی زوجیت سے نکلنے کے بعد دوسرے مرد کی زوجیت میں جانے کے لیے ”عدت“ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

منہا معرفة براءة رحمہا من ماء ہ لئلا تختلط الانساب فان النسب أحدا یتشاح

بہ ویطلبہ العقلاء وهو من خواص نوع الانسان و مما امتاز بہ من سائر الحيوان۔ ۵۶

”عدت کی مصلحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ذریعے عورت کے رحم کا شوہر سابق

کے مادہ سے خالی ہونا معلوم ہوتا ہے، تاکہ نسب میں اختلاط نہ ہو، اس لیے کہ نسب وہ

چیز ہے جس کی خواہش کی جاتی ہے اور عقلاء جس کے طلب گار ہوتے ہیں، جو انسانی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

خصوصیت ہے اور جس کے ذریعہ انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے۔“  
 اجنبی مرد و عورت کے مادہ کے اختلاط کی مزید وضاحت بیان کرتے ہوئے خالد سیف اللہ کچھ یوں رقمطراز ہیں  
 کہ:

”اجنبی مرد و عورت کے مادے کے اختلاط کی تمام صورتیں گناہ ہیں اور حکم کے اعتبار سے ”زنا“ ہیں،  
 لہذا چونکہ حدود (شریعت کی مقرر سزائیں) معمولی شبہات کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہیں اور یہاں  
 بھی یہ شبہ موجود ہے، اس لیے کہ زنا دو اجنبیوں کے درمیان ایک جسمانی فعل، یعنی مباشرت کا نام ہے  
 اور ان صورتوں میں یہ فعل اپنی ظاہری شکل کے ساتھ موجود نہیں۔ دوسرے زنا میں دو اجنبی مرد و عورت  
 ایک دوسرے کے جسم سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں، جب کہ اس مصنوعی عمل کے ذریعہ اس طرح کی  
 لذت حاصل نہیں کی جاسکتی، اس لیے اس عمل کی وجہ سے زنا کی مقررہ شرعی سزا (حد) نافذ نہیں کی  
 جائے گی۔ البتہ چونکہ یہ عمل اپنی روح اور نتائج کے لحاظ سے اسی قدر مضر ہے، جس قدر خود فعل زنا،  
 اس لیے قاضی اس پر تعزیر اور سزائش کرے گا۔“ ۵۷

بعض یورپی ممالک میں جدید نظام تولید کے لیے اجنبیہ خواتین کے ارحام کو بطور اجارہ لیتے ہیں۔ یعنی میاں بیوی  
 کے نطفوں کے اختلاط کے بعد جب اس کی نشوونما کا مرحلہ آتا ہے تو بجائے بیوی کے رحم میں رکھنے کے کسی اجنبی عورت کو  
 معاوضہ دے کر نشوونما کے لیے اس کے رحم کو استعمال کیا جاتا ہے جبکہ شرعاً یہ درست نہیں جس کی مزید وضاحت مولانا محمد ازیہر  
 بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”اس طریقہ سے ہونے والا بچہ اصحاب نطفہ سے منسوب ہوگا مگر اس ثبوت سے کسی اجنبیہ کے رحم کو  
 بطور اجارہ جائز نہیں ہوتا۔ بلکہ شریعت مقدسہ میں اس قسم کی اشیاء صرف اپنے خاوند کے استعمال کے  
 لیے جائز ہیں دوسروں کے لیے ان کا استعمال کسی صورت میں جائز نہیں۔“ ۵۸

### میاں اور بیوی کے مادہ کا اختلاط

اول تو صاحب اولاد ہونے کا جذبہ ایک غیر معمولی جذبہ ہوتا ہے بالخصوص عورتوں کے معاملے میں ولادت سے  
 محرومی اکثر اوقات عورت کے مختلف نسوانی، دماغی، قلبی اور جسمانی امراض کا شکار بنا دیتی ہے، بسا اوقات یہ چیز زوجین کے  
 درمیان سخت کشیدگی کا باعث بھی بن جاتی ہے اور بعض اوقات عفت و عصمت پر بھی بن آتی ہے، اس لیے یہ فقہی اصطلاح  
 کے مطابق ہر عورت کے لیے ممکن ہے ضرورت نہ ہو، لیکن بعض خواتین کے لیے ”حاجت“ کا درجہ اختیار کر لیتی ہے، جس کو  
 بعض مواقع سے ”ضرورت“ ہی کے حکم میں رکھا جاتا ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جہاں تک اس طریقہ علاج کی دوسری صورت کا تعلق ہے تو اس میں خود شوہر بیوی کے مادہ حیات کو خلط کر کے تولید عمل میں آئے، اس کی بھی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

- ۱۔ شوہر کا مادہ انجکشن وغیرہ کے ذریعہ عورت کے رحم تک پہنچا دیا جائے۔
  - ۲۔ شوہر بیوی کے مادے حاصل کیے جائیں اور کسی ٹیوب میں مخصوص مدت تک ان کی پرورش کی جائے، پھر اسی عورت کے رحم میں اس کو منتقل کر دیا جائے۔
  - ۳۔ شوہر اور اس کی بیوی کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس آمیزے کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے، اس لیے کہ اس کی پہلی بیوی زچگی کی متحمل نہ ہو یا طبی اسباب کی بنا پر تولید کی اہل نہ ہو۔
- در اصل ان صورتوں میں شوہر اور بیوی دونوں کے لیے بے ستری کی ممکنات پائی جاتی ہیں، اس لیے اس دوران سوائے شدید مجبوری کے بے ستری سے گریز کیا جائے اور ویسے بھی شریعت نے علاج کے باب جن میں بالخصوص ان امور میں نرم روی کی گنجائش رکھی ہے، ہاں لیکن بہتر یہ ہے کہ ان طریقوں سے اجتناب ہی برتا جائے۔
- ان معاملے کی صورت کے بارے میں عالمگیری میں کچھ اس طرح سے ہے کہ:

”اس مولود کا باپ وہی ہوگا جس کا مادہ تھا۔ ثبوت نسب کے لیے شوہر کے نطفہ سے بیوی کا حاملہ ہو جانا

کافی ہے، جسمانی طور پر مباشرت ضروری نہیں۔“ ۵۹

اور جہاں تک ماں کا تعلق ہے تو جس عورت کا ”بیضۃ المنی“ ہے۔ اگر اسی کے رحم میں اس کی پرورش بھی ہوئی ہے تو وہی اس کی ماں شمار ہوگی، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ایک عورت کا بیضۃ المنی اس کی سوکن کے رحم میں ڈالا گیا اور اس طرح تولید عمل میں آئی تو بچہ کی ماں کون سمجھی جائے گی؟..... اس بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ ماں وہ ہوگی جس سے ”بیضۃ المنی“ حاصل کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ماں وہ ہوگی جس کے رحم میں پرورش ہوئی اور جس نے جنا ہے، حقیقت یہ ہے کہ دلائل اور حکمت شرعی پر نظر کی جائے تو یہ دونوں ہی رائیں اپنی اپنی جگہ معقول ہیں، جس عورت سے ”بیضۃ المنی“ حاصل کیا گیا ہے، وہ اس لیے کہ اب بچہ کی حیثیت اس کے جزو کی ہوگی اور نسب اور اس کی حرمت کی بنا اصل میں اسی رشتہ جزئیت پر ہے۔ صاحب مذکورہ عورت کا ”بیضۃ المنی“ چونکہ اس کی تکوین کے لیے اصل اور اساس بنتا ہے، تو ضرور ہے کہ اس کو ماں قرار پانا چاہیے۔ پھر رشتہ رضاعت سے بھی اس رائے کو تقویت پہنچتی ہے، حرمت رضاعت کے ثبوت کے لیے ضروری نہیں کہ بچہ ماں کے تھن سے ہی دودھ پئے، کسی اور ذریعہ سے دودھ پلا دیا جائے تو یہ بھی رشتہ رضاعت کے لیے کافی متصور ہوتا ہے، اسی طرح کسی اور طریق سے عورت کا ”بیضۃ المنی“ مولود کی تکوین میں اپنا کردار ادا کرے تو اس کو رشتہ مادی کے ثبوت کے لیے کافی تسلیم کیا جانا چاہیے۔

جن لوگوں نے اس عورت کو ماں رکھا ہے، جو رحمت ولادت برداشت کرے اور جس کے رحم میں بچہ پرورش پائے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ان کے لیے سب سے بڑی شہادت قرآن مجید کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ماں کو ”والدہ“ (بچہ جننے والی) کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے، پھر رحم میں بچہ اسی عورت کا جزو قرار پاتا ہے۔ ۹۰ اس لیے حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ خاصا دلچسپ اور قابل فکر ہے۔ لہذا اس سلسلے میں فقہاء کے یہاں بعض ایسی نظریں بھی موجود ہیں کہ ایک ہی بچہ کا نسب دو مردوں سے ثابت کیا گیا ہے اور دونوں ہی کو اس پر ”ولایت“ کا حق دیا گیا ہے۔ حداد شارح قدوری لکھتے ہیں:

وإذا كانت جارية بين اثنين جاء ت بولد فادعيا حتى ثبت النسب منهما۔ ۹۱  
”ایک باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہو، اس باندی کو ولادت ہو اور دونوں اس کے دعویدار ہوں تو مولود کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا۔“

جبکہ ابن نجیم نے اس کو تھوڑے فرق کے ساتھ یوں لکھا ہے:

والجارية بين اثنين، اذا جاء ت بولد فادعيا يثبت النسب من كل واحد منهما ينفرد كل واحد منهما بالتزويج۔ ۹۲

”دو شخصوں کے درمیان مشترک باندی کو ولادت ہو اور دونوں اس سے ثبوت نسب کا دعویٰ کریں تو مولود کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا نکاح کرنے کی ولایت حاصل ہوگی۔“

پس یہ بات مناسب ہوگی کہ حرمت نکاح وغیرہ میں ان دونوں کو اس مولود کے لیے حقیقی ماں کے حکم میں رکھا جائے؟ اور نفقہ و میراث وغیرہ کے احکام میں اس عورت کو ماں کا حکم دیا جائے جس نے حمل کی مشقت برداشت کی ہے اور مولود کو جنا ہے جیسا کہ ارشاد بانی ہے:

إِنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِلَّا اللَّيْئُ وَلَدَنَّهُمْ ۙ ۹۳

”ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔“

جبکہ مصنوعی تولید کی ان صورتوں کے بارے میں ”مسائل خواتین“ میں کچھ یوں ہے کہ:

۱۔ نطفہ شوہر کا ہو اور کسی ایسی عورت کا بیضہ لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو، پھر یہ لقیچہ اس شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

۲۔ نطفہ شوہر کے سوا کسی اور کا ہو اور بیضہ بیوی کا ہو اور اسی کے رحم میں رکھا جائے۔

۳۔ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر ان کی تلقیم کی جائے اور پھر یہ لقیچہ کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے جیسے مستعار رحم کیا جاتا ہے۔

۴۔ کسی اجنبی شخص کہ نطفہ اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیم کی جائے اور لقیچہ بیوی کے رحم میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

رکھا جائے۔

- ۵۔ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیم کی جائے اور اس کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔
  - ۶۔ نطفہ شوہر کا ہو، بیضہ اس کی بیوی کا ہو، ان کی تلقیم بیرونی طور پر کی جائے اور پھر اس بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔
  - ۷۔ شوہر کا نطفہ لے کر اس کی بیوی کے مہبل یا رحم میں کسی مناسب جگہ پر بطور اندرونی تلقیم رکھا جائے۔
- ان سات صورتوں میں سے پہلی پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں، جن کی کسی حالت میں گنجائش نہیں، کیونکہ اس میں نسب کا اختلاط اور خاندان و نسل کا ضیاع بھی لازم آتا ہے اور اس میں دوسرے شرعی محظورات بھی پائے جاتے ہیں۔
- البتہ چھٹی اور ساتویں صورت میں مجمع نے یہ قرار دیا کہ ضرورت کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ (خاتون) کے لیڈی ڈاکٹر یہ عمل انجام دے اور دیگر تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہوں۔ ۹۴
- لہذا اولاد سے محروم شوہر و بیوی کے لیے اولاد کا حصول ایک فطری جذبہ اور طبعی داعیہ ہے کہ اس کے لیے شوہر کی مرد طبیب (ڈاکٹر) اور عورت طبیبہ (ڈاکٹر) کے سامنے بے ستری گوارا کی جاسکتی ہے۔ اور جیسا کہ بچہ کی ولادت قدرتی عمل کے ذریعے سے ہو جاتی ہے لیکن ضرورت ہو تو شرعی احکامات کی روشنی میں آپریشن کی اجازت ہے، اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ مجبوری کے درجہ میں اس غیر فطری عمل کو برداشت نہ کیا جائے پس بے اولاد زوجین کے لیے اس مصنوعی طریقہ کی دوسری صورت پر اولاد کا حصول درست ہوگا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## حوالہ جات

- ۱۔ الحی، ملا علی قاری المہاجر، مرقاۃ المفاتیح، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۸، ص: ۲۹۵۔
- ۲۔ الشیخ نظام و جماعة من العلماء الهند العلوم، الفتاویٰ عالمگیریہ (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ)، پشاور، نورانی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۵، ص: ۳۶۰۔
- ۳۔ ایضاً، ص: ۴۳۶۔
- ۴۔ التین ۹۵: ۴۔
- ۵۔ القرآن الکریم: مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی (تفسیری حواشی مولانا صلاح الدین یوسف)، مدینہ منورہ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۹۷۹ء، ص: ۳۶۰۔
- ۶۔ النساء، ۴: ۱۱۹۔
- ۷۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۸۱ء، ج: ۲، ص: ۵۴۸، ۵۴۹۔
- ۸۔ الانفطار ۸۲: ۷، ۸۔
- ۹۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، حلال و حرام، کراچی، زمزم پبلشرز، ۲۰۱۳ء، ص: ۲۱۱۔
- ۱۰۔ لدھیانوی، مولانا محمد یوسف، فتاویٰ برائے خواتین، کراچی، مکتبہ لدھیانویہ، ۲۰۰۲ء، ص: ۵۲۳۔
- ۱۱۔ مفتی احسان اللہ شائق، خواتین کے لیے جدید مسائل، کراچی، ادارہ اشاعت، ۲۰۰۷ء، ص: ۸۸، ۸۹۔
- ۱۲۔ شامی، علامہ محمد امین بن عابدین، درالمختار علی الدر المختار، کراچی، ایچ۔ ایم سعید، ۱۹۹۸ء، ج: ۶، ص: ۳۷۳۔
- ۱۳۔ حصکفی، علامہ محمد بن علاء الدین، درالمختار، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء، ج: ۶، ص: ۳۷۳۔
- ۱۴۔ ڈاکٹر ثمرین فرید، خواتین کی صحت، لاہور، دارالشعور، ۲۰۰۸ء، ص: ۹۴، ۹۶۔
- ۱۵۔ گنگوہی، مولانا رشید احمد، تالیفات رشیدیہ (المعروف بالفتاویٰ رشیدیہ)، کراچی، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۷ء، ص: ۶۷۵۔
- ۱۶۔ الشیخ نظام و جماعة من العلماء الهند العلوم، الفتاویٰ العالمگیریہ، (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ)، ج: ۵، ص: ۵۸۳۔
- ۱۷۔ گنگوہی، مولانا رشید احمد، تالیفات رشیدیہ (المعروف بالفتاویٰ رشیدیہ)، ص: ۴۸۳۔
- ۱۸۔ ابوداؤد، سلیمان ابن اشعث البجستانی، السنن، کتاب الطہارۃ، باب السواک من الفطرۃ لاہور، مکتبہ رحمانیہ،



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- س۔ن، رقم الحدیث: ۵۲، ج: ۱، ص: ۱۸۔
- ۱۹۔ شامی، علامہ محمد امین بن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ج: ۶، ص: ۴۶۔
- ۲۰۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، سنت نبوی اور جدید سائنس، لاہور، دارالکتاب، ۱۹۹۸ء، ج: ۴، ص: ۶۰، ۶۱۔
- ۲۱۔ محمد اعجاز مسلم، لباس اور زینت، راولپنڈی، مکتبہ عثمانیہ، ۲۰۰۷ء، ص: ۲۵۹۔
- ۲۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب الموصولۃ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، رقم الحدیث: ۵۹۴۱، ج: ۲، ص: ۴۰۳۔
- ۲۳۔ کاسانی، ملک العلماء امام علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مترجم: ڈاکٹر محمود الحسن عارف، دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور، طبع اول، ۱۹۹۲ء، ج: ۵، ص: ۳۱۳۔
- ۲۴۔ مسلم، ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم فصل المتصلجات و المتغیرات خلق اللہ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، رقم الحدیث: ۵۵۷۳، ج: ۲، ص: ۲۱۲۔
- ۲۵۔ مفتی احسان اللہ شائق، خواتین کے لیے جدید مسائل، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۱۲۔
- ۲۶۔ مفتی ضیاء الرحمن، خواتین کی زیب و زینت کے شرعی احکام اور ان کی سائنسی حکمتیں، کراچی، مکتبہ السعید، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۰۱۔
- ۲۷۔ مفتی محمد شفیع، آلات جدیدہ کا شرعی حکم، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷ء، ص: ۱۹۶۔
- ۲۸۔ ابن قدامہ، ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد بن المقدسی، المغنی، ریاض، دار عالم الکتب، ۱۹۹۷ء، ج: ۸، ص: ۳۸۔
- ۲۹۔ ایضاً۔
- ۳۰۔ سمرقندی، امام ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابی سہیل، تحفۃ الفقہاء، لاہور، مکتبۃ العلم، ۱۹۹۶ء، ج: ۳، ص: ۳۴۳۔
- ۳۱۔ الحنفی، ابن نجیم مصری، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء، ج: ۸، ص: ۲۰۵۔
- ۳۲۔ شامی، علامہ محمد امین بن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ج: ۲، ص: ۲۳۸۔
- ۳۳۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، کراچی، زمزم پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ج: ۵، ص: ۱۰۴۔
- ۳۴۔ ابوالفضل نور احمد، خواتین کا انسائیکلو پیڈیا، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۱۸۔
- ۳۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء، رقم الحدیث: ۵۰۷۳، ج: ۲، ص: ۲۶۵۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۳۶۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، کراچی، قرآن محل، ۱۹۸۴ء، ج: ۲، ص: ۱۲۳۔
- ۳۷۔ مالکی، احمد علیش، فتح العلی الممالک، بیروت، دار الکتب، س۔ ن، ج: ۲، ص: ۲۹۰۔
- ۳۸۔ سنبھلی، برہان الدین، جدید مسائل کا شرعی حل، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۹۵ء، ص: ۲۰۷، ۲۰۸۔
- ۳۹۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۲۰۰۲ء، ج: ۱، ص: ۲۵۰۔
- ۴۰۔ ندوی، مولانا مجیب اللہ، اسلامی فقہ، لاہور، پروگریسو بک، ۲۰۱۲ء، ج: ۱، ص: ۲۲۲۔
- ۴۱۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، اہم فقہی فیصلے، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص: ۶۔
- ۴۲۔ مفتی محمد زید، جدید فقہی مباحث، کراچی، ۲۰۰۳ء، ج: ۱، ص: ۳۲۶، ۳۲۷۔
- ۴۳۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، ج: ۱، ص: ۳۰۲۔
- ۴۴۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الحکم العزل، رقم الحدیث: ۳۵۶۱، ج: ۱، ص: ۵۳۶۔
- ۴۵۔ بیہقی، ابوبکر حمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، کتاب النکاح، باب من قال بعزل من الحرۃ باذنہا، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء، ج: ۷، ص: ۲۳۱۔
- ۴۶۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الحکم العزل، رقم الحدیث: ۳۵۵۴، ج: ۱، ص: ۵۳۶۔
- ۴۷۔ دیوبند، ظفر الدین، جدید فقہی مباحث، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۲ء، ج: ۱، ص: ۳۳۷۔
- ۴۸۔ عثمانی، شبیر احمد، فتح الملہم، شرح صحیح مسلم، کراچی، جامعہ فاروقیہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۳، ص: ۵۱۴۔
- ۴۹۔ سنبھلی، برہان الدین، جدید مسائل کا شرعی حل، ص: ۱۹۷، ۱۹۸۔
- ۵۰۔ الشیخ نظام و جماعۃ من العلماء الہند العلوم، الفتاویٰ عالمگیریہ (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ)، ج: ۵، ص: ۳۵۲۔
- ۵۱۔ مفتی محمد شفیع، ضبط ولادت شرعی و عقلی حیثیت، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷ء، ص: ۱۳۔
- ۵۲۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، ج: ۱، ص: ۱۵۷، ۱۵۸۔
- ۵۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلام اور ضبط ولادت، بہاولپور، دارالمطالعہ، ۱۹۹۵ء، ص: ۱۳۴۔
- ۵۴۔ ایضاً، ص: ۱۱۸۔
- ۵۵۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۹۱ء، ص: ۵۹، ۶۰۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۵۶۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل، ج: ۱، ص: ۲۵۰، ۲۵۱۔
- ۵۷۔ ایضاً، ص: ۲۵۰۔
- ۵۸۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل، ص: ۵۹، ۶۰۔
- ۵۹۔ لدھیانوی، مولانا محمد یوسف، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانوی، ۱۹۸۹ء، ج: ۷، ص: ۳۵۹۔
- ۶۰۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، اہم فقہی فیصلے، ص: ۶، ۷۔
- ۶۱۔ سنبھلی، برہان الدین، جدید مسائل کا شرعی حل، ص: ۱۹۴، ۱۹۵۔
- ۶۲۔ عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۶۰ء، ج: ۹، ص: ۹۷۔
- ۶۳۔ خطیب، ولی الدین محمد بن عبداللہ، حاشیہ الخطیب علی الدفاع علی متن الشجاع، کراچی، قرآن محل، س۔ ن ج: ۴، ص: ۴۰۔
- ۶۴۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، ج: ۱، ص: ۱۵۷، ۱۵۸۔
- ۶۵۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل، ج: ۱، ص: ۲۵۰، ۲۵۱۔
- ۶۶۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، اہم فقہی فیصلے، ص: ۶۔
- ۶۷۔ محمد زید، جدید فقہی مباحث، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۱ء، ج: ۱، ص: ۳۵۶۔
- ۶۸۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام، اہم فقہی فیصلے، ص: ۶۔
- ۶۹۔ ایضاً، ص: ۶، ۷۔
- ۷۰۔ نذیری، جمیل احمد، فقہی مباحث، کراچی، ایچ ایم سعید، ۱۹۹۸ء، ج: ۱، ص: ۳۲۰۔
- ۷۱۔ محمد زید، جدید فقہی مباحث، ج: ۱، ص: ۳۵۹۔
- ۷۲۔ ایضاً۔
- ۷۳۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب کیفیۃ خلق الادمی، رقم الحدیث: ۶۱۹۳، ج: ۲، ص: ۳۳۲۔
- ۷۴۔ مالکی، احمد علیش، فتح العلی الممالک، ج: ۱، ص: ۳۹۹۔
- ۷۵۔ غزالی، محمد بن محمد ابی حامد، احیاء العلوم الدین، مصر، مطبع مصطفی البابی الحلبي، ۱۹۳۹ء، ج: ۲، ص: ۵۱۔
- ۷۶۔ وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۸ء، ج: ۳، ص: ۵۵۷، ۵۵۸۔
- ۷۷۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مباحث، ج: ۱، ص: ۳۰۸۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۷۸۔ شامی، علامہ محمد امین بن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ج: ۵، ص: ۵۱۹۔
- ۷۹۔ الاوزجندی، امام فخر الدین ابی الحسن بن منصور، الفتاویٰ قاضی خان، کوئٹہ، مکتبہ حنفیہ، س۔ ن، ۱۴۰۳ھ، ص: ۴۱۰۔
- ۸۰۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، جدید فقہی مباحث، ج: ۱، ص: ۳۱۱۔
- ۸۱۔ محمد زید، ضبط تولید، جدید فقہی مباحث، ج: ۱، ص: ۳۵۹، ۳۶۰۔
- ۸۲۔ Prveen Kumar/Micheal Clark, Clinical Medicine, Bailliere Tindall  
 24-28 Oval Road, London, Third Edition, Page:96-97.
- ۸۳۔ انعام ۱۵۱:۶ / بنی اسرائیل ۳۱:۱۷۔
- ۸۴۔ ابن تیمیہ، شیخ الاسلام احمد، مجموع الفتاویٰ (فتاویٰ ابن تیمیہ)، مطابع دار العربیہ، لبنان، ۱۳۹۸ھ، ج: ۴، ص: ۲۱۷۔
- ۸۵۔ ابوداؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب النکاح، باب طی السبایا، رقم الحدیث: ۲۱۵۸، ج: ۱، ص: ۳۱۰۔
- ۸۶۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج: ۲، ص: ۱۳۔
- ۸۷۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، ج: ۵، ص: ۹۹۔
- ۸۸۔ مولانا محمد ازہر، جدید مسائل خواتین، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۴۳۶ھ، ص: ۳۴۳۔
- ۸۹۔ الشیخ نظام و جماعة من العلماء الهند العلوم، الفتاویٰ عالمگیریہ (المعروف بالفتاویٰ الہندیہ)، ج: ۳، ص: ۳۴۳۔
- ۹۰۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، ج: ۵، ص: ۱۰۵۔
- ۹۱۔ قدوری، مولانا حاد شارح، الجواہرۃ النیرۃ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، س۔ ن، ج: ۲، ص: ۶۔
- ۹۲۔ الخشی، ابن نجیم مصری، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: ۳، ص: ۱۱۹۔
- ۹۳۔ المجادلہ ۲: ۵۸۔
- ۹۴۔ مولانا محمد ازہر، جدید مسائل خواتین، ص: ۳۳۶۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاونِ تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## باب پنجم

### علاج معالجہ سے متعلق طبی واخلاقیاتی پہلو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## صحت کی اہمیت

اللہ جل جلالہ کی عظیم ترین نعمت صحت کی نعمت ہے۔ مشاہدے کی بات یہ ہے کہ اگر انسان صحت مند ہے تو وہ معاشرتی زندگی کے معمولات اور عبادت الہی میں پورے نشاط اور استمرار کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور اگر صحت کی یہ نعمت میسر نہ ہو تو پھر جتنا بھی دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرے یا روزمرہ کے فرائض انجام دینا چاہے اُس کو نشاط اور استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے متعدد شریعت میں صحت کی نعمت کی بہت اہمیت بیان فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس

الصحة و الفراغ۔

”حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ

دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ ناقدری کرتے ہیں:

① صحت ② فراغت۔“

## صحت کا میدان حشر میں سوال

صحت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک خاص اور اہم نعمت ہے۔ ہمیں اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی فرمایا دیا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ ناقدری کرتے ہیں اُس میں ایک صحت کی ناقدری کا ذکر بھی فرمایا جبکہ ہمیں اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ صحت ہے تو سب کچھ ہے اور اسی طرح فرماتے ہیں کہ: صحت کا میدان حشر میں بھی سوال ہوگا جس کی وضاحت اس حدیث مبارکہ میں کچھ یوں فرماتے ہیں کہ:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول عن قال رسول اللہ ﷺ: اول ما یسال عنه یوم القیامۃ یعنی

العبد من النعم ان یقال له: الم نصح لک جسمک ونروک من الماء البارد۔ ۲

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ پہلے جس چیز کا سوال ہوگا

بندے سے قیامت کے دن یہ ہے کہ اس سے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرا بند درست

نہ رکھا؟ اور کیا تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہ کیا تھا؟“

اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی صحت کا خیال رکھے کیونکہ انسان کا وجود اور اس کی حیات خود اس کے لیے ایک امانت خداوندی ہے اس کی حفاظت صرف اس لیے ضروری نہیں کہ انسان فطرت اس کا تقاضا کرتی ہے بلکہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے انحراف خدا کی ایک امانت کے ساتھ خیانت اور حق تلفی ہے۔ اور جس کے بارے میں میدان حشر میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بھی پوچھا جائے گا۔

## صحت کا اثر انسانی اخلاق پر

انسانی اخلاق پر صحت بہت اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ اچھی صحت انسان کو دوسروں کی خدمت، عبادات اور روزمرہ کے تمام کاموں میں مؤثر کردار سرانجام دینے پر مجبور کرتی ہے اور خوشگوار زندگی کے مواقع فراہم کرتی ہے اور اگر صحت نہ ہو تو مایوسی، گھبراہٹ، چڑچڑاپن، ناامیدی اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت عموماً عام پایا جاتا ہے، بسبب جس کے انسان بے بس و مجبور ہو جاتا ہے اس لیے صحت کے ضمن میں لا پرواہی نہ برتی جائے کیونکہ بوجہ صحت ہی انسان دوسروں کے کام آسکتا ہے ورنہ محتاجی کی صورت میں وہ دوسروں پر بوجہ بن جاتا ہے۔ اور دل کی خوشگواہی سے بھی ناامید ہو جاتا ہے۔ جبکہ دل کا خوشگوار ہونا بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عبد اللہ ابن خبیب عن ابیہ عن امہ قال کنا فی مجلس ف جاء النبی ﷺ علی راسہ اثر ماء فقال له بعضنا نراک الیوم طیب النفس فقال اجل والحمد لله ثمہ افاض القوم فی ذکر الغنی لا بأس بالغنی لمن اتقی ، والصحة لمن اتقی خیر من الغنی و طیب النفس من النعیم۔ ۳

”عبد اللہ بن خبیب نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ ہم ایک مجلس میں تھے اتنے میں آنحضرت ﷺ آئے آپ کے سر پر پانی کا نشان تھا ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم آپ کو آج کے دن خوش پاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں الحمد للہ پھر لوگوں نے مالدار کی کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: مالدار اگر تقوے کے ساتھ ہو تو کچھ قباحات نہیں ہے اور صحت بہتر ہے متقی کے لیے مالدار سے اور دل کا خوش رہنا یہ بھی ایک نعمت ہے۔“

انسان اللہ جل شانہ کی ہر نعمت کا محتاج ہے خاص کر کے صحت اور تندرستی کا محتاج تو بہت زیادہ ہے۔ اور اگر کسی کو صحت و تندرستی کی نعمت حاصل ہے تو سب کچھ ہے اور اگر صحت و تندرستی نہیں ہیں تو ساری دنیا کا بھی مالک بن جائے تو اس کی زندگی اجیرن ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## مریضہ کے لیے احکامات

ایک عورت کو معاشرے میں رہ کر کئی کردار ادا کرنے ہوتے ہیں مثلاً ماں، بیٹی، بیوی، بہو اور یہ سب کردار ایک ہی عورت کے ہوتے ہیں۔ جب ایک بیٹی صحت مند اور تندرست ہوگی وہی ایک عمدہ ماں، بہو اور بیوی کا کردار ادا کر سکتی ہے۔ اگر اس عورت کو کوئی مرض لاحق ہو جاتا ہے تو اسے صرف ایک ہی نام دیا جاتا ہے وہ مریضہ ہے۔ اور مریضہ کے لیے ضروری چیز ہے کہ مرض کے لاحق ہوتے ہی سب سے پہلے یہ ہے کہ درست طریقے سے اپنا علاج معالجہ کروائے، بروقت اپنی ادویات کا استعمال کرے۔

## بروقت علاج معالجہ

بیماری میں علاج کروانا سنت نبوی ﷺ ہے اور یہ تو کل کے خلاف نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے خود علاج کروانے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی اپنا علاج کیا اور کروایا ہے۔  
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن اسامة بن شريك قال اتيت عن النبي ﷺ واصحابه كانما على رؤسهم الطير فصلمة ثم من ههنا و ههنا فقالوا يا رسول الله ﷺ اتسداوى؟ فقال تواءوا فان الله تعالى لم يضع داء الا وضع له دواء غير داء واحد الهرم. ۴

”اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اس حال میں کہ آپ کے صحابہ ایسی حالت میں تھے گویا اُن کے سر پر پرندے ہوں میں نے سلام کیا پھر میں بیٹھ گیا، پھر دیہاتی ادھر ادھر سے آئے انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ علاج فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علاج کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں فرمائی مگر اس کے لیے دوا بھی پیدا فرمائی، سوائے ایک بیماری کے اور وہ ہے بڑھاپا۔“

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ علاج کیا کرو اور ہر بیماری کا علاج ہے یہ ان افسردہ و ناامید لوگوں کے لیے ایک امید کی کرن بھی ہے کہ انھیں ناامید نہیں ہونا چاہیے اور ہر وقت علاج معالجہ کی سہولت سے ضرور فیض یاب ہونا چاہیے کیونکہ بیماری بھی دنیا میں ہے اور ان سب کی دوا اللہ تعالیٰ نے اُتاری ہے کوئی مرض لا علاج نہیں ہے۔ ہاں اتنی بات ممکن ہے کہ انسانوں کو اس کی دوا کا علم نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اس لیے طیب جب دوا دیتا ہے اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مریض کے موافق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی شفاء عطا فرما دیتے ہیں اور مریض کے موافق نہ ہو تو پھر شفا نہیں ملتی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا علاج ممکن نہیں ہے یا مطلب یہ ہے کہ بعض امراض دوا کے اثرات قبول نہیں کرتے اور جو دوا کے اثرات قبول کر لیتے ہیں ان کو شفا مل جاتی ہے۔ اس لیے بروقت علاج کروانا بے حد ضروری امر ہے۔ اور ویسے بھی بیماری اور صحت دونوں اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتی ہیں اور صحت کی طرح بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہی ہے۔ چنانچہ بہت سی حکمتوں مصالح کے پیش نظر بیماری کو نظام کائنات کا حصہ بنایا گیا ہے، خود سوچیے.....!!

- ✿ اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قدر کیسے معلوم ہوتی؟
- ✿ اگر بیماری نہ ہوتی تو صبر کرنے کا عظیم ثواب کیسے ملتا؟
- ✿ اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کا شکر کیسے ادا کیا جاتا؟
- ✿ اگر بیماری نہ ہوتی تو بھٹکا ہوا بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب کیونکر ہوتا؟
- ✿ اگر بیماری نہ ہوتی تو بیماری پر ملنے والا عظیم ثواب کیسے ملتا؟

بیماری اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ مومنوں کے لیے بڑی بشارتیں ہیں اور تکالیف و مصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب پر ان کو اجر و ثواب اور درجات عالیہ عطا فرماتا ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

من سلم يصيبه أذى شوكة فما فوقها الا كفر الله بها سياته كما تحط الشجرة

ورقها. ۶

”مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کائنات ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔“

یعنی بیماری میں ہمارے لیے عظیم خوشخبری پوشیدہ ہے کیونکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے، اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يود اهل العافيه يوم القيامة حين يعطى اهل البلاء

الثواب لو ان جلودهم كانت قرصت بالمقاريض. ۷

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جب آزمائش والوں کو ان مصیبتوں کا بدلہ دیا جائے گا تو اہل عافیت تمنا کریں گے کہ کاش ان کی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کتر دی جاتیں تاکہ انھیں بھی اسی طرح اجر ملتا۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو آزماتا ہے، مصیبت، بیماری اور غم کا آنا ایک فطری امر ہے اور اگر ان بیماریوں اور دکھوں کے لیے انسانوں کو آزمایا نہ جاتا تو یہ انسان تکبر اور غرور پر اتر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے بندوں سے غرور و تکبر کا خاتمہ ان بیماریوں کے ذریعے کیا ہے، مومن کے لیے دنیاوی دکھ درد، آخرت میں انعام و اکرام کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ بلکہ طاقتور ایمان والے تو ان بیماریوں اور پریشانیوں کے ذریعے دنیا میں ہی ایمان کی شربنی اور حلاوت حاصل کر لیتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ابی موسیٰ قال سمعت النبی غیر مرة ولا مرتین یقول اذا کان العبد یعمل عملاً صالحاً فشیغلہ عنہ مرض او سفر کتب لہ کصالح ما کان یعمل وهو صحیح

المقیم. ۸

”ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے جب بندہ نیک کام کرتا رہتا ہے پھر کسی (عذر کی) وجہ سے یا سفر کرنے کی وجہ سے وہ اس کام کے کرنے سے رک جاتا ہے تو اس شخص کے لیے اسی قدر ثواب لکھا جاتا ہے جیسے کہ وہ تندرستی اور مقیم ہونے کی حالت میں کرتا تھا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو اگر مشکلات و مصائب میں مبتلا کرتا ہے تو دنیا میں بیماری میں مبتلا کر کے آخرت میں ان کے لیے راحت کا سامان مہیا فرماتا ہے۔ اس لیے مریضہ کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری و شکایت نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیشہ اپنی زبان پر توبہ اور استغفار کے الفاظ جاری رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان اور دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔

اور ویسے بھی انسان کا جسم خدائی امانت ہے اور اس کی حفاظت و بروقت علاج ہماری ذمہ داری ہے اور اسی وجہ سے شریعت مظہرہ نے ترغیب دی ہے کہ بروقت علاج کرایا جائے اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانا چاہیے کیونکہ بیماریوں کا علاج کرنا سنت ہے اور علاج نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ جو روح اسلام کے خلاف ہے۔ ارشاد بانی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ. ۹

”اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔“

مزید فرماتے ہیں کہ:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ. ۱۰

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اپنے ہاتھوں خود کو تباہی کے گڑھے میں نہ ڈالو۔“

یعنی کوئی بھی ایسا عمل جو روح اسلام کے خلاف ہو تو اُس سے اجتناب ایک لازمی امر ہے کیونکہ اُس میں انسان کے لیے صرف تباہی ہے۔ اس لیے مریضہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اگر فرض کی تشخیص ہو چکی ہے تو وہ ادویات کا استعمال وقت پر جاری رکھے اور ساتھ ہی طبیب سے رجوع کرتی رہے تاکہ بیماری پر بروقت قابو پایا جاسکے اور مرض کے بڑھنے کے امکانات بھی کم ہو جائیں۔

بروقت علاج معالجہ کے احکامات اس لیے بھی فرمائے گئے ہیں کہ اگر کوئی خاتون مریضہ ہے تو اُس کی بیماری کی وجہ سے نہ صرف وہ بلکہ اُس کے اہل و عیال کو بھی بروقت تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ گھریلو امور و ذمہ داریاں صحیح طور پر سرانجام نہیں دے پاتی اور ناداری و کمزوری کی وجہ سے عبادات بھی متاثر ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات تو متعدی و سنگین امراض کی وجہ سے ان امراض کی منتقلی کا خدشہ بھی رہتا ہے بسبب جس کہ معاشرے اور خاندان کے متاثر ہونے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ اس لیے اس ضمن میں اپنا اور دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے جلد از جلد علاج کروانا چاہیے۔ کیونکہ اسلام جہاں خود کو تکلیف و ضرر دینے سے منع فرماتا ہے وہیں دوسروں کے ضرر سے بھی منع فرماتا ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ:

عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ملعون من ضار مؤمن او مکروبہ۔ ۱۱

”روایت ہے کہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا آنحضرت ﷺ نے ملعون ہے جو ضرر

پہنچائے کسی مومن کو یا مکر کرے اس کے ساتھ۔“

یعنی کسی بھی شکل میں نہ صرف اپنی ذات کو نقصان سے دوچار کرنا چاہیے اور نہ دوسروں کو جیسے اپنی ذات کو نقصان پہنچانے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً بیمار ہے علاج نہیں کرواتا، دیوار سے سر ٹکراتا، بیماریوں کے اسباب سے احتراز کرے یا ان سے بچاؤ کے ضروری ذرائع اختیار کرنے میں غفلت اور لاپرواہی برتے یا اپنی صحت کا تحفظ نہ کرے وغیرہ۔ مریضہ کے بیمار ہونے کی صورت میں اپنا بروقت علاج معالجہ کروانا ضروری ہے، کیونکہ مریضہ بچوں اور گھر کے افراد کے لیے ایک مضبوط سائے کی مانند ہے، جو بنیادی ضروریات کی فراہمی کے علاوہ بچوں کی تربیت کرتی ہے لیکن اگر خاتون بیمار ہوگی تو خاندان کے افراد کی زندگی متاثر ہوگی۔ لہذا اسلامی اور شرعی نقطہ نگاہ سے مریضہ کو بیماری کے بتانے کا حکم ہے اس کو چھپانا اور بروقت علاج نہ کروانا گناہ ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## بیماری میں پرہیز کرنا

بیماری انسان کے اعضاء پر اثر کرتی ہے خاص کر کے معدہ زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر مریض کو قلیل کھانے کو دیا جائے گا تو ممکن ہے کہ بجائے اُس کو فائدہ پہنچنے کے نقصان پہنچ جائے۔ اس وجہ سے شریعت میں یہ بھی ہے کہ بیمار کو ہلکی غذائی جائے تاکہ آپس کا نظام ہاضمہ اس کو ہضم کر سکے۔ اس کی ترغیب بھی کئی احادیث میں فرمائی گئی ہے۔

### مضر اشیاء سے پرہیز

دورانِ بیماری وہی اشیاء و خوراک جو انسان عام طور پر روزمرہ زندگی میں استعمال کرتا ہے کسی خاص مرض کی وجہ سے ممنوع ہو جاتی ہے، کیونکہ بوجہ بد پرہیزی مرض کے بڑھ جانے کا خدشہ پایا جاتا ہے اس لیے مرض کی روک تھام و مریضہ کی تکلیف کے پیش نظر طبیب کی جانب سے یہ احکام صادر ہوتے ہیں کہ وہ اس دوران کچھ دنوں یا کچھ عرصہ تک کسی مخصوص غذا سے اجتناب کرے جس سے اُس مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، تاکہ جلد از جلد صحت یاب ہو سکے۔ اور طبی اخلاقیات کے پیش نظر شریعت نے بھی اس پر شدید زور و پابندی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، جس کی مثال ہمیں اس حدیث سے واضح ہو رہی ہے کہ:

عن ام المنذر بنت قیس الانصارية قالت: دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي (وعلي ناقله من مرض) ولنا دوال معلقة: وكان النبي صلى الله عليه وسلم ياكل منها: نتناول علي لياكل: فقال النبي صلى الله عليه وسلم، مه يا علي! انك ناقله قالت فصنمعت لنبي صلى الله عليه وسلم سلقا و شعيرا!! فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي: من هذا فاصب فانه انفع لك. ۱۲

”حضرت ام منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے ہماری کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے آپ ﷺ وہ کھجور کھانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ میں کھانے لگے آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! ٹھہرو تم ابھی نا تو اس ہو۔ ام منذر نے کہا پھر میں نے آنحضرت ﷺ کے لیے چقندر اور جو پکائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے لیے نفع مند ہے۔“



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت

دورانِ بیماری اگر ایسی شے کھانے کی خواہش کرے جس میں اس کے لیے ضرر نہ ہو یا نفع زیادہ ہو تو اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، تاکہ مریضہ دلبرداشتہ نہ ہو جائے اور اُس کی خواہش کا مان بھی رہ جائے۔ اس سلسلے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

عن صہیب قال قدمت علی النبی و بین یدیه خبز و تمر فقال النبی ادن فکل  
فاخذت آکل من تمر افقال النبی : تاکل تمر و بک رمد؟ قال: فقلت انی امضغ من  
فاخیه اخری: فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. ۱۳

”حضرت صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کے سامنے روٹی اور کھجور تھی۔ آپ نے فرمایا آ جاؤ اور کھاؤ۔ میں نے کھجور کھانا شروع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کھجور کھاتا ہے اور تیری آنکھ دکھ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا میں دوسری جانب سے کھجور چباتا ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔“

مزید اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

عن علی انه دخل علی رسول اللہ ﷺ و هو ارم و بین یدی النبی ﷺ تمر یا کله  
فقال یا علی تشتهیہ؟ و رمی الیہ بتمرۃ ثم باخری حتی رمی الیہ سبعة ثم قال  
حسبک یا علی. ۱۴

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آشوب چشم کی تکلیف کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کے سامنے کچھ چھوارے رکھے ہوئے تھے جو آپ ﷺ تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے علی (رضی اللہ عنہ) کیا اس کی خواہش ہے؟ اور ان کی طرف ایک چھوارہ پھینکا۔ پھر ایک اور پھینکا یہاں تک سات چھوارے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اے علی (رضی اللہ عنہ) بس تمہارے لیے اتنے کافی ہیں۔“

لہذا پرہیز کرنا جلد صحت یابی کے لیے ایک ضروری امر ہے، تاکہ مریض جلد از جلد صحت یاب ہو کر اپنے فرائض منصبی صحیح طور پر سرانجام دے سکے۔



## صحت و عافیت کی دعا مانگنا

دعا ایک نافع ترین دوا اور بلاء و مصیبت کا مد مقابل ہے یہ بلاء و مصیبت کی مدافعت کرتی ہے اور اس کی دوا اور علاج کا کام دیتی ہے ہر بلاء و مصیبت کو آنے سے روکتی ہے اور اُسے دور کرتی ہے۔ بلاء و مصیبت اگر اتر چکی ہو تو اُسے پست اور ہلکا کر دیتی ہے یہ مومن کا زبردست حربہ و ہتھیار ہے۔ کیونکہ دعا خیر و بھلائی کے حصول میں ایک سبب کی حیثیت رکھتی ہے اور پھر جب کوئی دوران بیماری و پریشانی دعا کرتا ہے تو اسے خیر و بھلائی نصیب ہوتی ہے۔ اس لیے دین بھی یہی ترغیب دیتا ہے کہ جب کوئی پریشانی یا بیماری ہو تو اُس دوران بالخصوص اللہ کے حضور دعا فرمائیں۔ کیونکہ بسبب اس کے رب تعالیٰ کا قرب اور رحمت الہی حاصل ہوتی ہے اور یہ اللہ عز و جل کی بے پایاں عنایت ہے اور حالت مرض میں بیمار اپنے رب کی عنایت کا شدید محتاج ہوتا ہے اسی لیے بیماری کے ایام میں عاجزی، گڑگڑانا اور دعائیں مانگنا اللہ کے احکامات میں سے ہے، دعا کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لَا  
فَلِيسْتَ جِئُونِي وَلَيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝۵۱

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی ہے۔“

یعنی دوران بیماری مریضہ کو چاہیے کہ وہ اس دوران اللہ کو پکارے اور اپنی صحت و عافیت کی دعا کرتی رہے، تاکہ کسی بھی مشکل وقت سے بیماری، تنگی و تکلیف سے اُسے نجات ملے اور ان سے محفوظ رہے۔ انسان کو ہمیشہ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے عافیت و امن کا طلب گار رہنا چاہیے اور اللہ کی رحمت بے پایاں سوا لی رہنا چاہیے اسی باعث حضور اکرم ﷺ نے پریشان حال اور مصیبت زدہ لوگوں کو یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی ہے:

اللھم رحمتک أرجو فلا تكلني الى نفسي طرفه عين، وأصلح لي شأني کلمه لا  
اله الا أنت. ۱۶

”اے اللہ میں تیری رحمت کی امید کرتی رکرتا ہوں، تو مجھے ایک لمحے کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر، میرے تمام معاملات درست فرما دے، تیرے علاوہ کوئی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

عبادت کے لائق نہیں۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رحمت للعالمین یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ:  
 عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله ﷺ: اللهم عافني في جسدي في بصرى  
 واجعله الوارث مني لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم  
 والحمد لله رب العالمين. ۱۷

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کرتے ان لفظوں سے،  
 یا اللہ! تندرستی دے میرے بدن میں اور عافیت دے میری آنکھ میں اور کر دے میرا  
 وارث مجھ کوئی، معبود برحق نہیں ہے مگر اللہ حکمت والا بزرگ پاک ہے وہ پروردگار  
 بڑے عرش کا، اور سب تعریف صرف اللہ کی ہے جو پالنے والا ہے عالموں کا۔“

یعنی صحت کے ایام میں بھی صحت کی دعا مانگنا چاہیے اور ویسے بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ان  
 مصائب اور بیماریوں کا دورانیہ جتنا طویل ہو جائے، غم کے پہاڑ جتنے بھی بڑے ہو جائیں کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس  
 نہیں ہونا چاہیے اس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ایک نہ ایک دن غم کے بادل ضرور چھٹ جائیں گے۔ رحمت و برکت کی  
 بارش ضرور نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ روح افزا پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَلَا تَآيِسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ط إِنَّهُ لَا يَآيِسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْكُفْرُونَ. ۱۸

”اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ، یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے  
 ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔“

اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام ہیں ان کی سیرت ہمارے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے ان کی بیماری حد سے  
 بڑھی گئی دکھ تکلیف آخری حدوں کو پہنچ چکا، مرض طویل تر ہو گیا، دوست احباب ساتھ چھوڑ گئے لیکن یہ مردِ مومن اللہ پر ایمان و  
 استقامت کی مثال قائم کر گیا۔ صبر کیا، اللہ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبولیت بخشی اور ان کا تذکرہ اپنے پاک کلام  
 میں فرمایا:

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسْنِيَ الصُّرُ وَانْتَ أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ  
 فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَى  
 لِلْعَبِيدِينَ. ۱۹

”ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ  
 ئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی سن لی اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جو دکھ اسے تھا اسے دور کر دیا اور اس کو اہل و عیال عطا فرمائے بلکہ اپنی خاص مہربانی ان کی مثل اور دیئے تاکہ (سچے) بندوں کے لیے نصیحت ہو۔“  
مندرجہ بالا آیت کی روشنی سے یہ سبق ملتا ہے کہ بیماری کے باوجود اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے، ناامیدی اور شکوہ شکایت نہ کریں بلکہ بیماری کو اللہ کی آزمائش جان کر صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور اپنے رب سے صحت و عافیت کی دعا مانگیں جو اپنے بندوں پر بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے کہ:  
عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کان من دعاء رسول اللہ ﷺ: اللہم انی اعوذ بک من زوال نعمتک ، و تحویل عافیتک ، و فجائۃ نقمتک و جمیع سخطک . ۲۰  
”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک دعا اس طرح تھی: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری نعمت کے زائل ہونے سے، عافیت و تندرستی کے بدل جانے سے، تیری اچانک ناراضگی سے، اور تیرے ہر قسم کے غضب و ناراضگی سے۔“

اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے ہر انسان کو آپ ﷺ کے اس عمل کی پیروی کرنی چاہیے اور چاہے بیماری ہو یا صحت دونوں حالات میں عافیت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ مصیبت پہنچنے سے بیماریوں میں مبتلا ہونے سے اور آفتوں کے آنے سے انسان کے گناہ اور دور ہوتے ہیں۔ اس لیے دعا کے ذریعے سے اللہ کا قرب تلاش کرنا چاہیے اور دلبرداشتہ ہو کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یوں مانگنا چاہیے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال النبی ﷺ لا یتمنن احدکم الموت من ضرا صابہ فان کان لا بد فاعلا فلیقل: اللہم حیسنی ما کانت الحیاء خیر الی و توفنی اذا کانت الوفاہ خیر الی . ۲۱

”انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی تکلیف میں اگر کوئی شخص مبتلا ہو تو اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہیے، اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھالے۔“

غموں اور پریشانیوں کے عالم میں اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا، غموں کو کم کر دیتا ہے۔ اس سے روح کو تسکین اور دل

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کو اطمینان ملتا ہے۔ اسباب و ذرائع اور علاج و معالجے کے ساتھ ساتھ خالق کائنات، ارض و سما کے مالک، رزق و حیات عطا کرنے والے، بیماری اور شفاء دینے والے کے ساتھ بھی تعلق قائم کرنا چاہیے اسی پر بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ اس لیے کہ اس نے ہماری تقدیر بنائی ہے اور وہی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ اس لیے دوران بیماری خالق کائنات کے علاوہ مخلوق کے سامنے اپنی زندگی اور بیماری پر شکوے شکایات نہ کرے۔ جیسا کہ بندہ مومن کے حق میں بیماری بڑی فضیلتوں اور عظمتوں کا باعث ہوتی ہے اللہ سے ان آزمائشوں پر اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے اور دوسری بات یہ کہ جب ہم اس ذاتِ بابرکات کے سامنے اپنے دکھڑے پیش کریں گے تو وہی ان دکھوں سے ہمیں نجات دینے پر قادر ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء نے بھی اللہ کے حضور ہی اپنی فریادیں کیں جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کس بہترین قرینے اور ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا شکوہ بارگاہ الہی میں پیش کر رہے ہیں:

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ. ۲۲

”(یعقوب) نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔“

اس لیے بیماری کے ایام میں زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ بندہ ان دنوں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے اس موقع کو غنیمت جانیے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات و دعاؤں کا سہارا لیجئے۔ اس کے علاوہ کون ہے جو بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ط ۱۰ ۱۱  
 مَعَ اللَّهِ ط قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ. ۲۳

”بے کس و مجبور کی دعا کو، جب وہ پکارے کون قبول کر کے سختی دور کر دیتا ہے اور تمہیں

زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے

ہو۔“

دعا مانگنا مومن کا اسلحہ ہے ہر مومن کو اس اسلحے سے لیس ہونا چاہیے۔ جن لوگوں کو دعا کا سلیقہ نہیں آتا یا وہ اپنے رب سے مانگتے نہیں تو ایسے لوگ انتہا درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں۔ کیونکہ فرمانِ الہی ہے:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ. ۲۴

”جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔“

اس لیے اپنی تمام تر دعاؤں کو صرف اور صرف اللہ کے حضور ہی پیش کرنا چاہیے، کیونکہ وہ اپنے بندوں کے لیے کافی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے اور اُسی پر بھروسہ کرتے ہوئے امید کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے، مزید قرآن کریم میں ہے:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نُّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْتَرُونَ. ۲۵

”تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف گڑا گڑاتے رہو۔“

واقعی مشکلات کے ساتھ آسانیاں بھی آتی ہیں اور تنگی کے بعد کشادگی بھی ملتی ہے اس لیے اللہ ہی سے لو لگانی چاہیے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## بیماری میں صبر کے احکامات

آدم تا ایں دم، ابتدائے آفرینش سے تا قیامت، جب سے روئے زمین پر حضرت انسان ہے اور جب تک رہے گا، جب تک جسم و روح کا رشتہ برقرار ہے تو اس جسم اور روح کو بیماری لگ جانے کا امکان بھی رہتا ہے۔ دین اسلام اس جسم انسانی اور روح کے امراض کا کافی شافی علاج کرتا ہے۔ علاج بالغذاء اور علاج بالذواء کے تمام طریقوں کی ہدایت قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ میں موجود ہے۔ جہاں اسلام بیماری کے علاج کا فلسفہ بتاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے وہیں اس بیماری کو جھیلنے، اس کا صبر و استقامت سے مقابلہ کرنے کا درس بھی دیتا ہے۔ کیونکہ مصیبت، دکھ اور بیماری تو آتی رہتی ہے۔ جو کچھ ہمارے نصیب میں لکھا ہوتا ہے وہ تو آکر رہے گا مگر ہم صبر کریں گے تو تکلیف اور ہر پریشانی کم ہوتی جائے گی اور اگر شکوہ کریں، شکایت کریں، آہ و زاری کریں گے تو کیا مصیبت ٹل جائے گی؟ نہیں اور بڑھ جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۲۶

”آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھا ہے کوئی چیز

پہنچ نہیں سکتی۔ وہ ہمارا کارساز اور مولا ہے۔ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا

چاہیے۔“

جب یہ عقیدہ مردِ مومن کے دل میں پیوست ہو جاتا ہے تو مصیبت اللہ کا تحفہ معلوم ہوتی ہے۔ آزمائش، احسان الہی بن کر سامنے آتی ہے۔ مومن کا تقدیر پر ایمان اس کی خوشی، غمی، تنگ دستی اور خوش حالی کے تمام مرحلے آسان کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ رسول مقبول ﷺ ہے:

عجباً لامر للمرء المسلم ان امره كله له خير و ليس ذلك لاحد الا للمومن، ان

اصابته سراء شكر فكان خيراً له، وان اصابته ضراء صبر فكان خيراً له۔ ۲۷

”مسلمان کے تمام معاملات پسندیدہ ہیں۔ اس کے تمام کاموں میں بھلائی ہی بھلائی

ہوتی ہے۔ یہ (نعمت) صرف مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر مسلمان کو خوشی ملتی ہے تو وہ

شکر کرتا ہے، اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے،

اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔“

حقیقی مومن کو ابتلاء و آزمائش سے صبر کی نعمت اور خوشحالی سے شکر کی عظیم صفت حاصل ہوتی ہے۔ ان صفات کے



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ذریعے مومن کا دل کشادہ اور پرسکون ہو جاتا ہے، مومن کی روح کو چین و سکون اور قرار آ جاتا ہے۔ رب کی رضا پر راضی رہنے سے غم و اندوہ کی کیفیت مٹ جاتی ہے اور ساتھ ساتھ اجر عظیم کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

وما اعطی احد عطا خیر او اوسع من الصبر. ۲۸

”اور کوئی ایسا عطیہ اور فراخی نہیں دی اللہ نے صبر سے بہتر۔“

لہذا اے بیمار! غم نہ کر، دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اس آنے والی بیماری کے عظیم الشان فوائد تیرے منتظر ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تو صبر و استقامت سے کام لے، صبر کرنے والوں کا اجر و ثواب محدود نہیں بلکہ لامتناہی ہے۔ فرمان الہی ہے:

اِنَّمَا يُؤَفِّي الصَّبْرُ وَاَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. ۲۹

”بے شک صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔“

اس لیے تمام اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے جسم و جان کو صبر و استقامت پر ابھاریں اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

من يتصرب يصبره الله. ۳۰

”جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔“

مصیبت، بیماری اور غم کا آنا ایک فطری امر ہے، دیکھئے اگر ان بیماریوں اور دکھوں کے لیے انسان کو آزما یا نہ جاتا تو یہ انسان تکبر اور غرور پر اتر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے بندوں سے غرور و تکبر کا خاتمہ ان بیماریوں کے ذریعے کیا ہے۔ مومن کے لیے دنیاوی دکھ درد، آخرت میں انعام و اکرام کی حیثیت کر لیں گے۔ بلکہ طاقتور ایمان والے تو ان بیماریوں اور پریشانیوں کے ذریعے دنیا میں ہی ایمان کی شیرینی اور حلاوت حاصل کر لیتے ہیں اور جب غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو اہل ایمان آہوں اور التجاؤں سے رب کو پکارتے ہیں۔

دل و روح کی صحت دراصل بدن کی بیماریوں، مشقتوں اور غموں میں پوشیدہ ہے۔ ہمارے سلف صالحین کو بیماری لگ جاتی تو شکوہ شکایت کے بجائے مسکراتے ہوئے بیماری کا سامنا کرتے تھے اور اس موقع کو اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ مذکورہ افکار سے یہ نظریہ اختیار نہ کریں کہ بیماری لازماً آنی چاہیے یا از خود بیماری کی تمنا نہ کریں بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے بدن اور روح کی عافیت طلب کیا کریں۔ جیسا کہ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے:

سلو الله العفو والعافية فان احداً لم يعط بعد اليقين خيراً من العافية. ۳۱

”اللہ تعالیٰ سے معافی اور (بدن) کی صحت مانگا کرو، یقیناً ایمان کے بعد سب سے

بڑی عطا عافیت ہے۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

لہذا جب بھی امراض و مصائب ٹوٹ پڑیں اور غم کی رات لمبی ہو جائے تو ایمان، صبر اور برضائے رب جیسی عظیم صفات کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ اس سے پریشانی اور کرب کے لمحات آسان ہو جاتے ہیں، کیونکہ جب کسی مصیبت یا نقصان کی خبر پہنچے یا اذیت سے جسم اور دل دوچار ہو تو اس وقت اپنے آپ کو اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے پر آمادہ کر لینے کا نام صبر ہے اور اگر جب کسی مسلمان کو جتنی بھی اذیت، مصیبت اور کوئی آفت یا نقصان لاحق ہوتا ہے، اس پر اس کا اجر لکھا جاتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ اس مصیبت پر ایسا صبر کرے جیسا صبر کرنے کا حق ہے، مزید قرآن کریم میں صبر کی تلقین کچھ یوں ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا قف وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. ۳۲

”اے ایمان والو! صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور (دشمن کے سامنے) جے

رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

صبر سے متعلق خلیل اشرف عثمانی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”کوئی مریضہ شکوہ و شکایت کیے بغیر بیماری کی خبر دے، کیونکہ خالق تو اس پر خود اس کی اپنی ذات سے اور اس کی ماں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے نیز مخلوق سے شکوہ و شکایت کرنا ویسے بھی صبر کے منافی ہے۔“ ۳۳

صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی خوشخبری قرآن کریم میں کچھ یوں دی جا رہی ہے فرماتے ہیں کہ:

إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. ۳۴

”صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بغیر حساب کے پورا دے دیا جائے گا۔“

چنانچہ کسی بھی پریشانی و بیماری کے درپیش ہونے پر اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے، کیونکہ اللہ رب العزت نے

صابرین کے درجات بلند فرمائے ہیں اور صبر کرنے والوں کے لیے بے پناہ ثواب کی خوشخبری فرمائی ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## وصیت کے احکامات

موت کا کوئی وقت مقرر کسی انسان کے علم میں نہیں ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات میں دورانِ بیماری وصیت کا بھی حکم فرما دیا گیا ہے کہ وصیت نامہ تیار رکھنا چاہیے اور اس میں بالخصوص بیماروں اور بوڑھے افراد کو تو لازماً وصیت تیار رکھنی چاہیے۔ وہ اس لیے کہ مریض اپنے ساتھ کسی کا حق، قرض اور کسی بھی ذمہ داری کا بوجھ نہ لے جائے۔ اس لیے وصیت کے بارے میں جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر مریض و صحت مند کے لیے ایک ضروری امر ہے۔ جس کی وضاحت کرتے ہوئے الشیخ محمد بن صالح آل قحطانی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

### مستحب وصیت

- ❁ ہر بیمار کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اولاد کے لیے تقویٰ اور عمل صالح کی وصیت کرے۔
- ❁ اگر کوئی برائی یا گناہ اس کی اولاد میں موجود ہے تو اس کی بھی اصلاح کرے۔
- ❁ ہر انسان خود اپنے جنازے اور تجہیز و تکفین کے بارے میں وصیت کرے کہ تمام کام شریعت اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ہندوانہ اور خلاف اسلام رسومات سمیت بعد از مرگ ہر قسم کی بدعات سے اجتناب کا حکم دے۔ اپنے لیے کثرت سے دعا اور استغفار کا حکم دے۔ لوگوں کو معاف کرے اور معافی کا طلب گار ہو۔
- ❁ بعض اوقات قریب المرگ لوگ اپنی کل جائیداد فی سبیل اللہ وقف کرنے کی وصیت کر جاتے ہیں یہ غیر اسلامی طریقہ ہے۔ اگر وراثت کی ضروریات سے زائد مال ہو تو فقراء مساکین اور فی سبیل اللہ میں ہر شخص صرف ایک تہائی مال کی وصیت کر سکتا ہے۔

### واجب وصیت

واجب وصیت کے احکامات میں اگر بیمار آدمی پر کسی کا قرض ادا کرنا ہے یا کسی کا حق ادا کرنا ہے تو ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے وصیت لکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ ۳۵

اس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ أَنْ تَرَكَ خَيْرَاجَ نِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ  
 وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۚ ۳۶

”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے متقی لوگوں پر یہ حق ہے۔“

ایسی وصیت کو لکھنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے بھی دیا ہے۔ فرمان ہے:  
قال رسول الله ﷺ ما حق امری مسلم له شیء یوصی فیہ بیت لیلین الا ووصیتہ  
مکتبہ عند تابعہ. ۳۷

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جس کے پاس میں وصیت کے قابل کوئی چیز ہو درست نہیں کہ دو راتیں بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ کیے بغیر گزار دے۔“

قرآن وحدیث میں وصیت کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے لہذا بیماری میں مبتلا مریض اگر جائیداد کی مالک ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی تقسیم شرعی احکامات کے مطابق کریں اپنی اولاد کے درمیان کسی نزاع یا جھگڑے کے خدشے کے پیش نظر اپنی جائیداد اپنی زندگی میں تقسیم کریں، اس پر اولاد کے درمیان عدل وانصاف لازم ہے۔ شریعت کے مطابق جتنا حصہ لڑکے کا ہے اس کو دے اور جتنا لڑکی کا ہے اس کو دے۔ انصاف سے کام لے تاکہ گناہ گار نہ ہو اور مرنے سے پہلے وہ کسی چیز کی وصیت کرنا چاہتی ہے تو بلا تاخیر وصیت اپنے پاس لکھ کر رکھے اور مرتے وقت وصیت کرتے اور صدقہ خیرات کرتے ہوئے قریبی رشتہ داروں کا خیال کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

وقال الصدقة على المسکین صدقة وهی على ذی الرحم ثنتان صدقة وصلة. ۳۸

”مسکین پر صدقہ کرنے سے (صرف) صدقے کا ثواب ہوتا ہے، اور یہی صدقہ قریبی رشتہ داروں پر کیا جائے تو دو (فائدے) ہوتے ہیں، ایک صدقے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔“

وصیت کے ضمن میں شفیق الرحمان فرخ کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:  
”موجودہ دور میں چونکہ لوگوں میں میت کی تجہیز، تکفین، جنازے اور تدفین و تعزیم کے حوالے سے کئی بدعات پائی جاتی ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ انسان مرنے سے پہلے وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرے تمام معاملات سنت کے مطابق انجام دیئے جائیں اور بدعت سے اجتناب کرے۔ مثلاً میرے جنازے میں تاخیر نہ کی جائے، میری قبر پر پکی نہ بنائی جائے، اس پر کتبہ نہ لگایا جائے وغیرہ وغیرہ۔“ ۳۹

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

خلاصہ بحث یہ کہ اگر مریضہ کو کوئی ایسی سنگین بیماری لاحق ہے جس سے بچنے کی امید نہ ہو تو سب سے پہلے اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگے اور دوسروں کے حقوق کے لیے بھی اللہ سے دعا گو ہو۔ مزید یہ کہ اپنے دیگر خاندانی معاملات کو سرانجام دیں اور اس میں وصیت کے احکامات لازم و ملزوم ہیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## معالج (طیب) کی ذمہ داریاں

وہ محترم شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نباتات، معدنیات، مائع و گیس چیزوں کے خواص جاننے اور انھیں مختلف شکلوں میں کیمیائی عمل کے ذریعے تبدیل کر کے انھیں انسانی جسم کے لیے مفید و کارآمد بنانے کے کھوج میں لگا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی انبیاء و رسل بھیجے وہ طیب روحانی تھے اور طیب جسمانی بھی۔ طب کی تمام مبادیات انہی محترم و مقدس ہستیوں سے قریب رہ کر نباتات اور حیوانی غذاؤں کو سادہ اور فطری حالت میں استعمال کیا اور اپنے اصحاب کو بھی اس روش پر ڈالا۔ غذا میں تکلیف اور تکلف اٹھا کر اسے پکانے، بنانے اور کھانے کا اہتمام اہل دنیا کا شیوہ رہا ہے۔ انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد گمراہ انسانوں کو راہ راست پر لانا تھا اس لیے انھوں نے تمام فنون کی مبادیات کا وہ علم تو دیا جس کا تعلق راہ راست سے تھا۔ لیکن اس کی تشریحات اور تفصیلات سے انھوں نے صرف نظر کیا چنانچہ انبیاء کے پیروکاروں نے انبیاء کے ہی عطا کردہ اصول و مبادی کی روشنی میں ان فنون پر تحقیق کی اور انھیں دنیا بھر کے لوگوں کے لیے کارآمد بنا کر عام کر دیا۔

انسان کے وجود کے بارے میں اسلام کا تصور ہے کہ وہ خود ایک امانت ہے، اس کے لیے اپنے جسم میں وہی تصرف جائز اور درست ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، وہ اپنے منشاء و مزاج کے مطابق خود اپنے جسم کو نقصان پہنچانے یا اس میں تغیر و تبدل کرنے کا مجاز نہیں، اپنے آپ کی حفاظت اس کا شرعی فریضہ ہے اور صحت جسمانی کو برقرار رکھنے کی امکان بھر سعی تقاضاء امانت کے تحت اس کی ذمہ داری ہے، فن طب چونکہ ایک ایسا فن ہے جو خلق تعالیٰ کے اس مقصد کو پورا کرتا ہے اور معالج چونکہ صحت انسانی کی حفاظت جیسا اہم فرض اور عظیم الشان خدمت انجام دیتے ہیں اس لیے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں۔ ہمدردی و ہی خواہی، صبر و حلم، بردباری، شخصی کمزوریوں اور راز ہائے دروں کی حفاظت، اجتماعی مفادات کا خیال اور اپنے فن میں بصیرت مندی و حاضر دماغی، خدمت خلق کا جذبہ اور شریعت کی قائم کی ہوئی حدود پر استقامت یہ اس راہ کے مسافر کے لیے متاع اولین کا درجہ رکھتے ہیں اور شریعت نے اس طبقہ کے لیے جو اخلاقیات مقرر کی ہیں، ان کا عطر و خلاصہ ہیں۔

## معالج کا اپنے شعبے میں اہلیت کا حامل ہونا

شریعت میں کسی بھی عمل کے لیے بنیادی شرط ”اہلیت“ کی ہے، اہلیت اور مطلوبہ صلاحیت کے بغیر جو فعل انجام دیا جائے وہ بہر حال ناروا ہے، گوا تفاق طور پر اس سے بہتر نتیجہ حاصل ہو جائے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ علاج و معالج کے لیے بھی اہلیت اور مناسب لیاقت و صلاحیت ضروری ہے۔ اسی پس منظر میں فقہاء نے جاہل و نادان طبیب کو علاج سے روکنے کا حکم



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

دیا ہے۔ کیونکہ علاج و معالجہ سے لوگوں کی زندگی اور صحت کا تعلق ہے شریعت میں نفس انسانی کی حفاظت من جملہ اساسی مقاصد کے ہے اور حفظ دین کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی شعبہ کو دی گئی ہے، چنانچہ اکثر رخصتوں اور سہولتوں کی روح یہی ہے کہ انسان کو ہلاکت اور شدید مشقت سے بچایا جائے۔ اہلیت کے ضمن میں سنن ابی داؤد میں کچھ اس طرح سے ہے کہ:

قال رسول اللہ ﷺ ایما طبیب تطب علی قوم لا یعرف له تطب قبل ذلک

فاعنت فهو ضامن. ۴۰

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طبیب نے کسی قوم کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے اس کا

طبیب ہونا معروف نہ ہو اور اس نے مریضوں کو نقصان پہنچایا (اور ہلاک کیا) تو وہ

نقصان کا ضامن ہوگا۔“

تاہم جو شخص مناسب صلاحیت و اہلیت سے محرومی کے باوجود لوگوں کو تختہ مشق بنائے اس کی بابت اہل علم کا اجماع و اتفاق ہے کہ وہ مریض کی جان جانے کی صورت میں ضامن ہوگا:

فاذا تعاطی علم الطب وعمله ولم يتقدم له به معرفة فقد هجم بجہله علی اتلاف

الانفس واقدم بالتہور علی مالم یعلمہ فیکون قد غرر بالعلیل فیلزمہ الضمان لذلک و

هذا اجماع من اهل العلم۔ ۴۱

”جو طب کی تعلیم بھی دینے لگے اور اس پر عمل بھی کرنے لگے حالانکہ اس نے پہلے خود

اس فن کو حاصل نہ کیا ہو، چنانچہ اپنی ناواقفیت کے باعث وہ لوگوں کی جانیں ضائع کر رہا

ہے اور غیر ذمہ داری کے باعث ایسا کام کر رہا ہے جس سے وہ خود واقف نہیں تو وہ

مریض کو دھوکہ دے رہا ہے لہذا اس پر تاوان واجب ہوگا۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔“

اور اگر علاج میں مریض کی اجازت بھی شامل ہو، لیکن یہ اجازت اس پر مبنی ہو کہ معالج نے اس کو اپنی حذاقت و

مہارت کا سبز باغ دکھایا ہو، تب بھی طبی نا تجربہ کاری کی وجہ سے پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری طبیب ہی پر عائد ہو۔ تاہم

یہ تاوان کا واجب ہونا اور نہ ہونا تو مریض کے حق کی بناء پر ہے۔ عامۃ الناس کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے اور ان کو اس

فتنہ سے بچانے کے لیے حکومت ایسے شخص کی مناسب تعزیر و سزائیں بھی کرے گی، لیکن اگر ڈاکٹر جس مرض کا علاج کر رہا ہے

وہ قانوناً اس کا مجاز ہے اور اس نے اصول علاج کے مطابق کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اتفاق ہے کہ وہ ضامن نہیں

ہوگا۔ اس سلسلے میں علامہ درددیر کا بیان ہے کہ:

واذا عالج طبیب عارف ومات المریض عن علاجه المطلوب لاشئ علیہ۔ ۴۲

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اگر فن سے آگاہ طبیب نے علاج کیا اور مناسب طریقہ پر علاج کے باوجود مریض

فوت ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔“

جبکہ آج فن طب بہت ترقی کر چکا ہے، بنیادی طور پر میڈیکل سائنس تین امور پر بحث کرتی ہے، جو مندرجہ ذیل

ہیں:

- ۱۔ امراض کی علامات اور امراض کی شناخت۔
- ۲۔ ادویہ اور اس کے ایجابی و سلبی اثرات۔
- ۳۔ مریض کے جسم میں ادویہ کو قبول کرنے کی صلاحیت۔

مندرجہ بالا ان تینوں پہلوؤں سے گونا گوں طریقہ ہائے علاج، طبی تجربات اور غیر معمولی حالات پر قابو پانے کی تدابیر نے آج فن نہیں بلکہ کئی فنون کو وجود بخشا ہے اور ایسی ادویہ کا تجربہ کیا گیا ہے کہ مرض کی شناخت میں معمولی غلطی صحت کی بجائے موت کا باعث بن جائے۔

اصل یہ ہے کہ ہر شعبہ علم میں ایک دور تجربات کا ہوتا ہے، پھر بہ تدریج تجربات مدون و مرتب ہوتے ہیں اور ان کی مرتب و مدون صورت بالآخر ایک مستقل علم اور فن کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس وقت تعلیم و تعلم کے بغیر مجرد تجربات کی بناء پر اس شعبہ میں متعلق شخص کی مہارت و حذاقت کو قبول نہیں کیا جاتا، یہی حال اس وقت میڈیکل سائنس کا ہے۔ اس لیے خیال ہوتا ہے کہ فی زمانہ وہی اشخاص طبیب حاذق (جاہل) کہلانے کے مستحق ہیں جن کو طبی دانش گاہیں اور گورنمنٹ کا محکمہ صحت علاج و معالجہ کا مجاز قرار دیتا ہو۔

خلاصہ بحث یہ کہ اپنے آپ کو معالج کہلوانے اور معالج کے طور پر پیش کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ فن طب میں ضروری مہارت حاصل کی جائے۔ ورنہ یہ علمی دھوکہ بھی ہے اور عوام کی جان سے کھیلنے کا مذموم گناہ بھی کیونکہ اگر طب سے نابلد اور مہارت حاصل کیے بغیر کسی نے علاج کیا اور اس کی وجہ سے مریض کو جانی نقصان پہنچ گیا تو وہ معالج اس مریض کی ہلاکت کا ذمہ دار قرار پائے گا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## ابتدائی طبی امداد

معالج (طیب) کو قانوناً علاج و معالجہ کی اجازت ہے جس میں مریض کا علاج اور طبی احتیاطیں ملحوظ کرنا مثلاً بعض ضروری جانچیں اور مریض کی پوری طور پر دیکھ بھال کرنا وغیرہ جس میں بالخصوص کسی حادثے اور علاج کی انتہائی صورت کے دوران اسے ابتدائی طبی امداد فراہم کرنا ڈاکٹر کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے کیونکہ علاج و معالجہ کے ذریعہ سے انسان جان کو بچانا ایک اہم اور ضروری امر ہے۔

## دوران علاج طبی احتیاطیں

- معالج کو دوران علاج ان اصول و قواعد کو زیر غور رکھتے ہوئے طبی امور فراہم کرنی چاہیے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:
- ۱۔ مریض کی نوعیت کی تشخیص و تعین کہ ہماری کس قسم کی ہے؟
  - ۲۔ اسباب مرض کی جانچ پڑتال کہ بیماری کا سبب کیا ہے اور علت فاعلہ کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ بیماری پیدا ہوئی۔
  - ۳۔ مریض کی قوت و استعداد کہ مرض کا معاملہ کرنے کی اس میں صلاحیت و قوت ہے کہ نہیں۔ اگر مریض میں فرض کو دبا لینے کی صلاحیت موجود ہو اور اس کا کھلے طور پر اندازہ ہو رہا ہو تو پھر بلا علاج اسے چھپو ادے اور دوا دے کر فرض کو خواہ مخواہ ابھارنے اور حرکت میں لانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔
  - ۴۔ مریض کے بدن کا طبعی مزاج کیا ہے؟
  - ۵۔ مریض کی بیماری کی وجہ سے پیدا ہونے والا غیر طبعی مزاج۔
  - ۶۔ مریض کی عمر کیا ہے؟
  - ۷۔ مریض کی عادت کیا ہے؟
  - ۸۔ مریض کے مرض کے وقت موسم کیا ہے؟ اور کونسا موسم مریض کے لیے سازگار ہو سکتا ہے؟
  - ۹۔ مریض کی قیام گاہ اور اس کی آب و ہوا کیسی ہے؟
  - ۱۰۔ مرض کے وقت ہوا کا کیا حال ہے یعنی کس رخ اور انداز کی ہوا چل رہی ہے؟
  - ۱۱۔ مریض کے علاج کے لیے استعمال ہونے والی دوا کی مخالف دوا کی رعایت۔
  - ۱۲۔ مریض کو استعمال کرائی جانے والی دوا کی قوت اور اس کا درجہ اور اس کے اور مریض کی قوت مرض کا موازنہ۔
  - ۱۳۔ طیب کے علاج کا مقصد صرف اس علت مرض کا ازالہ نہ ہو، بلکہ اس کا ازالہ ایسے طریقہ پر ہو کہ اس کے بعد کسی دوسرے شدید مرض سے سابقہ نہ پڑے، اگر ایسا ہو کہ مرض کے ازالہ سے کسی دوسرے مرض کے پیدا ہونے کا

اندیشہ ہو جو اس سے زیادہ خطرناک ہو تو اس بیماری کو اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے البتہ اسے کمزور اور ہلکا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے رگوں کے سروں کا مرض اگر اسے کاٹ دیا جائے۔ یا اس کو روک دیا جائے تو اس سے دوسرے کسی شدید اور خطرناک مرض کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۱۴۔ مریض کا علاج آسان سے آسان طریقوں سے کرنا چاہیے۔ جہاں اس سے کا نہ چلے وہاں دوا کا استعمال کرایا جائے۔ اسی طرح مرکب ادویہ کی طرف اس وقت تک رخ نہ کیا جائے جب تک کہ مفرد دواؤں سے کام چلتا رہے۔ ماہر طبیب کا کمال یہ ہے کہ وہ دوا کے بجائے غذا سے علاج کرے۔ اور اسی طرح مرکب دوا کے بجائے مفرد دوا سے معالجہ کرے۔

۱۵۔ بیماری پر غور کرے کہ وہ قابل علاج ہے بھی کہ نہیں ہے تو اس کا علاج کر کے خود کو رسوا نہ کرے نہ فن طب کو بدنام کرے اور اگر قابل علاج مرض ہے تو اس پر غور کرے کہ مرض دوا، علاج سے زائل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر جان لے کہ اس کا زائل ہونا ممکن نہیں تو غور کرے کہ اس میں تخفیف یا افاتہ ہو سکے گا یا نہیں اگر اس میں کمی یا افاتہ کا امکان نہ ہو تو یہ دیکھے کہ مرض جس حد تک پہنچ گیا ہے اس کو وہیں روکنا ممکن ہے یا نہیں۔ اگر مرض کو روکنے یا زیادتی کو روکنے کا امکان ہو تو علاج کا ارادہ کرے اور مریض کی قوت بڑھائے اور مرض کے مادہ کو کمزور کرے۔

۱۶۔ نصبح سے پہلے کسی خلط کو استقراغ کرنے کا ارادہ نہ کرے بلکہ پہلے اس کا نصبح کر کے مادہ پختہ ہو جائے تو فوراً اس کا استقراغ کرے۔

۱۷۔ معالج کو دل کے امراض اور روح کی بیماریوں اور ان کی دواؤں سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیے۔ یہی بدن کے علاج کے لیے بنیادی چیز ہے۔ اس لیے کہ بدن اور طبیعت کا نفس اور دل سے متاثر ہونا شاہد ہے۔ طبیب جب دل اور روح کی بیماریوں اور ان کے علاج سے پورے طور پر واقف ہوگا تو درحقیقت وہی کامل طبیب ہے۔ اور جسے ان باتوں کا علم نہیں اگرچہ اسے طبیعت اور احوال بدن کے علاج میں دسترس حاصل ہو مگر وہ بحیثیت طبیب نیم حکیم ہے۔ پھر ایسا طبیب جو کسی مرض کا علاج کرتا ہو اسے مریض کے دل کی نگرانی اور اس کی اصلاح کرنی چاہیے اور مریض کی روح کی قوت کو صدقہ، بھلائی، اللہ کی طرف توجہ، آخرت سے لگاؤ کے ذریعہ مضبوط کرنا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ سچ مچ طبیب نہیں ہے بلکہ ایک پیشہ ور معالج ہے جس کا علم بہت محدود ہے مرض کے سلسلے میں سب سے کارگر اور ذوداثر علاج خیر و بھلائی، ذکر و دعا، آہ و زاری، اللہ کی طرف توجہ، آخرت کی فکر اور توبہ و استغفار ہے۔ ان چیزوں کا مرض کے دور کرنے میں خاصا اثر ہے۔ ادویہ طبعیہ سے زیادہ زیادہ ان مذکور چیزوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ان چیزوں کا نفع نفس کی استعداد، قبولیت و عقیدت پر منحصر ہے۔

۱۸۔ مریض کی خیر خواہی، ان کے ساتھ شفقت اور نرم گفتاری سے کام لیا جائے، جیسے بچوں کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۹۔ طبعی اور الہی کے مختلف علاجوں میں سے ہر ایک علاج سے کام لیا جائے۔ مریض کے خیالات و تخیل کو مرض کے ازالہ میں دوا سے کہیں زیادہ تاثیر ہوتی ہے اس لیے ماہر طبیب کی نگاہ ان نفسیاتی امور پر بھی پوری طرح رہنی چاہیے اور ہر وہ راستہ اپنانا چاہیے جو مریض کے لیے مؤثر اور کارگر ہو۔

۲۰۔ ہر طبیب کا آئیڈیل یہی ہے کہ وہ علاج اور تدبیر صحت کو چھ باتوں پر مرکوز کر دے۔

i۔ موجودہ صحت کی حفاظت۔

ii۔ فوت شدہ صحت و قوت کی بازیابی امکانی حد تک۔

iii۔ اہم فساد کے پیش نظر ادنی فساد کا لحاظ رکھنا۔

vi۔ مرض کا ازالہ حسب الامکان۔

v۔ ادنی مصلحت کے پیش نظر اعلیٰ مصلحت کو ضائع نہ ہونے دینا۔

iv۔ حسب الامکان تخفیف مرض۔

ان مذکورہ طبی احتیاطوں پر ہی علاج کا دار و مدار ہے جو معالج ان اصول کی رعایت نہیں کرتا اور ان ذمہ داریوں کو

قبول نہیں کرتا وہ معالج نہیں۔ ۴۳

## ازراہ علاج کسی بھی حد تک جانا

ابتدائی طبی امداد کے ضمن میں ازراہ علاج کسی بھی حد تک جا کر علاج معالجہ کی سہولت کو فراہم کرنا طبیب کا فرض عین ہونا چاہیے اور اگر کوئی خاتون جسے اچانک طبی امداد کی ضرورت ہو تو اس سلسلے میں علامہ جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں کہ: ”ضرورت کے بقدر ہی ایسی ناجائز باتیں جائز رہیں گی مثلاً (مرد) ڈاکٹر نے کسی اجنبی عورت کو علاج کی غرض سے دیکھا تو اتنا ہی حصہ کھولے جتنا ناگزیر ہے۔“ ۴۴

یعنی دوران علاج ڈاکٹر کو ہرگز یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ ایک مرد ہے اور وہ عورت کا علاج نہ کر سکے گا اسے تکلیف انتہائی مجبوری کے عالم میں فرض کو پورا کرنے کی سوچنی چاہیے کیونکہ بعض اوقات مجبوریاں ناجائز کو جائز کر دیتی ہیں اور وہ ایسی ہوں گے ان کے بغیر کوئی اور چارہ بھی نہ ہو تو ایسی حالت میں رعایت برتی گئی ہے اور ابتدائی طبی امداد میں حرام و ناپاک اشیاء بطور علاج جائز بھی قرار دی گئی ہیں جس کے لیے ضرورت اور حاجت کا قاعدہ اپنانے سے انسانی زندگی کو بچانا شریعت میں ایک اہم اور لازمی عنصر مانا گیا ہے، جس کی تفصیل باب سوم میں وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔

اور مزید یہ کہ ناواقف اور نااہل لوگوں کو علاج سے روکنا تو درست ہے ہی کیونکہ اگر وہ ایسی نااہلیت کے ساتھ علاج کریں اور مریض کو نقصان پہنچ جائے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اس لیے ابتدائی طبی امداد کے لیے بھی طبیب کا اپنے پیشے میں ماہر ہونا

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بے حد ضروری ہے۔ تاکہ وہ بروقت صحیح علاج مہیا کرنے میں کامیاب ہو کر قیمتی جان یا قیمتی جانوں کو بچانے میں کامیاب ہو سکے۔ اور اس کے لیے اگر طبیب کو اہل و عیال سے بغیر اجازت آپریشن یا کسی دوسرے کا خون بھی چڑھانا تو اجتناب سے گریز کرنا چاہیے اور بالخصوص دورانِ علاج مریض سے متعلق طبی احتیاطوں کو ضرور زیرِ غور رکھے کیونکہ اس سے علاج میں آسانی اور صحت یابی کا راز پوشیدہ ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## مصلحتاً مرض کا ظاہر کرنا

اسلام نے امانت پر بہت زور دیا ہے اور امانت کے بارے میں اسلام کا تصور بہت وسیع ہے کہ اگر کسی مجلس میں چند لوگ باہم بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں، ان باتوں کو امانت قرار دیا گیا ہے دراصل ڈاکٹر اپنے مریضوں کا راز دار ہوتا ہے، اس کی شرعی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر علاج یا زیر تجربہ مریضوں کا راز افشاء نہ کرے، جس سے ان مریضوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا سماج میں ان کی بدنامی یا سبکی ہو، لیکن بعض حالات میں مریض کا راز ظاہر نہ کرنے سے اس سے متعلق دوسرے شخص یا اشخاص کے شدید نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، اور بعض دفعہ مریض کی پردہ داری بے شمار لوگوں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ایک مسلمان ڈاکٹر بڑی کشمکش میں گرفتار ہوتا ہے، اگر افشائے راز نہیں کرتا ہے تو مریض کے علاوہ دوسرے اشخاص کا نقصان ہوتا ہے اور اگر افشائے راز کرتا ہے۔ تو اسے مریض کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے، جس نے اسے ڈاکٹر سمجھ کر اپنا راز دار بنایا تھا، اس طرح کے مسائل کے بارے میں حکم شرعی کی وضاحت کی جا رہی ہے تاکہ جو مسلمان ڈاکٹر اس طرح کے حالات سے دوچار ہوتے ہیں، وہ شریعت کی رہنمائی میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

در اصل ڈاکٹر پر واجب ہے کہ جب لوگوں کو مریض سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، ان کو مطلع کر دے، یہ زیادہ سے زیادہ غیبت ہوگی اور غیبت کو جن وجوہ سے جائز قرار دیا گیا ہے، من جملہ ان کے یہ بھی ہے کہ مسلمان کو شر سے بچایا جائے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: **تحذید المسلم من الشر۔ ۲۵**

اس حکم کی وجہ سے غیبت اور اظہار عیب جائز ہو جاتا ہے۔ اس کی روح یہی ہے کہ دینی و دنیوی مضرت کو دفع کرنے، اپنا جائز حق وصول کرنے اور صحیح مشورہ دینے کی غرض سے بہ طور اظہار حقیقت کے اظہار عیب جائز ہے۔

اور اسی طرح اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا۔ اس عورت سے بچہ پیدا ہوا، اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورت حال کی خبر دی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی کیا ذمہ داری ہے، کیا وہ اس عورت کی راز داری کرے اور اس کے غلط اقدام کے بارے میں کسی کو خبر نہ دے، یا اس کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس معصوم زندہ بچے کے بارے میں حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کر دے۔ جبکہ حدود و فحشاء کے بارے میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ ممکن حد تک ستر اور پردہ داری افضل ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

والشهادة فی الحدود یخیر فیہا الشاہدین الستر والاظہار لانہ بین حسبین اقامة الهد

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

والتوقی عن الهتك والستر افضل۔ ۴۶

”جدود کی بابت شہادت کے معاملہ میں گواہ کو ستر اور اظہار کے درمیان اختیار ہوگا، اس لیے کہ وہ دونیکوں کے درمیان ہے، حد شرعی کا قائم کرنا، مسلمان کی عزتِ ہتک سے بچنا، البتہ ستر افضل ہے۔“

اور فقہاء کی یہ رائے خود آپ ﷺ کے ارشاد پر مبنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

قال لا یستر عبدٌ، عبد ا فی الدنیا الاستره اللہ یوم القیامة۔ ۴۷

”جو انسان کسی انسان کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔“

دوسری طرف حیات انسانی کا تحفظ و بقاء جس درجہ اہم ہے، وہ بھی محتاج اظہار نہیں کہ کسی اجنبی کی جان بچانے کے

لیے ضرورت پڑے تو نماز کا توڑنا بھی واجب ہے۔ ۴۸

اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ:

ینبغی للملتقط اذا کان لا یرید الا نفاق من مال نفسه ان یرفع الامر الی الامام۔ ۴۹

”جو کسی گم شدہ کو پائے تو اگر اپنے مال سے اس کے اخراجات ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو

معاملہ کو حاکم کے سپرد کر دینا چاہیے۔“

پس ان دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اگر بچہ کی ماں کی شناخت اور اظہار کیے بغیر بچہ کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی جان بچانا ممکن ہو تب تو ایسا ہی کرے اور سرکاری یا کسی ایسے غیر سرکاری ادارہ کو اس سے مطلع کر دے، جو ایسے بچوں کی ذمہ داری کو قبول کرتا ہو اور اگر اس بچہ کی پرورش اور بقاء اس کے بغیر ممکن نہ ہو کہ اس عورت کا راز فاش کیا جائے، تو پھر اس کے بارے میں اظہار جائز ہے کہ انسانی زندگی کا تحفظ بہر حال زیادہ اہم ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ شریعت میں غیبت، چغل خوری اور مسلمانوں کے عیوب اور کوتاہیوں کا اظہار بدترین گناہ اور شدید معصیت ہے اور ستر و راز پوشی اسی قدر مطلوب و پسندیدہ ہے لیکن اصل میں یہ احکام مقاصد و نتائج کے تابع ہیں۔ اگر کسی درست شرعی مصلحت کے تحت غیبت اور فشاء راز کی حاجت پڑ جائے تو پھر یہی عمل کبھی جائز اور کبھی بہ تقاضاء مصلحت واجب بھی ہو جاتا ہے، اس لیے فقہاء نے ازالہ ظلم، دفع ضرر اور کسی جائز شرعی مصلحت کے حصول کے لیے غیبت کی اجازت دی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

قال العلماء: تباح الغیبة فی کل غرض صحیح شرعا حیث یتعین طریقاً الی الوصول الیه

بہاء، کالتظلم والا ستعانه علی تغییر المنکر، والاستفتاء والمحاكمة والتحذیر من العشر

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

و یدخل فیہ تجریح الرواة والشہود و اعلام من لہ ولایۃ عامۃ بسیرۃ من ہو تحت یدہ  
وجواب الاستشارة فی نکاح او عقد من العقود و کذا من رای متفقہا یتردد الی مبتدع  
او فاسق و یخاف علیہ الاقتداء بہ و ممن تجوز غیبتہم من یتجاہر بالفسق او الظلم  
او البدعة۔ ۵۰

”علماء نے کہا ہے کہ ہر ایسے مقصد کے لیے غیبت جائز ہے جو شرعاً درست ہو اور اس  
کے سوا اس مقصد کے حصول کا کوئی اور راستہ نہ ہو، جیسے: ظلم کی مدافعت، اصلاح  
منکرات میں مدد حاصل کرنا، فتویٰ دریافت کرنا، قاضی کے یہاں مقدمہ لے جانا،  
دوسروں کو کسی کے شر سے بچانا، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ راویوں اور گواہان پر جرح  
کی جائے، ذمہ داروں کو ان ماتحتوں کے حالات سے باخبر کیا جائے، نکاح یا کسی اور  
معاملہ سے متعلق مشورہ خواہ کو مشورہ دیا جائے، کسی طالب علم کو بدعتی یا فاسق شخص کے  
پاس آمد و رفت کرتے دیکھا جائے اور اس کے اس سے متاثر ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس  
کو آگاہ کر دیا جائے، نیز جو لوگ علانیہ ظلم و فسق یا بدعت میں مبتلا ہوں، ان کی غیبت کرنا  
بھی جائز ہے۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## دوران بیماری اہل و عیال کا کردار

دوران بیماری اہل و عیال کا کردار مثبت ہونا چاہیے۔ مریضہ کے ساتھ اہل و عیال کا رویہ شفیق اور ہمدردانہ ہونا چاہیے۔ اس سے مریضہ میں بیماری سے لڑنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ اس سے وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس نہیں کرے گی۔ اور اس کے علاوہ اہل خانہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب مریضہ صحت یاب تھی تو اس نے اپنے فرائض کا خیال رکھا اور گھر کے دیگر افراد کے حقوق ادا کیے۔ گھر والوں کے آرام و سکون میں ان کا خیال رکھ۔ مگر آج جب اس پر آزمائش کی گھڑی آئی ہے تو گھر والوں کو اپنے فرائض کا خیال رکھتے ہوئے مریضہ کے حقوق ادا کرنے چاہیے۔ اس سب کے لیے ضروری چیز یہ ہے کہ مریضہ کو وقتاً فوقتاً معالج سے معائنہ کروائیں۔ اور ڈاکٹر کے بتائے ہوئے طریقہ پر خود بھی عمل کریں اور مریضہ کو بھی عمل کرنے کی تلقین کریں رحمہ اللہ سلوک اختیار کرتے ہوئے اس کے کھانے پینے کا خیال رکھنا، وقت پر دوائی دینا، وقتاً فوقتاً مریضہ کو دیکھتے رہنا کہ اُسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں اس کے گرد زیادہ ہجوم اکھٹا نہ ہونے دینا۔ اور خاص کر گھر کے افراد کا اس کے پاس ہونا تاکہ اُسے راحت محسوس ہونے کے ساتھ اکیلا پن بھی دور ہو۔

اور ایک ایسا خاص عمل کے جس پر دوران بیماری اہل و عیال کو زیادہ دھیان اور خیال کرنا چاہیے جس میں یہ کہ قریب المرگ مریضہ کو تلقین کے احکامات دیں تاکہ نزع کے وقت شدت تکلیف اور مشکل ترین کیفیت میں کلمہ طیبہ کا ورد اور توبہ استغفار کا عمل جاری رہے۔

یہ تمام عملیات دوران بیماری اہل و عیال کے کردار کا اہم ترین حصہ ہیں، بسبب اس کے مریضہ شفاء یاب ہو کر دین و دنیا کی ذمہ داریاں احسن طور پر سرانجام دے سکے گی، کیونکہ اس صورت میں صرف اہل خانہ ہی اپنا بہترین کردار ادا کر کے مریضہ کا حوصلہ اور ہمت بڑھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

## تیمارداری کرنا

صرف اسلام ہی وہ دین ہے جو زندگی کے ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام مریض کی عیادت اور تیمارداری، خدمت، دیکھ بھال اور رحمہ اللہ سلوک کی تلقین کرتا ہے، کیونکہ دوران بیماری اہل و عیال ہی ہوتے ہیں جو بیمار کے آس پاس ہوتے ہیں اور ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شرعاً اور اخلاقاً اس عمل کے پابند ہوں کہ وہ مریضہ کی دیکھ بھال میں کوئی لاپرواہی نہ برتیں کیونکہ رحمہ اللہ بنی نوع انسان کی ایک خاص صفت اور اس کی ذات کا ایک اہم حصہ ہے۔

ایک صحت مند اور بیمار کے درمیان اصل فرق ہی یہی ہے کہ صحت مند کسی کا محتاج نہیں ہوتا وہ اپنے کام خود کر سکتا ہے اس کے برعکس ایک مریضہ جو صحت یابی میں اپنے تمام فرائض بخوبی طور پر انجام دیتی رہی اور ابھی اس پر اللہ کی آزمائش

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے کہ وہ بیمار ہے۔ بوجہ اس کے وہ اپنا کام کاج خود نہیں کر سکتی اور گھر کے دوسرے افراد کی محتاج ہے۔ ایسی صورت حال میں اسے پر خاص توجہ کی ضرورت ہے اس کے ساتھ محبت اور نرمی سے بات کی جائے مزید اس سے کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے اسے اپنی محتاجی کا احساس ہو اور وہ اپنے آپ سے بیزاری محسوس کرنے لگے کیونکہ ایسی صورت میں مریضہ میں ہمت اور حوصلہ ختم ہوتا جائے گا اور وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرنے لگے گی لیکن ہمیں اسے مایوس نہیں ہونے دینا۔ اس لیے اس دوران اہل و عیال کو ایسا عملی نمونہ پیش کرنا ہے کہ مریضہ بیماری سے لڑے نہ کہ ہمت ہار جائے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہوگا کہ جب گھر والوں کا سلوک مریضہ سے ہمدرد نہ اور رحمدلانہ ہوگا پیار اور مسکراہٹ سے اس کے کام کرنا، اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھرنا اور جلد صحت کی تسلی دینا، مریضہ سے ایسی گفتگو کرنا جس سے وہ اپنا درد و تکلیف بھول کر ہمت و حوصلے سے بیماری سے لڑے، مریضہ کی تیمارداری اس کے ساتھ خوشگوار انداز سے گفتگو کرنا اس سے یہ ہوگا کہ اس کے نفسیاتی حقائق سامنے آئیں گے اس میں اعتماد، حوصلہ اور امید پیدا ہو جائے گی۔ جو مریضہ کی جلد صحت یابی میں مثبت تبدیلی لائیں گی۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت مروی ہے کہ:

فقال له ابن عمر تعال حتى ابين لك ما سالت عنه اما فراره يومه احد فاشهد ان الله قد عفا عنه وغفر له واما تغيبه يومه بور فانه كانت عنده اوتحتة ابنة رسول الله فقال له رسول الله لك اجر جل ممن شهد بدرا وسهمه. ۵۱

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدر کے میدان سے غائب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: بے شک آپ کو ایک شخص کے برابر اجر ملے گا اور بدر میں حاضر ہونے والوں کا حصہ بھی ملے گا۔“

مزید بیمار کی تیمارداری کے اجر و ثواب کے ضمن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

عن جابر قال كنا مع النبي في غزاة فقال ان بالمدينة لرجالا ما سرتهم مسيرا ولا قطعتم وارا يا الا كانوا معكم جسهم المرض ۵۲

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کسی غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں بیماری نے روک رکھا ہے لیکن جس جگہ سے تم گزرتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔“

تیمارداری کے اجر و ثواب کا اندازہ ہم ان احادیث کی روشنی میں بخوبی لگا سکتے ہیں کہ دین اسلام کی آسانیاں اور

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مہربانیاں بے شمار ہیں اس لیے ہمیں ان پر عمل کر کے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو راضی رکھنا چاہیے تاکہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو، جواہل و عیال کے اجر و ثواب کا باعث ہے اور جو لوگ محتاج، بیمار اور کمزور ہوں اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ جو لوگ ان تکالیف سے بچے ہوئے ہیں وہ احتیاج کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں ایسا کر کے وہ محروم اور مصیبت زدہ لوگوں کی تو صرف دنیوی تکالیف ہی دور کریں گے مگر اپنے آپ کو انشاء اللہ دنیوی اور اخروی دونوں تکالیف سے بچالیں گے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## بیمار کی عیادت کرنا

مریض سے ملاقات اور اس کی عیادت کی فضیلت، بیمار کی عیادت کرنا، بیمار پر سی کرنا اہل اسلام کی عظیم عبادت ہے۔ کیونکہ بسبب اس کے مریض کو فرحت و انسباط، تقویت حاصل ہونے کے ساتھ مرض میں بعض اوقات کمی بھی واقع ہوتی ہے۔ درحقیقت مریض ایسے لوگوں کی عیادت سے خوش ہوتے ہیں جن سے وہ محبت کرتے ہیں ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان سے ملاقات ان کے لیے لطف و کرم و گفتگو سے انھیں طبعی قوت حاصل ہوتی ہے اور گاہے بگاہے وہ صحت مند ہونے لگتے ہیں، احادیث رسول ﷺ سے اس فعل کی عظمت و شرف اور اجر و ثواب کا اندازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام و عيادة المريض و اتباع الجنائز و اجابة الدعوة و تسميت العاطس. ۵۳

”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کی پیروی کرنا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔“

## عیادت کی فضیلت و اہمیت

عیادت کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول اللہ ﷺ اطعمو الجائع و عودوا المريض. ۵۴

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو۔“

اسی سلسلے میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة حتى يرجع. ۵۵

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹنے تک وہ جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے (یعنی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جنت میں لے جانے والے عمل میں ہوتا ہے۔“

مزید عیادت کے ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب کوئی کسی بھی مسلمان کی عیادت میں اگر لا پرواہی برتتا ہے تو اللہ رب العزت بھی اس بات کو پسند نہیں فرماتے جس کی مزید تفصیل اس حدیث میں کچھ یوں ہے کہ:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ وجد تنی عندہ ۶۰ ھ

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جانتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔“

در اصل جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو یہ سب اس کے اپنے بس کی بات نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف سے قرب الہی کا ذریعہ ہے اور بیماری مریض کے درجات میں بلندی اور نیکیوں میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تو اُس کے پاس جائے اور ثواب کی نیت سے عیادت کرے۔ اس عمل کی فضیلت اس حدیث میں کچھ یوں ہے کہ:

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توفوا حسن الوضوء وعاد اخاه المسلم محتسبا بوعد من جہنم مسیرہ ستین خریفاً ۷۰ ھ

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھی کی عیادت کی تو وہ ساٹھ سال کی مسافت جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے۔“

## عیادت کے اسلامی آداب

مسلمان کی عیادت اور زیارت کرتے وقت نیت خالص ہونی چاہیے۔ صرف اور صرف اللہ جل شانہ سے اجر و ثواب کی امید رکھی جائے۔ اپنے سامنے ان فضیلتوں اور اجر و ثواب کو رکھا جائے جس کی امید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہے۔ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی اجر و ثواب مل جائے گا۔ کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

انما الاعمال بالنیات. ۵۸

”تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

اسی طرح اگر مریض سے ملنا ممکن نہ ہو تو کم از کم حال ضرور معلوم کرنا چاہیے اس ضمن میں شیخ محمد بن صالح القحطانی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

۱۔ آج موبائل فون یا خط و کتابت سے بیماروں کا حال چال معلوم کرنا چاہیے لیکن بیمار پرسی کے بھی آداب ہوتے ہیں۔

۲۔ بلاوجہ بہت زیادہ لوگ بیمار کے پاس نہ جائیں۔

۳۔ ایسے اوقات میں مریض کے پاس نہ جائیں جب وہ تکلیف میں ہو یا جب ڈاکٹروں نے ملاقات بندی کی ہو یا جب دوا کا وقت ہو۔

۴۔ مریض کے سوتے وقت یا نماز کے اوقات میں فون نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ ایسے پھل نہ لے کر جائیں جو مریض کے کام نہ آئیں۔

۶۔ بلاوجہ مہنگے پھولوں کا گلہ سہ نہ لے کر جائیں یہ کسی کام نہیں آتے، اس سے بہتر ہے کہ کوئی اچھی کتاب لے کر جائیں یہ مریض کو کہیں زیادہ فائدہ دے گی۔ ۵۹

جبکہ عیادت کے اوقات سے متعلق مفتی عبدالواحد کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

✽ رسول اللہ ﷺ سے عیادت کے لیے کوئی خاص دن یا خاص وقت منقول نہیں بلکہ آپ دن میں بھی اور رات میں بھی عیادت کے لیے گئے ہیں۔ البتہ مریض کی راحت اور اس کے آرام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

✽ سرکاری ہسپتالوں میں مریض سے ملنے کے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں تو وہ ان کی انتظامی ضرورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

✽ اگر معلوم ہو کہ عیادت کے لیے مریض کے پاس جانے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو اس صورت میں اجتناب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ اس وقت بھی ہوتا ہے جب مریض کو I.C.U میں رکھا جاتا ہے اس سے ملاقات سے منع کر دیا جاتا ہے۔ ۶۰

**گناہوں کے معاف ہونے کی خوشخبری**

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی کان اذا دخل علی مریض یعودہ قال لا باس طهور انشاء

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اللہ . ۶۱

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ اس کو مشقت خیال نہ کرو بلکہ انشاء اللہ یہ گناہوں کو دور کرنے والا ہے۔“

اسی طرح مزید مریض کو جہنم سے آزادی کی خوشخبری سناتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:  
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ ﷺ عاد مریضاً فقال ابشر فان اللہ تعالیٰ يقول ہی نار ی اسلطہا علی عبدی المؤمن فی الدنیا لتکون حظہ من النار یوم القیامۃ . ۶۲

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا کہ خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ قیامت کے دن کی آگ کے بدلے میں ہو جائے۔“

## مریض کے لیے دعا کرنا

بیمار کے سامنے ہمیشہ اچھی باتیں، اس کے لیے صحت یابی کی دعا، پر امید خیالات کا اظہار اور مریض کے اعمال صالحہ کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ بیمار کے دل کو سکون پہنچے اور رب تعالیٰ کے حسن ظن قائم ہو۔ نبی کریم ﷺ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے:

لا بأس طہور ان شاء اللہ . ۶۳

”کوئی پریشانی کی بات نہیں ان شاء اللہ آپ صحت یاب ہو جائیں گے۔“  
مزید فرماتے ہیں کہ:

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ اذا جاء الرجل یعود مریضاً فلیقل اللہم اشف عبدک ینکالک عدو او یمشی لک الی جنازۃ . ۶۴

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے۔ اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرماتا کہ تیرے دشمن کو یہ زخم لگائے اور تیری رضا کے لیے جنازہ کے ساتھ چلے۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

احادیث کی روشنی سے یہ واضح ہے کہ جب مریض کے پاس جائیں تو بلا ضرورت خرچہ نہ کیا جائے اور جو کھانے اور جو کھانے یا پھل بیمار کے کام کے نہیں انھیں محض دکھاوے کے لیے نہ لے جائیں بلکہ کوئی اسلامی کتاب، دعاؤں کی کتاب لے جائیں یا خود ہی وہ دعائیں دیجئے جو حضور اکرم ﷺ نے تعلیم فرمائی ہیں۔

## مریض کو تسلی دینا

مریض کو تسلی دینے کے ضمن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:  
عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دخلتم علی المریض فنفسو الہ فی  
اجلہ فان ذلک لا یرد شیئاً ویطب بنفسہ. ۶۵

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم مریض کے پاس (عیادت کے لیے) جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کے غم کو دور کرو تمھاری یہ بات تقدیر کو تو نہیں پھیر سکتی لیکن مریض کو اس سے راحت ہوتی ہے۔“

یعنی مریض کو بیماری کے دوران تسلی دینا بھی اجر و ثواب کا ذریعہ ہے کیونکہ اس سے بیمار کو راحت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی دل میں گھر نہیں کرتی اور قریب المرگ ہونے کا خوف اس کے دل کو کسی غیر اللہ سے شکوہ شکایت یا موت کی تمنا کر بیٹھنے کے گناہ سے بچا لیتا ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## قریب المرگ مریضہ کو تلقین کے احکامات

بیماری آئی ہے تو موت بھی آئے گی، موت دراصل نئی زندگی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

موت کو سمجھا ہے غافل تو اختتام زندگی

یہ تو شامِ زندگی، صبحِ دومِ زندگی

شریعت اسلامی نے جہاں بیماری کے احکامات بتائے وہیں سکراتِ الموت اور عالمِ نزع کے لیے بھی چند اہم ترین

احکامات دیئے ہیں۔

### کلمہ پڑھنے کی تلقین

جب بیمار کی موت یقینی ہو تو نزع کے عالم میں اُس کے قریب موجود افراد پر لازم ہے کہ وہ اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتے رہا کریں۔ بیمار کے قریب بیٹھ کر یا تو خود آہستہ آہستہ آواز میں کلمہ پڑھا جائے لیکن اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے اس لیے کہ نزع کے وقت انسان پر انتہائی سخت اور مشکل ترین کیفیت طاری ہوتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو وہ اس شدت تکلیف کی وجہ سے کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر دے جس سے آخری وقت وہ ایمان سے محروم ہو سکتا ہے۔ اس لیے اسے کلمہ پڑھنے کا حکم ہرگز نہ دیا جائے۔ قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین سے متعلق رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے:

لَقْنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ۶۶

”تم اپنے قریب المرگ افراد کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔“

جہاں شریعت نے مریضوں اور خاص کر نزع کی حالت میں مبتلا مریضوں کے پاس کلمہ توحید پڑھنے کی تلقین کی

ہدایت کی ہے وہیں ان کے لیے خوشخبری بھی فرمائی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

عن النبی ﷺ من كان آخر قوله: لا إله إلا الله دخل الجنة. ۶۷

”جس شخص کا آخری کلام (لا الہ الا اللہ) ہوگا ہو جنت میں داخل ہوگا۔“

### توبہ کی تلقین

بیمار کے پاس بیٹھ کر ہمیشہ نیکی تقویٰ، توبہ اور اجر و ثواب کی باتیں کرنی چاہئیں۔ کثرت سے مریض کے لیے دعاء

خیر بھی کرنی چاہیے۔ رسول مقبول محسنِ انسانیت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

إذا حضرتم المريض أو الميت فقولوا خيراً فان الملائكة يومنون علی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ما تقولون ۶۸

”جب تم بیمار کے پاس بیٹھے ہو یا میت کے قریب ہو تو صرف اور صرف خیر و تقویٰ کی باتیں کرو۔ بے شک فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔“

یعنی ایسی مریضہ جو کہ قریب المرض ہے اس پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور توبہ کرے۔ ویسے بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ بیمار ہو یا نہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا، ہر حال میں اپنے گناہوں پر توبہ کرنی چاہیے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے ندامت کے احساس کے ساتھ اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ فرمان الہی ہے:

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ  
 الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۶۹

”(اے نبی) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی رحمت والا ہے۔“

اس لیے اہل وعیال کو چاہیے کہ اُسے تلقین کریں کہ وہ توبہ کرے کیونکہ جب تک اس کے ہوش و حواس اور عقل و شعور قائم ہیں اسے توبہ میں جلدی کرنی چاہیے، اپنے ماں باپ اہل وعیال اور دیگر لوگوں کے حقوق ادا کیے جائیں۔ اگر کوئی گناہ حقوق العباد کے متعلق ہے، کسی کے ساتھ زیادتی یا ظلم کیا ہے تو مظلوموں سے معافی مانگی جائے، کیونکہ اللہ اپنے حقوق تو معاف کر دیتا ہے مگر بندوں کے حقوق معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود معاف نہ فرمادیں۔ اس ضمن میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

عن عبد الله ابن عمر بن الخطاب عن النبي ﷺ قال: ان الله يقبل توبة العبد ما لم يعر غره ۷۰  
 ”حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس کی آخری ہچکی نہیں نکلتی (یعنی موت طاری نہیں ہوتی)۔“

اس لیے توبہ کی تلقین بھی ایک ضروری امر ہے اور ویسے بھی انسان کو ہر وقت موت کو یاد رکھنا چاہیے دنیا میں آئے ہیں تو جائیں گے بھی اور اسی جانے کا نام موت ہے موت سے کسی کو جائے فرار نہیں اور موت آ جانے کا مطلب بیماریوں، آزمائشوں سے چھٹکارا نہیں بلکہ موت تو آنے والی حقیقی زندگی کا نکتہ آغاز ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

وَأَدْخِلَ الْجَنَّةَ فَنَزَلَ فِيهَا طَوْفًا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ. اے

’ہر جان موت کا مزہ پکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے  
دیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے  
شک وہ کامیاب ہوگا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔‘

## موت کی تمنا نہ کرنے کی تلقین

جب موت ہی سب سے بڑی حقیقت ٹھہری تو عقل مند وہ ہوگا جو کثرت سے موت کو یاد رکھے گا اس لیے اسلام کا  
یہی حکم ہے اور مقصد بھی کہ موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے لیکن مریض کو یہ تلقین بھی کرنی چاہیے کہ کسی بھاری سے بھاری  
مصیبت اور غم و اندوہ کی آخری حالت میں بھی موت کی تمنا اور آرزو نہیں رکھنی چاہیے۔ اور اگر کوئی بیمار ایسی بیماری میں مبتلا  
ہے کہ وہ محتاجی اور بیماری سے پریشان حال ہے اور لازمی طور پر موت کی دعا مانگنی ہو تو صرف وہی دعا مانگنی چاہیے جس کی تعلیم  
رسول اللہ ﷺ نے دی ہے:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ لا يتمنين احدكم الموت لضر نزل به فان كان  
لا بد متمنيا فليقل اللهم احيني ما كانت الحياة خيرا لي ، وتوفني اذا كانت الوفاة  
خييرا لي. ۲۰

’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے  
کوئی بھی کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا اور خواہش نہ کرے اور اگر  
اسے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہو تو کہے: اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی  
میرے لیے بہتر ہے اور مجھے فوت کر دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔‘

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے مثلاً غربت و افلاس، مرض، دشمن کا خوف  
وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا و خواہش اور دعا کرنا مکروہ ہے لیکن دنیاوی ابتلاء و آزمائش کے علاوہ اگر دین میں فتنہ و فساد اور کمی  
کو تاہی کا خوف ہو تو موت کی تمنا کرنے میں کراہت نہیں ہے اور خاتمہ بالا ایمان کی دعا کرنا شیطان کو بہت تکلیف دینے والی

ہے۔

## دورانِ علاج معالجہ عبادات کے احکامات

اسلامی معاشرے اور انسانی زندگی میں عورت ایک خاص حیثیت کی حامل ہے جبکہ قبل از اسلام عرب معاشرے کے ساتھ ساتھ مختلف تہذیبوں میں عورت کو نفرت و حکارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا لیکن اسلام ایک ایسا مذہب جس میں عورت کے حقوق کا تحفظ دیا جس کی مثال دنیا کی پوری قانونی تاریخ میں نہیں ملتی، یہاں تک کہ مرد و عورت دونوں کے ذہنوں کو بدلہ ہے، اسلام نے عورت کو درجہ انسانیت سے گرا کر کسی پست اور حقیر مخلوق کے مشابہ قرار نہیں دیا بلکہ مرد و عورت کی اصل ایک بتائی ہے ایمان اور عمل صالح کے ساتھ روحانی ترقی کے جو درجات مرد کو مل سکتے ہیں وہیں عورت کے لیے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ عبادات کے اجر و ثواب میں بھی عورتوں کو کہیں مردوں سے پیچھے نہیں رکھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّكِرَاتِ لَا أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. ۳۷

”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان کے لیے معافی اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے جہاں عبادات مردوں کے لیے فرض فرمائیں وہیں عورتوں کو بھی ان فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا لیکن یہاں بھی اللہ رب العزت نے خواتین کو صنف نازک ہونے کی وجہ سے ان کے لیے مخصوص ایام کے دوران خاص رعایت برتی ہے۔ جن میں ان کے لیے کچھ عبادات کی قضا متعین فرمادی اور کچھ تو معاف ہی کر دی گئیں، ان احکامات کو تفصیل سے آگے بیان کیا جائے گا۔ دراصل جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرمائی تو فرمادیا کہ:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۚ

”اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔“

تو جہاں انسان کی تخلیق ہی عبادت کے لیے ہوئی ہے وہاں عبادت کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کا اولین فرض ہے، لیکن عبادت کے لیے سب سے پہلا اور اہم فرض جسم کا پاک صاف ہونا ہے، مگر امراض نسواں جن کا تعلق خاص طور پر خواتین سے ہے جن میں حیض و نفاس، استحاضہ، سیلان الرحم، دورانِ حمل، رضاعت، مثانہ کے امراض، بواسیر وغیرہ میں پاکیزگی کو برقرار رکھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے عبادت متاثر ہوتی ہیں اور ایسے حالات میں عبادت کی شوقین خواتین کی طبیعت پر بہت بوجھ پڑتا ہے بعض ازواج مطہرات کے ساتھ بھی جب یہ صورت پیش آتی تو وہ بے اختیار رونے لگتیں۔

اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنا اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا اللہ کو بہت محبوب ہے لیکن جہاں مجبوری آ جاتی ہے تو ہاں معافی و گنجائش کا حکم بھی فرمایا، اور ویسے بھی شریعت اسلامیہ ایک کامل شریعت ہے، خلاق فطرت نے ہر دور میں انسانی ضروریات بھی پیدا کی ہیں اور ان کا حل بھی پیدا فرمایا، انسانوں کی سب سے بڑی ضرورت آخرت کی کامیابی ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے شریعت اتاری ہے اور ایسی کامل و اکمل شریعت اتاری ہے جو ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور ہر مسئلہ کا حل اس میں موجود ہے، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کے لیے دورانِ علاج معالجہ عبادت کے احکامات کی وضاحت کی جائے لہذا اس ضرورت کے پیش نظر باب دوم میں امراض کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے تاکہ امراض کو سمجھ لیا جائے کیونکہ ہر مرض کا علاج معالجہ و مدت مختلف ہے۔ اور اس کے لیے عبادت کے احکامات بھی اس مرض کی نوعیت کی مناسبت سے ہیں اور اس کے بعد عبادت کے احکامات دورانِ علاج معالجہ وضاحت سے بیان کیے جائیں گے۔ امید ہے کہ خواتین کو ان کے مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں باسانی فراہم ہو سکے اور وہ اس سے مستفید ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے میں کامیاب ہو سکیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## طہارت و نظافت کی تاکید و رعایت

دین اسلام میں کسی بھی عبادت کو سرانجام دینے کے لیے انسان کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ اس لیے طہارت و نظافت کی تاکید و تلقین فرمائی گئی ہے، یہاں تک کے صاف ستھرا رہنے کو آدھا ایمان کہا گیا ہے، حدیث پاک میں ہے کہ:

الطهور شرط الایمان. ۵۷

”صفائی نصف ایمان ہے۔“

### غسل

جسم انسانی عطیہ خداوندی ہے لہذا اسے پاک صاف رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ دین اسلام جو حتیٰ الامکان اچھی صورت میں نظر آنے کی دعوت دیتا ہے اور وضو، غسل، اچھے اور صاف ستھرے کپڑوں سے زینت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے لیے ناخن ترشوانے، فاف، بالوں کی صفائی وغیرہ کی ترغیب دیتا ہے، دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب میں نہانے دھونے کو خاص اہمیت حاصل ہے، لیکن اسلامی تعلیمات میں غسل صحیح ہونے کے لیے وضو کے تمام فرائض و ارکان ادا کرنے چاہئیں مثلاً نیت کرنا، پورے چہرے کو دھونا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھونا اور دھوتے وقت مذکورہ بالا ترتیب کو ملحوظ رکھنا یعنی پہلے چہرہ پھر دونوں ہاتھوں کہنیوں تک، پھر سر کا مسح اور پھر پیروں کو ٹخنوں تک اسی ترتیب سے دھونا اور تسلسل کے ساتھ دھونا، یعنی یہ درست نہیں کہ ایک عضو کو دھو کر چھوڑ دیا جائے اور پھر کچھ دیر کہ بعد دوسرے عضو کو دھویا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو ادا کرنے میں ہوش و حواس اور پاکیزگی کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا ط وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا. ۶۷

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔

نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو اور اسی طرح جنابت کی

حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک غسل نہ کر لو، الا یہ کہ راستے سے گزرتے

ہو اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہوا اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے۔“

مزید غسل کے احکام کے بارے میں محمد عطیہ خمیس کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:  
 مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

- ۱۔ حیض و نفاس کا خون آنے سے۔
- ۲۔ ولادت سے خواہ بغیر خون کے ہو۔
- ۳۔ موت سے، بشرطیکہ مرنے والا مسلمان ہو۔
- ۴۔ کافر کے اسلام قبول کرنے سے اگر وہ حالت جنابت میں ہو۔
- ۵۔ جنابت سے۔ ۷۷

## مصنوعی بالوں پر مسح و غسل

گنجلے پن کے مریض کے اپنے ہی سر کے پچھلے حصے کے بالوں کو تراش کر انھیں متاثرہ حصہ کے مسامات میں پیوست کیا گیا ہو تو ایسے بالوں پر مسح اور غسل جائز ہوگا کیونکہ بال مسامات میں پیوست کیے جاتے ہیں اور وضو کے لیے مسح فرض ہے لہذا مسح کرنا جائز ہے اس سلسلے میں محمد بن عبد اللہ الغزالی کچھ یوں لکھتے ہیں:

العضو المنفصل من الحيثي كالأذن المقطوعة.....الافى حق صاحبه فطاهر۔ ۸۷

”یہ زندہ آدمی کے کٹے ہوئے عضو کی طرح ہے جیسا کہ کٹا ہوا کان ہے یہ پاک ہے اس پر مسح کرنا جائز ہے۔“

اس فرمان کی تائید میں مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ:

”اگر وگ کے بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست ہو جائیں اور جسم سے الگ نہیں ہو سکتے ہو تو وضو کے دوران اس پر مسح کرنا جائز ہے اور اسی حالت میں فرض غسل بھی درست ہے اور اگر یہ بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست نہ ہوں بلکہ عارضی ہوں کہ جب چاہیں لگائیں اور جب چاہیں ہٹا دیں تو اس پر مسح جائز نہیں اور ان بالوں کے ہوتے ہوئے اگر جسم تک پانی نہ پہنچے تو ایسی صورت میں فرض غسل بھی درست نہیں ہوگا ایسی صورت میں ان کو ہٹا کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے اور فرض غسل میں غسل سے پہلے ان کو اتار کر غسل کرنا ضروری ہے۔ ۹۷



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## وضو کے احکامات

دورانِ امراض وضو کے احکامات مختلف ہیں جن کا انحصار امراض کی نوعیت پر ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

### آشوب چشم

اس مرض میں آنکھیں سرخ ہو جاتیں ہیں اور بہنے لگتی ہیں اس مرض کے دوران وضو کے احکامات کی وضاحت کرتے ہوئے ابنِ قدامہ لکھتے ہیں کہ:

ازاكان فى عينه رمد وتسيل الدموع منها امره بالو وضوء لوقت كل صلوة لائى اخاف

ان يكون مايسيل منها صد يدافىكون صاحب العذر۔ ۸۰

”جب آشوب چشم ہو اور اس سے آنسو بہہ رہے ہوں تو اس کو ہر نماز کے وقت کیلئے

وضو کا حکم دینا چاہئے۔ اس لیے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ آنکھوں سے بہنے والا یہ پانی زخم کی

پیپ ہو لہذا وہ صاحبِ عذر قرار پائے گا۔“

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ اس وضو کو محض مستحب اور قرین احتیاط سمجھتے تھے واجب نہیں کہتے

تھے علامہ ابنِ نجیم مصری کی یہ صراحت قابلِ لحاظ ہے، لکھتے ہیں کہ:

وهذا التعليل يقتضى انه امر استحباب فان الشك والاحتمال فى كونه ناقضا لايو جب

الحكمه بالنقض اذ اليقين لا يزول بالشك نعمه اذا علم من طريق غلبة الظن باخبار

الاطباء او بعلا مات تغلب على ظن المبتلى يجب۔ ۸۱

”اس علت کا تقاضا ہے کہ یہ حکم استحبابی ہو، اس لیے کہ محض شک اور احتمال سے نقص

وضو کا حکم نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ البتہ اگر

ڈاکٹروں کے بتانے یا بعض مقررہ علامتوں سے غلبہ ظن معلوم ہو جائے تو نقص وضو کا

حکم لگایا جائے گا۔“

اس مسئلہ کی اصل اور بنیاد یہ ہے کہ آنکھ سے گرنے والا پانی کس نوعیت کا ہے؟ اگر یہ زخم سے رسنے والا پیپ اور

پانی ہے تو نجس ہے اور وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

لیکن بعض صورتوں میں جب اگر آنکھ سے پانی گرنے لگے جس میں چاہے وہ رونے کی وجہ سے آنسو گرے یا کوئی تیکہ وغیرہ

گر جانے کی وجہ سے پانی گرے، ان صورتوں میں پانی بالاتفاق ناقص وضو نہیں ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## کمرے کے نچلے حصے کو بے حس کرنے پر وضو

امام علاؤ الدین الکا سانی آج کل علاج معالجے کی بعض صورتوں میں ریڑھ یا کمر میں ایسے انجکشن لگانے کے بارے میں جس سے کمر سے نیچے کا حصہ بے حس ہو جاتا ہے کے بارے میں ”بدائع الضائع“ میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”یہ صورت بھی ناقص وضو ہے کیوں کہ فقہاء نے جنون، بے ہوشی اور غشی کو ناقص وضو مانا ہے“ ۸۲

اس لیے کہ اس کی وجہ سے انسان کی اپنے اعضاء پر گرفت باقی نہیں رہتی اور اس کی وجہ سے ناقص وضو کے پیش آنے کا ادراک نہیں ہو پاتا۔

## اندرون جسم دوا کے استعمال پر وضو

اگر کوئی شخص بوسیر کا مریض ہو اور پائپ کے ذریعہ جسم کے اندرونی حصہ میں دوا پہنچائی جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس سلسلے میں علامہ کا سانی رقمطراز ہیں کہ:

اذا خرج دبره ان عالجه ببده اور بخرقه حتى ادخله تنتقض طهارته لانه يلتزق ببده شئی

من النجاسة. ۸۳

## پلاسٹر پر مسح

پلاسٹر پر مسح کے ضمن میں ابن قدامہ ”المغنی“ میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

فان لجبائر ما يعد لوضحه علی الکسر لینجبر. ۸۴

”پاؤں ہاتھ وغیرہ پر بدرجہ مجبوری جو پلاسٹر لگائے جاتے ہیں ان کی حیثیت ”جبیرہ“

(پٹی) کی ہے۔“

اس کے لیے کوئی مدت بھی متعین نہیں ہے، جب تک صحت یاب نہ ہو مسح کرتا رہے، اگر صحت مند ہونے سے پہلے اپنے آپ ہی یہ پٹی کھل کر گر گئی تو دوبارہ مسح کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر صحت ہو گئی تو اب پھر دوبارہ دھونا ضروری ہوگا، مثلاً نماز کے درمیان پلاسٹر گر پڑا اور اب وہ صحت مند ہو چکا ہے تو اس کی نماز توڑ کر دوبارہ وضو کرنا ہوگا پھر نماز ادا کرے گا، جیسا کہ ”مسح علی الجبیرہ“ کا حکم ہے۔

## انجیکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ

باہر سے غذا یا دوا کی صورت میں کسی چیز کا اندر جانا ناقص وضو نہیں ہے انجکشن پر جسم کا تھوڑا سا خون لگا رہتا ہے اس مقدار میں خون کا باہر آنا بھی ناقص وضو نہیں ہے اس لیے کہ وہ اتنی کم مقدار میں ہوتا ہے کہ بہہ نہیں سکتا۔ چنانچہ فقہاء کہتے

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

ہیں کہ اگر جسم سے خون نکلے، اسے پونچھ دیا جائے اور اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ نہ پونچھا جاتا تو بھی بہہ نہیں سکتا تو وضو ٹوٹے گا۔

”فتاویٰ الہندیہ“ میں علامہ انجکشن سے وضو ٹوٹنے کے مسئلے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اذا خرج من الجرح دم قليل فمسحه، ثم خرج ايضا ومسحه فان كان الدم بحال لو ترك

ماقد مسح منه فسال انتقض وضوءه، وان كان لا يسيل لا ينتقض وضوءه۔ ۸۵

”جب زخم سے تھوڑا سا خون نکلے، پھر اسے پونچھ ڈالے پھر دوبارہ خون نکلے اور اسے

بھی پونچھ ڈالے، تو اگر مجموعی طور پر خون کی مقدار اتنی ہو کہ پونچھا ہوا خون چھوڑ دینے

کی صورت میں بہہ جاتا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔“

ہاں اگر انجکشن کا منشا ہی خون نکالنا اور کھینچنا ہو تو اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا مزید اس کی تائید میں رقمطراز ہیں کہ:

الفراد اذ امص عضو انسان فامتلا دمان كان صغيرا لا ينتقض وضوء كما مصت الذباب

او البعوض وان كان كبيرا ينقض وكذا العلقه اذ امص عضو انسان حتى امتلا عن دمة

نتقض الوضوء۔ ۸۶

”چچڑی جب کسی آدمی کا عضو چوس لے اور خون سے بھر جائے تو اگر وہ چھوٹا ہو تو وضو

نہیں ٹوٹے گا۔ جیسے مچھر کھیاں وغیرہ اور اگر بڑا ہو تو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح جو تک

جب آدمی کا عضو چوسے یہاں تک کہ خون سے بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔“

### اینڈوسکوپ (معدہ تک نکلی پہنچانا)

بعض میڈیکل تحقیق کے لئے حلق کے ذریعہ معدہ تک نکلی پہنچائی جاتی ہے اور پھر وہ نکلی کھینچی جاتی ہے یا گوشت کا

کوئی ٹکڑا کاٹ کر اپنے ساتھ لاتی ہے ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اس مقام نجاست سے نکالا گیا ہے اس لیے

بعید نہیں کہ اس میں کچھ نجاست لگی ہوئی ہو۔ اس سلسلے میں علامہ کا سانی لکھتے ہیں کہ:

وكذلك خروج الولد والدودة والحشا واللحم وعود الحقنة بعد غيبو بته الان هذه

الاشياء وان كانت طاهرة في انفسها لكنها لا تخلو عن قليل نجس يخرج معها۔ ۸۷

”اسی طرح بچہ کی پیدائش، کیڑا، کنکری اور گوشت نیز حقنہ کی لکڑی کا اندر چھپ جانے

کہ بعد نکلنا ناقص وضو ہے کیونکہ گویہ بذات خود پاک ہیں لیکن نجاست کی معمولی مقدار

سے خالی یہ بھی نہیں ہوتیں جو اس کے ساتھ نکل آتی ہیں۔“

## پیشاب کی نالی

بجہ کسی مرض یا آپریشن کے پیشاب کی نالی کا مریض کو لگے ہونا وضو کو متاثر کرتا ہے اس بارے میں ”بدائع الصنائع“ میں کچھ یوں لکھا ہے:

”کسی شخص کا آپریشن کیا جائے اور پیشاب کے باہر نکلنے کے لیے خصوصی نلکی لگا دی جائے جس سے پیشاب آتا رہے تو اس نلکی سے بھی پیشاب کا آنا ناقص وضو ہے۔ کیونکہ نجاست متعینہ مقام سے نکلے یا کسی اور جگہ سے وہ بہر حال ناقص وضو ہے“۔ ۵۸

البتہ اگر مسلسل اس سے پیشاب آتا رہے اور روکنے کی قوت ختم ہو جائے تو وہ معذور کے حکم میں ہوگا اور ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرنے کے بعد جب تک اس کے علاوہ کوئی اور ناقص وضو پیش نہ آجائے یا نماز کا وقت نہ گزر جائے وہی وضو اس کے لیے کفایت کرے گا۔

## مصنوعی دانتوں کی صورت میں

مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مستقل طور پر لگا دیئے جائیں اور پھر ان کو آسانی سے نکالنا نہ جاسکے اس صورت میں مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا۔ اور دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت نکال لیا جائے۔ جبکہ پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا۔ وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا اور غسل میں فرض، دانت نکالنے اور تہہ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں جبکہ مصنوعی دانتوں کی صورت میں وضو سے متعلق شامی لکھتے ہیں کہ:

”اس طرح کے دانت لگانے یا دانتوں کو سونے چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت دی ہے“۔ ۵۹

اب ظاہر ہے اس اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کی اندرونی حصوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے ورنہ اجازت بڑی پریشان کن بھی ہوگی اور بے معنی بھی۔

جب کہ دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک ”زائد چیز“ کی ہوگی یعنی غسل اسی وقت درست ہو سکے گا جب اسکو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچ جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو غسل درست نہ ہوگا۔ اور چونکہ وضو میں کلی سنت ہے اور کلی سے مقصود پورے منہ میں پانی پہنچانا ہے تو اس بارے میں ”فتاویٰ الھندہ“ میں کچھ یوں ہے کہ:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”اس لیے اس کو نکالے بغیر کلی کرنے کی سنت ادا نہیں ہو پائے گی۔“

## مصنوعی اعضاء کا حکم

مصنوعی اعضاء کے احکام بھی اس طرح ہوں گے جو مصنوعی دانتوں کے سلسلہ میں مذکور ہوئے۔ یعنی اگر اس کی بناوٹ اور وضع اس نوعیت کی ہو کہ جراحی (OPERATION) بغیر اس کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ان کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی۔ غسل میں اس پر پانی پہنچانا واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر اعضائی وضو میں ہو تو وضو میں بھی دھونا واجب ہوگا اور اگر ان کی نوعیت ایسی ہو کہ آسانی سے علیحدہ کئے جاسکتے ہوں تو غسل کے وقت اور اگر اعضاء وضو میں ہو تو وضو کے وقت اس حصے کو بھی الگ کر کے جسم کے اصل حصے پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ اس کی نظیر چھٹی انگلی ہے کہ اس کو بھی اعضائی وضو میں مانا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ابن قدامہ کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

وان خلق له اصبع ذائد او يد زائدة في محل الفرض و جب غسلها مع الاصلية۔ ۹۱

”اگر کسی کی پیدائشی طور پر زائد انگلی ہو یا محل فرض میں زائد ہاتھ ہو تو اصل عضو کے ساتھ

زائد عضو کو بھی دھونا واجب ہوگا۔“

بلکہ یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ محل فرض کے علاوہ کسی حصہ کا چمڑا فرض حصہ تک لٹک جائے تو اس کو دھونا بھی فرض ہو جائے گا۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## تیمم کی رعایت

عبادات کے لیے پاکیزگی فرض ہے جس میں غسل کرنا، وضو کرنا اگر جسم پاک ہے اور بوجہ مرض یا بوجہ مجبوری وضو نہ ہو پائے تو ان حالات میں تیمم کرنے کا حکم ہے دراصل تیمم قصد اور ارادہ کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کیلئے خاص طریقہ پر پاک مٹی کا قصد کرنا تیمم کہلاتا ہے۔

### بیماری و بوجہ مجبوری

بیماری کے ایام اور دیگر مسائل کہ جن میں وضو ممکن نہ ہو تو تیمم کا حکم قرآن کریم میں کچھ یوں ہے کہ:  
 وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لِمَسْتُمْ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۚ ۹۲  
 ”اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرورت سے پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو پاک زمین کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو“۔

### زخم (آپریشن) اور پھوڑوں کی حالت میں

زخم (آپریشن) اور پھوڑوں کی حالت میں تیمم سے متعلق رعایت کے ضمن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما دفعه فی قوله 'وان كنتم مرضیٰ او علی سفر قال اذا كانت بالرجل الجراحة فی سبیل اللہ او القروح او الجدري فیجن فیخاف ان یموت ان اغتسل یتیمم. ۹۳

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا جب کسی شخص کے جسم میں زخم ہوں یا پھوڑے ہوں یا چیچک کے زخم ہوں اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اسے خطرہ ہو کہ اگر غسل کیا تو کہیں ہلاکت واقع نہ ہو جائے تو ایسا شخص تیمم کر لے۔“

تیمم دراصل بیماروں اور سخت سردی سے ستائے ہوئے لوگوں کے لیے رحمت ہے کہ وہ وضو یا غسل جنابت نہ کر سکیں یا بیماری کے بڑھنے کا خدشہ ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## تلاوت قرآن کے احکام

قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے، اشرف الملکئۃ حضرت جبریل امین اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین، سید المرسلین رحمۃ اللعالمین پر نازل فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو ہمارے لیے مکمل ضابطہ حیات اور دنیا و آخرت کی فلاح کی ضامن ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا قلوب کے لیے شفا ہونا، شرک و کفر اور اخلاق رذیلہ اور امراض باطنہ سے نفوس کی نجات کا ذریعہ ہونا تو کھلا ہوا معاملہ ہے اور تمام امت اس پر متفق ہے اور بعض علماء کے نزدیک قرآن جس طرح امراض باطنہ کی شفاء ہے امراض ظاہرہ کی بھی شفاء ہے۔

### تلاوت قرآن شفاء کا ذریعہ

دوران امراض قرآن کی تلاوت کرنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ . ۹۴

”اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت، ایمان والوں کے واسطے۔“

### ناپاکی و دیگر حالات میں تلاوت قرآن

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم وہ شخص چھوئے جو پاک ہو، فرماتے ہیں کہ:

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ . ۹۵

”اسے پاک لوگوں کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا“

بوجہ بیماری و دیگر حالات میں کہ جس میں انسان پاک نہ ہو اور غسل واجب ہو تو اس شخص کا قرآن کو چھونا ناجائز ہے اور اسی طرح جس کو صرف وضو کی ضرورت ہو تو وہ بھی اعضاء وضو یعنی ہاتھ وغیرہ سے نہ چھوئے (غسل اور وضو کن وجوہات کی بناء پر واجب ہے اس کی تفصیل غسل اور وضو کے عنوان میں تفصیلاً بیان کی گئی ہیں)۔

دراصل اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ انسانوں کے لیے روئے زمین پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہماری رہنمائی اور ہدایت کے لیے یہ ایک معجزاتی کتاب زمین پر وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری۔ تاکہ ہم اس کے فوائد سے مستفید ہو کر دنیا و آخرت کی فلاح پاسکیں۔ اس لیے دوران بیماری مریض اگر اس کی تلاوت نہ کر سکے تو اس کے گھر والوں کو چاہیے کہ وہ مریض کے لیے تلاوت کریں اور شفاء کی دعا کریں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## نماز کے احکامات

اسلام میں زندگی کے آداب اور انداز بندگی کا اظہار ہم مختلف قسم کی عبادات کے ذریعے کرتے ہیں۔ نماز اللہ تعالیٰ جو کہ معبود حقیقی ہے اس کے سامنے اپنی ابدیت کا اظہار ہے۔ نماز اس بات کا ظاہری اور باطنی ثبوت ہے کہ ہمارا اللہ صرف ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے کے ناطے اپنی پستی، تذلل، انکسار، تواضع، خشیت اور بندگی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ نماز اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ ارشاد باری ہے کہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا. ۹۶

”یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔“

## بیماری کے دوران نماز

قدرت و استطاعت ہونے یا نماز میں کھڑا ہونا فرض ہے لیکن اگر اتنا معذور ہے کہ قیام نہیں کر سکتا تو اس کے لئے احکامات ”الہدایہ“ میں کچھ یوں ہیں کہ:

إذا عجز المريض عن القيامه صلى قاعده ایر كع ويسجد لقوله عليه السلام۔ ۹۷

”جب بیمار کھڑے ہونے سے عاجز ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور بیٹھ کر ہی رکوع و سجدہ کرے گا۔“

مزید فرماتے ہیں کہ:

”وان لم يستطع القعود استلقى على ظهره وجعل رجليه الى القبلة واومى بالر كوع

والسجود“ ۹۸

”اور اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اور اشارے سے رکوع و سجدہ کرے۔“

اور اگر اتنا بیمار ہو کہ کھڑا نہ ہو سکے، بیٹھ کر بھی رکوع و سجود نہ کر سکے تو لکھتے ہیں کہ:

فان لم يستطع الر كوع والسجود اومى۔ ۹۹

”اور اگر اتنا بیمار ہو کہ رکوع و سجود نہ کر سکے تو اشارے سے رکوع و سجدہ کرے۔“

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## قیام اللیل کی عدم فرضیت بیماروں کی وجہ سے

دین اسلام کی آسانوں اور مہربانیوں کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ طبی اخلاقیات کہ پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بیماروں اور معذوروں کی حالت کے پیش نظر اور ان کی کمزوری کی رعایت رکھتے ہوئے تہجد کی نماز کو فرض نہیں فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنُصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَهُ ۚ مَنِ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَأْتِي عَلَىٰ كُفْرًا ۚ وَمَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ ۚ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۚ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَأُوا مَا تَيْسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا اللَّهَ قُرْآنًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۰۱

”آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت تقریباً دو تہائی رات کے، آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ بھاسکو گے۔ پس اس نے تم پر مہربانی کی۔ لہذا جتنا قرآن تمہارے لیے پڑھنا آسان ہو اتنا ہی پڑھا کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے۔ بعض دوسرے زمین میں چل پھر کے اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی روزی) تلاش کریں گے اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے۔ سو تم با آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

مزید اللہ کی شان دیکھیں کہ طبی اخلاقیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ذات نے خواتین کے ساتھ خاص رعایت برتی ہے کہ حالت حیض میں نماز کو معاف فرمادیا تاکہ ان مشقت کے ایام میں وہ آرام کر سکیں۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## حیض و نفاس میں نماز

ابوالحسن برہان لکھتے ہیں:

والحيض ليسقط عن الحائض الصلوة۔ ۱۰۱

”اور حالت حیض و نفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی قضاء بھی نہیں“

## حالت استحاضہ میں نماز

اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت جاء ت فاطمة بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا الى النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ انی امرأة استحاض فلا طهرا فادع اصولہ فقال لا انما ذلک عراق وليس بالحضة فاذا اقبلت الحيضة فدعى الصلوة فاذا ادبرت فاغسلى عنک الدم وصى ۱۰۲

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مستحاضہ عورت ہوں۔ میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں وہ ایک رگ کا خون ہے جو کہ حیض کا خون نہیں۔ پس جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض ختم ہو جائے تو اپنے آپ سے خون دھو لے یعنی غسل کر لے اور نماز پڑھو۔“

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حالت استحاضہ میں عورت کو خون جاری ہونے کے باوجود شریعت میں پاک شمار کیا گیا ہے۔ لہذا استحاضہ کی حالت میں تمام عبادتیں صحیح ہیں اسی طرح نماز معاف نہیں ہوگی اگر خون مسلسل جاری ہے تو ہر فرض نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھتی رہے۔

## دوران علاج معالجہ ہسپتال میں نماز

قبلہ رخ ہونے کے لئے مریض کو استطاعت کی حالت میں تو لازماً چاہیے کہ وہ اپنے سامنے قبلہ کو رکھے لیکن اگر کوئی شدید بیمار ہے مثلاً زخمی حالت میں ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا ہے تو مجبوری کے عالم میں اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی بھی حالت اور کسی بھی طرف رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم عام ہے کہ:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ ۱۰۳

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔“

## مریضہ کے لئے دوپٹے کا حکم

بالغہ عورت کے لئے نماز میں دوپٹے کا حکم ہے لیکن اگر کوئی مریض جس کے سر پر کوئی زخم، پھوڑے، پھنسیاں ہو تو اسکے متعلق آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

لا يقبل الله حائض الابحمار. ۱۰۴

”اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز بغیر (سر پر) دوپٹے کے قبول نہیں فرماتا۔“

لیکن اگر کوئی مریض جس کے سر پر زخم، جراحی، پھوڑے، پھنسیاں ہوں تو اس کے متعلق صالح القحطانی لکھتے ہیں کہ:

”مریض اس سے استثناء ہے، اس کیلئے حکم ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے وہ اپنے ستر کو چھپائے، باقی اللہ معاف کرنے والا ہے۔“ ۱۰۵

## شرمگاہ کے امراض کے دوران نماز کا حکم

شرمگاہ کے امراض جن میں بیماری کے باعث پیشاب کے قطرے کا آتے رہنا، ریاخ کا برابر خارج ہوتے رہنا، خون کا بہنا اور اسکے علاوہ جسم کے کسی حصے سے خون یا پیپ کا جاری رہنا شامل ہے جس کی وجہ سے عبادات متاثر ہوتی ہیں لہذا اس دوران نماز اور وضو کے احکامات کے بارے میں مولانا محمد ابراہیم کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”مستحاضہ عورت کو ہر فرض نماز کے وقت مستقل وضوء کرنا پڑے گا مثلاً ایک عورت مستحاضہ ہے اور اس نے عصر کے وقت وضو کیا اس کے بعد مغرب تک اس کو وضو توڑنے والی کوئی چیز پیش نہ آئی تب بھی یہ عورت عصر کے وضو سے مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتی، مغرب کیلئے اس کو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جس نماز کے وقت اس نے وضو کیا اس نماز کے وقت ختم ہونے تک اس کا وضو باقی ہے اس میں سنتیں نوافل اور قضاء وغیرہ پڑھ سکتی ہے اور وقت ختم ہوتے ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا، اب دوسری نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا (البتہ وقت ختم ہونے سے پہلے ہی وضو کو توڑنے والی کوئی چیز پیش آئی تب اور بات ہے)۔ مندرجہ بالا وضو کا حکم شریعت میں ہر اس شخص کیلئے ہے جو معذور شمار ہوتا ہے، شریعت کی اصطلاح میں معذور اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وضو توڑنے والی چیز اس طرح مسلسل پیش آئے کہ بندہ ہو مثلاً پیشاب کے قطرے کا آتے رہنا یا ریاخ کا برابر خارج ہوتے رہنا یا بدن کے کسی حصے سے خون یا پیپ کا جاری رہنا۔ شریعت میں معذور ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ شروع میں کم از کم ایک نماز کا پورا وقت اس طرح گزرے کہ بغیر اس ناقص وضو کے پیش آئے وضو کر کے اس وقت کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

فرض نماز بھی نہ پڑھ سکے۔

مثلاً کسی آدمی کو زوال سے پہلے بدن کے کسی حصے سے خون نکلنا شروع ہو اور ظہر کا پورا وقت اس خون کے جاری رہنے کی حالت میں گزر گیا اتنا وقت بھی خون نہ رکا جس میں وضو کر کے ظہر کی نماز پڑھ سکے تو یہ آدمی معذور شمار ہوگا۔ اس کے بعد دوسرے وقت میں مسلسل خون آنا ضروری نہیں بلکہ ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ بھی خون آجائے تو وہ معذور شمار ہوگا اور جب ایک نماز کا وقت خالی گیا پھر وہ معذور نہ رہا۔“ ۱۰۶



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## روزہ کے احکامات

ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض ہیں روزہ ایمان کے اہم ارکان میں سے ایک ہے اس کی فرضیت کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. ۱۰۷

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح فرض کئے گئے ان لوگوں پر جو تم سے قبل تھے کہ شاید تم پر ہیزگار بنو۔“

### دوران بیماری روزہ

روزے کی فرضیت اس قدر ہے کہ اگر کوئی بیمار ہے تو اس کیلئے حکم ہے کہ وہ دوسرے ایام میں روزہ رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ. ۱۰۸

”ماہ رمضان میں قرآن مجید کو اتارا گیا ہے کہ یہ لوگوں کو راہ حق دکھاتا ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی روشن دلیلیں ہیں۔ سو تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پاوے تو وہ روزے رکھے اور اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے دوسرے ایام میں رکھے گا۔“

### حیض و نفاس کی حالت میں روزہ

حیض و نفاس کی حالت میں روزہ کے ضمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن معاذة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سألت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقلت ما بال الحائض تقضى الصوم ولا تقضى الصلوة فقالت احرورية انت قلت لست بحروية ولكنى اسئل قالت كان بصيونا زلك فنو مر بقضاء الصوم ولا نومر بقضاء الصلوة. ۱۰۹

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیا تو حرور یہ ہے؟ میں نے کہا: میں تو حرور یہ نہیں ہوں بلکہ جاننا چاہتی ہوں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہمیں حیض آتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی سے واضح ہے کہ حائضہ عورت ایام حیض کے روزوں کی قضا کرے گی اور نماز کی قضا نہیں کرے گی بلکہ ان ایام نفاس میں اس پر نماز فرض ہی نہیں کیونکہ اس میں عورت کو مشکل تھی اور روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں اس میں مشکل نہیں اس سے یہ عیاں ہے کہ اسلام انسانوں کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ ان کیلئے آسانیاں فراہم کرتا ہے۔

### دوران حمل و رضاعت روزہ کے احکامات

دراصل دوران حمل ماں ہی بچے کو غذا فراہم کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اگر عورت بوجہ روزہ دوا اور خوراک نہ لے سکے اور اس وجہ سے اس کے بچے کو نقصان پہنچے گا تو وہ روزہ نہ رکھے گی بلکہ اس کی قضائی رکھے گی اور اس طرح اگر دودھ پلانے والی عورت کو اپنے یا بچے کے بیمار ہونے اور دودھ کی کمی ہونے کا خدشہ درپیش ہو تو یہ بھی روزہ نہیں رکھے لیکن اس کے اور حاملہ کے روزہ رکھنے کے احکامات کی تفصیل محمد عطیہ خمیس بیان کرتی ہیں کہ:

”حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کیلئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر اسے بیمار ہو جانے یا مرض میں اضافہ کا ڈر ہو اور یہ ڈر خواہ اپنے اور بچے دونوں کے بیمار ہونے کا ہو یا صرف اپنے بیمار ہونے کا ہو یا صرف بچے کو نقصان پہنچنے کا ہو اور خواہ دودھ پلانے والی ماں ہو یا اجرت پر پلا رہی ہو۔ البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ حاملہ پر فدیہ نہیں ہے محض قضا ہے اور دودھ پلانے والی پر قضا بھی ہے اور فدیہ بھی۔ اور اگر حاملہ یا مرضہ کو روزے سے خود کو یا بچے کو سخت نقصان پہنچنے یا اپنے یا بچے کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو تو ان پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔“ ۱۰۱

فدیہ کی وضاحت قرآن کریم میں کچھ یوں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ ۱۱۱

”اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں ایک روزے کا فدیہ ایک

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

مسکین کا کھانا۔“

## بوجہ زچگی روزہ کا حکم

بوجہ زچگی روزہ کے حکم کے بارے میں ”فقہ النساء“ میں کچھ یوں ہے کہ:

”حیض اور نفاس ایسے عذر ہیں جن کی بنا پر عورت کیلئے افطار یعنی روزہ نہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے لہذا اگر روزے دار عورت کو حیض شروع ہو جائے یا نفاس کا خون آجائے یعنی زچگی ہو جائے تو اس عورت پر روزہ کھول دینا واجب ہے اور ایسی حالت میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ اگر روزہ رکھے گی تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس دن کی قضا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ عورت کیلئے روزہ رکھنے کی شرائط میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہو لہذا حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا صحیح نہیں۔ اگرچہ اس پر رمضان کا روزہ فرض ہے۔ لیکن چونکہ وہ روزہ رکھنے سے شرعاً عاجز ہے اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتی البتہ اس پر ان دنوں کے روزوں کی قضاء واجب ہے جن میں اس عذر شرعی کی بنا پر وہ روزہ نہیں رکھ سکی اور اس مسئلہ پر پوری امت مسلمہ کے علماء کا اجماع ہے۔“ ۱۲

عبدالرحمان الجزیری لکھتے ہیں کہ:

☆ شافعیوں کے نزدیک روزے کی شرائط دو قسم کی ہیں:

۱۔ شرائط وجوب صوم

۲۔ شرائط صحت صوم

روزہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ انسان جسمانی اور شرعی طور پر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس میں شفا یاب ہونے کی توقع نہ ہو، روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یہ جسمانی ناطقتی کی صورت ہے اور حیض و نفاس کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہونا شرعی ناطقتی ہے اور روزہ درست ہونے کی شرائط میں یہ بھی شامل ہے کہ روزے دار حیض و نفاس اور زچگی سے پاک ہو خواہ خون نہ آئے۔

☆ خفیوں کے نزدیک روزے کی شرائط تین قسم کی ہیں:

۱۔ روزہ فرض ہونے کی شرائط

۲۔ روزہ رکھنا واجب ہونے کی شرائط

۳۔ صحت روزہ کی شرائط

روزہ رکھنا واجب ہونے کی شرائط دو ہیں:

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا روزہ رکھنا واجب ہونے کی شرط ہے چنانچہ اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں روزہ رکھے گی تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔ اگرچہ اس پر روزہ فرض ہو۔

۲۔ روزہ رکھنا واجب ہونے کی دوسری شرط نیت ہے۔ چنانچہ روزہ رکھنا بغیر نیت کے درست نہیں تاکہ عادت اور عبادت میں فرق ہو سکے اور نیت کے سلسلے میں صرف اتنا کافی ہے کہ روزہ رکھنے والے کو دل میں معلوم ہو کہ میں روزہ رکھ رہا ہوں البتہ اگر زبان سے بھی نیت کر لے کہ ”میں روزہ رکھ رہا ہوں“ تو سنت پر بھی عمل ہو جائے گا۔

☆ مالکیوں کے نزدیک بھی روزے کی شرائط تین قسم کی ہیں:

۱۔ محض روزہ فرض ہونے کی شرائط

۲۔ محض روزہ کی شرائط

۳۔ روزہ فرض ہونے اور روزہ درست ہونے کی مشترکہ شرائط

روزہ فرض ہونے اور صحیح ہونے کی مشترکہ شرط یہ ہے کہ روزہ دار حیض و نفاس سے پاک ہو چنانچہ حیض و نفاس والی عورت پر نہ تو روزہ رکھنا واجب ہے اور نہ اگر وہ روزہ رکھے تو روزہ صحیح ہوگا لیکن جو نہی حیض یا نفاس والی عورت فجر سے پہلے پاک ہوئی اس پر اسی وقت روزہ کی نیت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ طلوع فجر سے ایک لحظہ پہلے ہی پاک ہو۔ اسی طرح حیض و نفاس والی عورت پر ان دنوں روزوں کی قضا واجب ہے جن دنوں میں وہ حیض یا نفاس کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکی۔ یعنی حیض و نفاس روزے کیلئے عذر ہے اور عذر کے دور ہوتے ہی اس پر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے۔

☆ حنبلیوں کے نزدیک روزے کے شرائط کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ شرائط وجوب

۲۔ شرائط صحت

۳۔ ایسی شرائط جو روزہ واجب ہونے کیلئے بھی ضروری ہیں اور روزے کی صحت کے لئے بھی ان کا پایا جانا ضروری ہے۔ حنبلیوں کے نزدیک حیض و نفاس کے خون کا ختم ہونا روزہ درست ہونے کی شرط ہے۔ لہذا حیض و نفاس کی حالت میں روزہ درست نہیں ہوگا۔ اگرچہ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت پر روزہ فرض ہے“ ۱۳۱

### موذی امراض کی وجہ سے افطار

در اصل بیماریوں کی وجہ سے دوران روزہ اگر حالت ناساز ہو جائے تو روزہ توڑنے (افطار) کی اجازت کے بارے میں ”فتاویٰ الہندیہ“ میں کچھ یوں تحریر ہے کہ:

”مریض کو جب (روزہ کے باعث) ہلاکت یا کسی عضو کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہو تو بالاتفاق روزہ

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

توڑ دیا جائے، یہ حکم اس وقت بھی ہے جب بیماری بڑھ جانے یا طول پکڑ لینے کا اندیشہ ہو اور روزہ افطار کرنے کی صورت میں بعد میں اس کو قضاء کرنی ہوگی یہ اندیشہ خود مریض کے اندازہ پر مبنی ہوگا۔ بشرطیکہ یہ اندازہ کسی مسلم طبیب کے مشورہ، تجربات یا علامات پر اس طرح مبنی ہو کہ مریض کو ان باتوں کا غالب گمان ہو جائے، محض وہم نہ ہو، صحت مند آدمی کو بھی اگر بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو بھی افطار کی اجازت ہے۔“ ۱۴

### دوران روزہ اینڈ وسکوپی

آج کل معدہ کے بعض امراض کی شناخت کے لئے معدہ تک منہ کے ذریعہ نلکی پہنچائی جاتی ہے جو بعض دفعہ گوشت کا ٹکڑا کتر کراپنے ساتھ لاتی ہے اور اس پر تحقیق ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اصل میں روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا مدار اس بات پر ہے کہ معدہ میں داخل ہونے والی چیز اندر ٹھہر گئی ہے یا واپس آگئی ہے؟ اگر ٹھہر گئی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اس سلسلے میں علامہ کا سانی لکھتے ہیں کہ:

و هذا يدل على ان استقرار الداخل في الجوف شرط لفساد الصوم۔ ۱۵

”یہ اس بات کی دلیل ہے کہ داخل ہونے والی چیز کا معدہ میں ٹھہرنا روزہ فاسد ہونے کیلئے شرط ہے۔“

### ناک میں دوا ڈالنا

ناک میں دوا ڈالی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے کہ ناک کی طرف سے حلق میں منفذ یعنی راستہ موجود ہے، قاضی خان میں ہے کہ:

وكذا السعوط والوجود والقطور في الاذن، اما الحقنة والوجود فلانه وصل الى

الجوف مافيه صلاح البدن وفي القطور والسعوط لانه وصل الى الراس مافيه صلاح

البدن۔ ۱۶

”اسی طرح دوا کا ناک میں چڑھانا، منہ میں اور کان میں ٹپکانا روزے کیلئے مفسد ہے۔ جہاں تک حقنہ (ہر دوا جو مریض کے مقعد سے پیٹ صاف کرنے کیلئے چڑھائی جائے) اور منہ میں ٹپکائی جانے والی دوا کی بات ہے تو چونکہ اس طرح پیٹ میں ایسی چیز پہنچتی ہے جس میں بدن کی اصلاح ہے اور ناک میں چڑھانے اور اسی طرح کان میں ڈالی جانے والی دوا کی بات ہے تو اس لئے کہ سر تک ایسی چیز پہنچتی ہے جس میں بدن کی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

اصلاح ہے۔“

## روزہ کی حالت میں اسٹیم لینا

بعض یونانی اور آریو ویدک دواؤں میں استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو جوش دیئے ہوئے پانی میں ڈال کر اس کا بھاپ لیا جاتا ہے جس کا اثر بلاتا خیر حلق بلکہ سینہ تک پہنچتا ہے اس کو اسٹیم لینا کہتے ہیں۔ اس طرح اسٹیم لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قصداً حلق میں دھواں داخل کرے تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم اسٹیم کا بھی ہوگا۔ علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

من ادخل بصنعه دخانا حلقه باى صورة كان الازخال فسد صومه سواء كان دخان

عنبر او عود او غيرهما۔ ۱۷۱

## اندرون جسم دوا کا استعمال

اندرون جسم کسی بھی قسم کی دوا ڈالنا مفسد صوم ہے جس کی وضاحت فتاویٰ عالمگیری میں کچھ یوں ہے کہ:

وفى الاقطار فى اقبال النساء يفسد بلا خلاف وهو الصحيح۔ ۱۱۸

”عورت کے اندرون جسم کسی چیز کا قطرہ ٹپکانے سے بالاتفاق روزہ فاسد ہو جائے گا

یہی صحیح رائے ہے۔“

## آنکھوں اور کانوں میں دوا ڈالنا

آنکھوں میں چاہے سیال دوا ڈالی جائے یا جامد اور چاہے اس کا مزہ حلق میں محسوس ہی کیوں نہ ہو روزہ اس کی وجہ

سے نہیں ٹوٹے گا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر آنکھ میں دوا ٹپکائی جائے جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

”اگر آنکھ میں دوا ٹپکائی جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا گو حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو۔“ ۱۱۹

جبکہ کان میں ڈالنے والی دوا کو مفسد صوم قرار دیتے ہوئے علامہ نوویؒ کچھ یوں رقمطراز ہیں کہ:

لواقطرفى اذنه ماء او دهن او غيرهما فوصل الى الدماغ فوجهان ، اصحهما يفطر۔ ۱۲۰

”اگر کسی نے اپنے کان میں پانی یا تیل، یا ان دو کے علاوہ کوئی اور چیز ٹپکائی اور وہ

دماغ تک پہنچ گئی تو اس میں دو قول ہیں۔ صحیح ترین قول روزہ ٹوٹنے کا ہے۔“

یہ تو فقہاء کی رائے ہیں، لیکن دراصل اس مسئلہ کا تعلق طب اور میڈیکل سائنس سے ہے۔ مختلف ڈاکٹروں سے

تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ کان اور دماغ یا معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے بلکہ کان کے سرے پر ایک پردہ موجود ہے جو

اس راستہ کو بند کر دیتا ہے اس کے برخلاف آنکھ کا حلق کی طرف منفذ موجود ہے۔ چنانچہ تجربہ ہے کہ کان میں جو دوائیں ڈالی



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

جاتی ہیں آدمی اس کا مزاحم حسوس نہیں کرتا اور آنکھ کی دواؤں کا مزاجاً حلق میں محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے آنکھ میں سیال دواؤں کا ڈالنا مفسد صوم ہونا چاہیے اور کان میں ڈالی جانے والی دواؤں کو بھی ازراہ احتیاط ناقص صوم مان لیا جائے گا۔

### دوران روزہ بواسیر کی خارجی دوا کا استعمال

روزہ کی حالت میں اگر بواسیر کے مریض کو پائپ کے ذریعہ دوا اندر تک پہنچائی جائے تب تو اس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ ہی جائے گا کہ قوی امکان دوا کے معدہ تک پہنچنے کا ہے، لیکن اگر صرف مسوں یا اوپری سطح پر مرہم لگایا جائے تو اس کے بارے میں ڈاکٹروں سے دریافت کر لینا چاہیے کہ یہ دوا معدہ تک پہنچتی ہے یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ معدہ میں چونکہ ایک حد تک جذب کرنے کی صلاحیت ہے اور اسی لئے فقہاء نے روزہ کی حالت میں استنجاہ کی ضرورت سے پانی استعمال کرتے ہوئے زیادہ کشائش کو پسند نہیں کیا ہے لہذا اس سے احتیاط واجتناب بہتر ہے۔ تاہم محض شک کی وجہ سے ظاہر ہے کہ روزہ ٹوٹ جانے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں علامہ ابن نجیم کی یہ وضاحت قابل لحاظ ہے لکھتے ہیں کہ:

واطلاق الدواء فشمل الرطب و اليابس لان العبرة للو صول لا لكونه رطباً و يابساً وانما

شرطه القدوری لان الرطب هو الذي يصل الى الجوف عادة حتى لو علم ان الرطب لم

يصل لم يفسد ، ولو علم ان اليابس وصل فسد صومه - ۱۲۱

”مصنف نے مطلق دوا کہا ہے، اس میں تر اور خشک دونوں شامل ہیں کیونکہ پہنچنے کا

اعتبار ہے نہ خشک و تر ہونے کا۔ البتہ قدوری نے تر ہونے کی شرط لگائی ہے اس لئے کہ

تر دوا عام طور پر پیٹ میں پہنچ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر تر دوا نہ پہنچنے کا علم ہو جائے تو

روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر خشک دوا کے پہنچ جانے کا یقین ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔“

### ڈرپ، انجکشن اور خون چڑھانے کا حکم

انجکشن کے ذریعہ جو چیزیں جسم میں داخل کی جاتی ہیں وہ عموماً رگوں کے واسطے سے قلب و دماغ یا معدہ تک پہنچتی ہیں اور ایک ایسی راہ سے گزرتی ہیں جو اس کی حقیقی راہ اور فقہاء کی زبان میں ”منفذ“ نہیں ہے زیر بحث مختلف نظائر کو سامنے رکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہائے ایسی صورتوں کو مفسد صوم نہیں قرار دیتے ہیں۔ مثلاً دو قسم کے زخم ہیں جن میں دوا ڈالنے کو فقہائے نے مفسد صوم قرار دیا ہے۔ ایک آمہ اور دوسرے جائفہ، آمہ سر کے اس گہرے زخم کو کہتے ہیں جو اصل دماغ تک پہنچ گیا ہو اور اس کے ذریعہ دوا بھی وہاں تک پہنچ جاتی ہو جائفہ پیٹ کے اس زخم کو کہتے ہیں جو معدہ تک گہرا ہو اور اس کے ذریعہ دوائیں پیٹ تک پہنچ جاتی ہوں۔ اس طرح گویا یہ زخم معدہ اور دماغ تک پہنچنے کے لئے بلا واسطہ راہ اور منفذ پیدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس میں دوا ڈال دینا مفسد صوم ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے زخموں پر دوا ڈالنا مفسد صوم نہیں ہے۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

چاہے وہ کوئی بھی زخم ہو حالاں کہ کوئی بھی زخم جو جسم کے اندرونی حصہ تک پہنچتا ہو اس پر ڈالی گئی دوائیں بلواسطہ معدہ یا دماغ تک پہنچ ہی جاتی ہیں مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔  
الہدایہ میں ہے کہ:

ولو داوى جائفة امة بدواء فوصل الى جوفه او دماغه اطفر عند ابى حنيفة والذى يصل

هو الرطب۔ ۱۲۲

”اگر پیٹ کے یا دماغ کے اندر پہنچے ہوئے زخم کا دوا کے ذریعہ علاج کرے پھر دوا اس کے پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس طرح مرطوب دوا ہی پہنچ سکتی ہے۔“  
امام نوویؒ کا بیان ہے لکھتے ہیں کہ:

لو اوصل الدواء الى داخل الساق او غرز فيه سكيناً او غيرها فوصلت منه، لم يفطر

بلا خلاف لانه لا يعد عضواً مجوفاً۔ ۱۲۳

”اگر دوا پنڈلی کے اندر وانی حصہ تک پہنچائی، یا چھری یا کوئی دوسری چیز اس میں چھو دی اور اس کا اثر گودے تک پہنچ گیا تو بغیر کسی اختلاف کے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔  
کیوں کہ وہ عضو، ”مجوف“ شمار نہیں کیا جاتا۔“

کان، ناک اور سرین کے راستہ سے معدہ یا دماغ تک پہنچنے والی چیزوں کو بھی فقہاء نے اس لئے مفسد صوم قرار دیا ہے کہ فطری طور پر ایسے راستے موجود ہیں جن سے دوائیں یا غذائیں وہاں تک پہنچائی جاسکیں، علامہ کا سانی لکھتے ہیں۔

ما وصل الى الجوف او الدماغ من المخارق الاصلية كالانف والاذن والدبر بان استعط

واحتقن او افطر في اذنه فوصل الى الجوف او الى الدماغ۔ ۱۲۴

”(مفسدات صوم میں سے وہ دوائیں ہیں) جو معدہ یا دماغ تک فطری شگاف مثلاً ناک، کان یا سرین کے ذریعہ پہنچیں مثلاً ناک کے ذریعہ چڑھائی جائے یا حقنہ دیا جائے یا کان میں قطرے ڈالے جائیں اور وہ معدہ یا دماغ تک پہنچ جائیں۔“

## حج کے احکامات

اسلام نے عبادات کا جو نظام وضع کیا ہے، اس میں انسان کی ذاتی فلاح سے لے کر اجتماعی زندگی کے جملہ معاشرتی پہلوؤں اور عالم گیر معاشرے کے قیام، امن و امان، محبت، سلامتی اور دین و دنیا میں آخرت کے پہلوؤں کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ شامل کیا ہے۔ عبادت کا خواہ کوئی بھی پہلو ہو، ایک دوسرے سے مربوط کڑیوں کی طرح جڑا ہوا ہے۔ حج بیت اللہ تمام عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں جسمانی مشقت بھی ہے۔ مالی قربانی اور اپنی تجارت گھریا راولاد وغیرہ کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت و جہاد ہے۔ صبر و تحمل، توکل اور تقویٰ بھی ہے۔ مزید اس میں دنیاوی خواہشات اور لذات کو ترک کر کے اپنی ہستی کو خالص اللہ کی رضا کے لئے قربان کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت لوگوں پر حج فرض کر دیا جس کی وضاحت اس آیت قرآنی میں کچھ یوں بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيهِ آيَاتٌ مَّ بَيَّنَّتْ مَقَامَ اِبْرَاهِيمَ ؑ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۲۵

”بے شک وہ پہلو گھر (عبادت خانہ) جو بنایا گیا وہ مکہ میں ہے جو بڑا برکت والا اور

سب جہانوں کی ہدایت کیلئے ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم بھی ہے

اور جو بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے لوگوں پر اس گھر

کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو اس کے باوجود انکار کرے تو

بے شک اللہ تعالیٰ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔“

جیسا کہ حج ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا گیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا

ہو اس طاقت سے مراد مال و دولت اور صحت کی طاقت ہے کہ جو صاحب استطاعت ہو وہ حج کرے وگرنہ جب اس قابل ہو

جائے تو ضرور حج کرے کیونکہ یہ فرض ہے لیکن اگر استطاعت نہ ہو پائے تو کوئی گناہ نہیں، خواتین کیلئے حج کرنے میں محرم کا

ہونا فرض ہے وگرنہ حج فرض نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فرماتے ہیں کہ:

وَ اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِىْ شَيْئًا وَّ طَهِّرَ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ

وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۱۲۶

”اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کے تعمیر نو کرنے کی جگہ مقرر کر دی اور

حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے۔“  
مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ حج کے لئے پاکیزگی کا خاص الخاص خیال رکھا جائے جس میں غسل کرنا، با وضو ہونا وغیرہ شامل ہیں۔ کیونکہ جب اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم فرمایا تو وہاں جانے والوں کو بھی صفائی ستھرائی کا خیال ہونا چاہیے۔ جس میں کہ خواتین کو خاص طور پر حیض و نفاس اور استحاضہ میں جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

### خواتین پر حج کی فرضیت

خواتین پر بھی حج فرض ہے لیکن محرم کے ساتھ اس کی تفصیل محمد یوسف لدھیانوی کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:  
”عورت پر بھی فرض ہے جبکہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کر دے۔“ ۱۲۷

### دوران حیض حج کے احکامات

حج کے دوران خواتین کیلئے اس ضمن میں شرعی احکامات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبدالحق لکھتے ہیں کہ:  
”حج کے دوران جب کسی عورت کو حیض شروع ہو جائے تو اس کیلئے شرعی حکم یہ ہے کہ طواف وسعی بین الصفا والمروہ کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کرے گی مثلاً وقوف عرفات و مزدلفہ رمی جمار و ذبح وغیرہ اور جب پاک ہو جائے تو پھر طواف زیارت وغیرہ کرے گی۔“ ۱۲۸

### دوائی کھا کر ایام کو روکنا

عبادات کی ادائیگی کیلئے جن میں خاص طور پر روزہ و حج شامل ہیں دوائی کھا کر ان کی ادائیگی کے ایام میں دوائی کھا کر ایام کو روکنے کے بارے میں محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:  
”جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے عورت پاک ہی شمار ہوگی اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا، رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں مگر شرط ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کیلئے مضر ہو تو جائز نہیں۔“ ۱۲۹

لہذا دوران حج ایام کو روکنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

### انجکشن سے حیض بند کرنے کا حکم

آج کل ایسے انجکشن ملتے ہیں جن کے لگانے سے خواتین کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً حج کے ایام میں

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

خواتین وہ انجکشن لگواتی ہیں اس سلسلے میں مولانا عبدالحق کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:  
”حیض کا تعلق اس خون کو دیکھنے سے ہے جو بناء کسی سبب کے رحم سے آئے، گویا کہ حیض کے ایام میں یہ عمل بذریعہ انجکشن بند ہے اس لئے صرف ایام کو حیض نہیں کہا جائے گا اور نہ اس حیض کے احکام جاری ہوں گے بلکہ اس قسم کی خاتون کو نماز، روزہ طواف وغیرہ سب کچھ جائز اور لازمی ہے۔“ ۱۳۰

### حاملہ عورت کا حج

حاملہ عورت سے متعلق اکثر و بیشتر حج کے بارے میں مختلف سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں کہ کیا وہ حج کر سکتی ہے؟ اور اگر کر سکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے لطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلے کی وضاحت بیان کرتے ہوئے محمد یوسف لدھیانوی کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”حاملہ عورت حج کر سکتی ہے پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔“ ۱۳۱

یعنی حاملہ عورت اگر حج کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہونا چاہتی ہے تو وہ ہو سکتی ہے لیکن وہ بچہ یا بچی جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا اس کا حج نہیں ہوگا۔ مندرجہ بالا تعلیمات کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ دین اسلام نے صرف عبادات کا حکم ہی نہیں فرمایا بلکہ اس دوران پیش آمدہ مسائل کو زیر غور رکھتے ہوئے طبی اخلاقیاتی پہلو کے ذریعے اس معاملے میں آسانیاں اور گنجائش فرمائی ہیں۔ جنہیں جاننے کے بعد بالخصوص خواتین ان سے فیض یاب ہو کر اپنی طرز و روش حیات عبادات کے ضمن میں درست کر کے اللہ کی یاد میں محو ہو کر عبادات کا فرض ادا کر سکتی ہیں۔

## حوالہ جات

- ۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب: لا عیش الا عیش الآخرة، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن۔ ن، رقم الحدیث: ۶۴۱۲، ج: ۲، ص: ۴۷۵۔
- ۲۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب التفسیر، باب: من سورۃ الہکم التکاثیر، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن۔ ن، رقم الحدیث: ۳۳۲۵، ج: ۲، ص: ۲۴۶۔
- ۳۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ابواب التجارت، باب الحث علی المکاسب، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن۔ ن، رقم الحدیث: ۲۱۴۱، ص: ۲۷۲۔
- ۴۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الطب، باب: الرجل یتداوی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن۔ ن، رقم الحدیث: ۲۸۵۹، ج: ۲، ص: ۱۸۳۔
- ۵۔ محمد سلمان، کتاب الطب، لاہور، بیسٹ اردو بکس، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۵۔
- ۶۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب: شدۃ المرض، رقم الحدیث: ۵۶۴۸، ج: ۲، ص: ۳۶۲۔
- ۷۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الذہد، باب ماجاء فی ذہاب البصر، رقم الحدیث: ۲۳۶۱، ج: ۲، ص: ۵۱۶۔
- ۸۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، رقم الحدیث: ۳۰۹۰، ج: ۲، ص: ۸۹۔
- ۹۔ النساء ۲: ۲۹۔
- ۱۰۔ البقرۃ ۲: ۱۹۵۔
- ۱۱۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب البر والصلۃ، باب: ماجاء فی الخیائۃ والغش، رقم الحدیث: ۱۹۰۲، ج: ۲، ص: ۴۵۸۔
- ۱۲۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب الطب، باب الحمیۃ، رقم الحدیث: ۳۴۴۲، ص: ۳۸۰۔
- ۱۳۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۳۴۴۳۔
- ۱۴۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزیہ، ذوالمعاد، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۷ء، ج: ۴، ص: ۱۴۰۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۱۵۔ البقرہ ۲: ۱۸۶۔
- ۱۶۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اُصبح، رقم الحدیث: ۵۰۹۳، ج: ۲، ص: ۳۵۳۔
- ۱۷۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الدعوات، باب: ما جاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ، رقم الحدیث: ۲۴۲۶، ج: ۲، ص: ۶۶۰۔
- ۱۸۔ یوسف ۱۲: ۸۷۔
- ۱۹۔ الانبیاء ۲۱: ۴۲۔
- ۲۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاستعاذۃ، رقم الحدیث: ۱۵۴۵، ج: ۱، ص: ۲۲۶۔
- ۲۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب نہی تمنی المریض الموت، رقم الحدیث: ۵۶۷۰، ج: ۲، ص: ۳۶۶۔
- ۲۲۔ یوسف ۱۲: ۸۶۔
- ۲۳۔ النمل ۲۷: ۶۲۔
- ۲۴۔ الطلاق ۶۵: ۳۔
- ۲۵۔ النحل ۱۶: ۵۳۔
- ۲۶۔ التوبہ ۹: ۵۱۔
- ۲۷۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الذہد، باب فی احادیث متفرقة، رقم الحدیث: ۷۵۰۰، ج: ۲، ص: ۴۲۰۔
- ۲۸۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الاستعفاف المسئلة، رقم الحدیث: ۱۴۶۹، ج: ۱، ص: ۲۸۲۔
- ۲۹۔ الزمر ۳۹: ۱۰۔
- ۳۰۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الاستعفاف المسئلة، رقم الحدیث: ۱۴۶۹، ج: ۱، ص: ۲۸۲۔
- ۳۱۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ابواب الدعوات، باب الدعاء بالعقود العافیۃ، رقم الحدیث: ۳۸۴۹، ص: ۴۰۹۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۳۲۔ آل عمران ۳: ۲۰۰۔
- ۳۳۔ خلیل اشرف عثمانی، احیاء العلوم، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۱ء، ج: ۴، ص: ۱۰۵۔
- ۳۴۔ الزمر ۱۰: ۳۹۔
- ۳۵۔ القحطانی، شیخ محمد بن صالح، تحفۃ المریض، کراچی، قرآن محل، ۲۰۱۲ء، ص: ۵۰-۵۲۔
- ۳۶۔ البقرة ۲: ۱۸۰۔
- ۳۷۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب الوصایا، رقم الحدیث: ۲۷۳۸، ج: ۱، ص: ۲۸۶۔
- ۳۸۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الزکوۃ، باب ماجاء فی الصدقة علی ذی القربۃ، رقم الحدیث: ۶۲۹، ج: ۱، ص: ۲۶۰۔
- ۳۹۔ شفیق الرحمان فرخ، موت سے قبر تک، لاہور، ہدای اکیڈمی، ۱۴۳۱ھ، ج: ۲، ص: ۱۹۔
- ۴۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الدیات، باب فیمن تطب ولا یعلم منه طب فاعنت، رقم الحدیث: ۴۵۸۶، ج: ۲، ص: ۲۸۵۔
- ۴۱۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزیہ، ذاد المعاد، ج: ۴، ص: ۱۳۹۔
- ۴۲۔ الدردیر، ابوالبرکات احمد بن احمد بن احمد، شرح الصغیر، مصر، دارالمعارف، ۱۳۹۲ھ، ج: ۴، ص: ۷۷۰۔
- ۴۳۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، طب نبوی، لاہور، مکتبہ محمدیہ، ۲۰۰۸ء، ج: ۵، ص: ۱۷۸، ۱۷۹۔
- ۴۴۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الاشباء والنظار، بیروت، دارالفکر، ۱۳۰۴ھ، ص: ۱۷۵۔
- ۴۵۔ غزالی، محمد بن محمد بن ابی حامد، احیاء العلوم الدین، مصر، مطبع مصطفیٰ البانی الحکمی، ۱۹۳۹ء، ج: ۳، ص: ۱۵۲۔
- ۴۶۔ المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، الہدایۃ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۸۶ء، ج: ۷، ص: ۳۶۷۔
- ۴۷۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الآداب، باب بشارۃ من ستر اللہ، رقم الحدیث: ۶۵۹۵، ج: ۲، ص: ۳۲۶۔
- ۴۸۔ الشیخ نظام وجماعۃ من العلماء الہند الاعلام، فتاویٰ الہندیہ، پشاور، نورانی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۱۰۹۔
- ۴۹۔ الاندرپتی دھلوی، عالم بن علاء الانصاری، فتاویٰ تاتارخانیہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۰ء، ج: ۳، ص: ۳۹۶۔
- ۵۰۔ عسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۹۶۰ء، ج: ۱۰، ص: ۴۷۲۔
- ۵۱۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان، رقم الحدیث: ۲۰۲۵، ج: ۲، ص: ۲۰۲۵۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ص: ۶۹۰۔
- ۵۲۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، ثواب مزجسہ عن الغزو مرض او عذراء، رقم الحدیث: ۴۹۳۲، ج: ۲، ص: ۱۵۰۔
- ۵۳۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، رقم الحدیث: ۱۲۴۰، ج: ۱، ص: ۲۴۴۔
- ۵۴۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب وجوب عیادۃ المریض، رقم الحدیث: ۵۶۲۹، ج: ۲، ص: ۳۶۲۔
- ۵۵۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والادب، باب فضل عیادۃ المریض، رقم الحدیث: ۶۵۵۲، ج: ۲، ص: ۳۲۲۔
- ۵۶۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۶۵۵۶، ج: ۲، ص: ۳۲۲۔
- ۵۷۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادۃ، رقم الحدیث: ۳۰۹۶، ج: ۲، ص: ۸۹۔
- ۵۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الوجی، باب کیف کان بدؤ الوجی، رقم الحدیث: ۱، ج: ۱، ص: ۵۶۔
- ۵۹۔ القحطانی، شیخ محمد بن صالح، تحفۃ المریض، ص: ۱۴۱، ۱۴۲۔
- ۶۰۔ مفتی عبدالواحد، مریض و معالج کے اسلامی احکام، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۲۰۱۳ء، ص: ۶۱۔
- ۶۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث: ۵۶۵۶، ج: ۲، ص: ۳۶۳۔
- ۶۲۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ابواب الطب، باب اللحمی، رقم الحدیث: ۳۴۷۰، ص: ۳۸۲۔
- ۶۳۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث: ۵۶۵۶، ج: ۲، ص: ۳۶۳۔
- ۶۴۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الجنائز، باب الدعا للمریض عند العیادۃ، رقم الحدیث: ۳۱۰۵، ج: ۲، ص: ۹۰۔
- ۶۵۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، السنن، ابواب الطب، باب التدای بالرماد، رقم الحدیث: ۲۰۴۸، ج: ۲، ص: ۴۷۳۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۶۶۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۲۱۲۳، ج: ۱، ص: ۳۵۵۔
- ۶۷۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، ابواب الجنائز، باب: ماجاء فی تلقین المریض عند الموت والدعاء، رقم الحدیث: ۹۴۳، ج: ۱، ص: ۳۱۷۔
- ۶۸۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۲۱۲۹، ج: ۱، ص: ۳۵۶۔
- ۶۹۔ الزمر ۳۹: ۵۳۔
- ۷۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، ابواب الدعوات، باب: ماجاء فی فضل التوبة والاستغفار، رقم الحدیث: ۳۵۰۰، ج: ۲، ص: ۶۷۰۔
- ۷۱۔ آل عمران ۳: ۱۸۵۔
- ۷۲۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب: نهی تمنی المریض الموت، رقم الحدیث: ۵۶۷۱، ج: ۲، ص: ۳۶۶۔
- ۷۳۔ الاحزاب ۳۳: ۳۵۔
- ۷۴۔ الذاریات ۵۱: ۵۶۔
- ۷۵۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الطہارت، باب فضل الوضوء، رقم الحدیث: ۵۳۴، ج: ۱، ص: ۱۵۱۔
- ۷۶۔ النساء ۴: ۴۳۔
- ۷۷۔ محمد عطیہ نجمیس، فقہ النساء، لاہور، مکتبہ معارف اسلامی، ۱۹۸۸ء، ص: ۹۸، ۹۹۔
- ۷۸۔ ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۸، ص: ۲۳۶۔
- ۷۹۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، تکملہ فتح الملہم، کتاب الترجل، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، ۱۹۹۲ء، ج: ۴، ص: ۱۹۵۔
- ۸۰۔ ابن قدامہ ابی محمد بن احمد بن محمد المقدسی، المغنی، باب نواقص وضوء، ریاض، دار عالم الکتب، ۱۹۹۷ء، ج: ۱، ص: ۱۳۷۔
- ۸۱۔ الحنفی، ابن نجیم مصری، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کراچی، اردو بازار، ۱۹۹۱ء، ج: ۱، ص: ۳۲۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۸۲۔ الاندرپتی الدھلوی، عالم بن علاء انصاری، کراچی، تاتارخانیہ، ج: ۱، ص: ۱۳۷۔
- ۸۳۔ کاسانی، ملک العلماء، امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی الترتیب الشرائع، بیروت، ۱۳۰۴ھ، ج: ۱، ص: ۱۰۔
- ۸۴۔ ابن قدامہ، ابو عبد اللہ بن احمد بن المقدسی، المغنی، ج: ۱، ص: ۱۷۱۔
- ۸۵۔ الشیخ نظام و جماعہ من العلماء الہند العلوم، الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۶۔
- ۸۶۔ ایضاً۔
- ۸۷۔ کاسانی، امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی الترتیب الشرائع، ج: ۱، ص: ۲۵۔
- ۸۸۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۲۴۔
- ۸۹۔ شامی، ابن عابدین علامہ محمد امین، رد المختار علی الدر المختار (المعروف بفتاویٰ شامیہ)، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، ۱۹۸۳ء، ج: ۵، ص: ۲۱۸۔
- ۹۰۔ الشیخ نظام و جماعہ من العلماء الہند العلوم، الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۶۔
- ۹۱۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن المقدسی، المغنی، ج: ۱، ص: ۸۵۔
- ۹۲۔ النساء ۴: ۴۳۔
- ۹۳۔ بیہقی، احمد بن الحسین بن علی، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، ج: ۱، ص: ۲۲۴۔
- ۹۴۔ بنی اسرائیل ۸۲: ۱۷۔
- ۹۵۔ الواقعہ ۵۶: ۷۔
- ۹۶۔ النساء ۴: ۱۰۳۔
- ۹۷۔ الفرغانی المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، الہدایۃ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۸۶ء، ج: ۱، ص: ۱۶۸۔
- ۹۸۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۶۹۔
- ۹۹۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۷۰۔
- ۱۰۰۔ المزمل ۷۳: ۲۰۔
- ۱۰۱۔ الفرغانی المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، الہدایۃ، ج: ۱، ص: ۶۲۔
- ۱۰۲۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الخیض، باب المستحاضۃ و غسلها وصلواتها، رقم الحدیث: ۷۵۳، ج: ۱، ص: ۱۸۵، ۱۸۶۔
- ۱۰۳۔ التغابن ۶۴: ۱۶۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۱۰۴۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب المرأة صلی بغیر خمار، رقم الحدیث: ۶۰۴۱، ج: ۱، ص: ۱۰۳۔
- ۱۰۵۔ القحطانی، الشیخ محمد بن صالح، تحفۃ المریض، کراچی، قرآن محل، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۸۔
- ۱۰۶۔ مدنی، مولانا محمد ابراہیم میمن، طہارت کے جدید مسائل، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص: ۳۹۲، ۳۹۳۔
- ۱۰۷۔ البقرة ۲: ۱۸۳۔
- ۱۰۸۔ ایضاً۔
- ۱۰۹۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوٰۃ، رقم الحدیث: ۷۶۳، ج: ۱، ص: ۱۸۸۔
- ۱۱۰۔ محمد عطیہ نجمیس، فقہ النساء، ص: ۲۸۲۔
- ۱۱۱۔ البقرة ۲: ۱۸۴۔
- ۱۱۲۔ محمد عطیہ نجمیس، فقہ النساء، ص: ۲۷۲، ۲۷۳۔
- ۱۱۳۔ جزیزی، عبدالرحمن، کتاب الفقہ، علی المذہب الاربعہ، مطبع شعب، ۱۹۸۹ء، ص: ۲۹۴-۲۹۹۔
- ۱۱۴۔ الشیخ نظام وجماعہ من العلماء الہند العلوم، الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۷۔
- ۱۱۵۔ کاسانی، امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی الترتیب الشرائع، ج: ۲، ص: ۹۳۔
- ۱۱۶۔ الاوزجندی، امام فخر الدین ابی الماسن الحسن بن منصور، الفتاویٰ قاضی خان، پشاور، مکتبہ حقانیہ، س۔ ن، ج: ۱، ص: ۲۱۰۔
- ۱۱۷۔ شرنبلالی، الشیخ حسن بن عماد بن علی، مراقی الفلاح، کوئٹہ، مکتبہ عربیہ، س۔ ن، ص: ۳۴۱۔
- ۱۱۸۔ الشیخ نظام وجماعہ من العلماء الہند العلوم، الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۴۔
- ۱۱۹۔ ایضاً۔
- ۱۲۰۔ نووی، محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف، شرح المہذب، الرياض، مطابع الناشر العربی، ۱۹۹۹ء، ج: ۵، ص: ۳۱۴۔
- ۱۲۱۔ ابن نجیم، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدائق، ج: ۲، ص: ۲۸۹۔
- ۱۲۲۔ الفرغانی المرغینانی، ابوالحسن برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ، مفسدات صوم، ج: ۱، ص: ۲۰۰۔
- ۱۲۳۔ نووی، محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف، شرح المہذب، ج: ۵، ص: ۳۱۴۔
- ۱۲۴۔ کاسانی، امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی الترتیب الشرائع، ج: ۲، ص: ۹۳۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۱۲۵۔ آل عمران ۳: ۹۷۔  
۱۲۶۔ الحج ۲۲: ۲۶۔  
۱۲۷۔ محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانویہ، ۱۹۸۹ء، ج: ۴، ص: ۶۷۔  
۱۲۸۔ مولانا عبدالحق و مفتیان دارالعلوم، فتاویٰ حقانیہ، اکوڑہ خٹک، مکتبہ حقانیہ، ۱۹۸۸ء، ج: ۴، ص: ۲۳۲۔  
۱۲۹۔ محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، مکتبہ لدھیانویہ، ۱۹۸۹ء، ج: ۴، ص: ۳۷۸۔  
۱۳۰۔ مولانا عبدالحق و مفتیان دارالعلوم، فتاویٰ حقانیہ، ج: ۲، ص: ۵۶۵۔  
۱۳۱۔ محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۴، ص: ۲۸۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## نتائج (Conclusion)

نظر بظاہر عورت، مرد کے مقابلہ میں ایک کم تر دوسرے درجے کی اور نسبتاً کم عقل صنف سمجھی جاتی ہے لیکن اسلامی معاشرے اور انسانی زندگی میں عورت ایک خاص حیثیت کی حامل ہے دوران تحقیق مزید یہ دیکھنے میں آیا کہ درحقیقت اسلام عورت و مرد کو ہر معاملے میں برابر کا درجہ دیتا ہے اور دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ مرد کی اہمیت و ذمہ داریاں اپنی جگہ مسلم بھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی لحاظ سے جو فرائض عورت کو سونپ رکھے ہیں مرد قوی الجسہ اور غالب ہونے کے باوصف ان کی بجا آوری سے قاصر ہے۔ کیونکہ یہ سب انتہائی اہم دشوار گزار اور صبر آزما ہیں۔ چونکہ عورت اپنی طبعی، جبلی اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے مرد سے مختلف واقع ہوئی ہے اس لیے صحت و تندرستی کے مقتضیات بھی خاصے مختلف ہیں اور اسی نسبت سے اس کے عوارض کی نوعیت بڑی پیچیدہ اور کئی صورتوں میں بڑی نازک اور احتیاط طلب ہے۔ بسبب اس کے دوران بیماری خواتین کا بروقت علاج نہ ہونا اسے مریضہ بنا دیتا ہے جو دیگر مسائل کا پیش خیمہ پایا گیا ہے اور ویسے بھی صحت مند عورت ہی معاشرے کو سنوارنے اور اصلاح معاشرہ کے اہم کام میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے اور اسکے متعلق اسلام اعلیٰ رائے رکھتا ہے۔

دراصل یہ عنوان اپنے اندر انتہائی باریکیاں اور پیچیدگیاں رکھتا ہے اس لیے دوران بیماری علاج معالجہ و طبی اخلاقیات پر جس قدر توجہ ہو سکے خواتین کی دلائل جائے کیونکہ ان کا اس دوران درپیش مسائل کا حل جاننا انتہائی ضروری ہے جو وہ اپنی فطری حیاء اور جھجک اور طبیعت کی سستی کی بناء پر اہل علم سے معلوم نہیں کر پاتیں اور شرم کرتی ہیں جس وجہ سے یہ امراض پھر متعدی امراض کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ شادی شدہ عورت کے ذریعے شوہر، بچہ اور دیگر اہل و عیال کے لیے خود ایک مسئلہ بن جاتی ہیں۔ اور جہاں تک غیر شادی شدہ کا تعلق ہے تو وہ بن بیاہی یا شادی سے اگلے دن اپنے گھر آ بیٹھنے کے مسائل سے دوچار پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اس احساس کے پیش نظر اس مقالہ میں زیر بحث عنوان سے متعلق احکام و مسائل تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں اس ضمن میں اللہ جزائے خیر دے ہمارے فقہاء کرام کو اور ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے کہ جنہوں نے خواتین کے لیے علاج معالجہ و بیماری کے دوران طبی اخلاقیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر ممکنہ صورتوں کے لئے ان کی رہنمائی فرمائی ہے اور مزید اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک گونہ وسعت سے کام لیتے ہوئے جامع و مبسوط تعلیمات فراہم کی ہیں کہ جن کی روشنی میں ایمان و شفاء کا راستہ آسانی میسر آتا ہے بوجہ ان تعلیمات کہ علاج معالجہ سے منسلک ذہنی تناؤ و کشمکش سے نجات ملتی ہے اور جدید طریقہ علاج سے دینی تعلیمات کی روشنی میں با آسانی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور جیسا کہ بنی نوع انسان کی بھلائی

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

کیلئے طبی تحائف کو جمع کرنا اور انکے استعمال کا طریقہ جاننا پھیلانا ایک عظیم خدمت ہے اور ویسے بھی بیماریوں کا علاج اور اسے جدید شکل میں پیش کرنا ایک ایسی سعادت ہے کہ جس کے حاصل ہونے پر ہمیں خدائے بزرگ و برتر کا شکر گزار ہونا ضروری ہو گیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں علم طلب عطا ہونے پر حضرت لقمان کو بھی مشکور ہونے کی راہ دکھائی تھی اور وہ ہے ”الحمد للہ رب العالمین“ (الفاتحہ: ۲) اس لیے ہمیں بھی شکر ادا کرنا چاہیے اور تحقیق کا عمل جاری رکھنا چاہیے۔ زیر بحث تحقیق کا مطالعہ کرتے ہیں جس کا عنوان ہے۔ ”امراض نسوان کا علاج معالجہ طبی اخلاقیات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں“۔ بسبب اس کے ہم مزید اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور فقہاء کرام کے احکامات جان کر اپنی زندگیاں اسلامی طریقے کے مطابق گزارنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

۱۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو بلند مقام اور حقوق فراہم کیے اور یہاں تک کہ کائنات کی تخلیق جب تک مکمل نہیں پائی گئی جب تک عورت کی تخلیق عمل میں نہ آئی اور بزم زندگی کو معنویت اور زیبائی عطا کر دی اور حوا کو اولاد کی نعمت سے نوازا اور اس طرح عورت کو انفرائش کا تہا ذریعہ بنادیا۔ اور اس کے اعضاء اپنی ترتیب و ربط باہم کے اعتبار سے مرد سے مختلف بھی ہیں۔

۲۔ خواتین کے لئے اسلامی احکامات میں طبی حکمتیں و افادیت کو سمودیا گیا کہ جس کے ذریعے وہ صحت مندرہ سکیں ان احکامات میں بالخصوص ستر پوشی، نکاح، رضاعت کے احکام وغیرہ شامل ہیں لیکن ان احکامات میں ان کیلئے نرمی و رعایت بھی رکھی ہے تاکہ یہ مشقت میں نہ پڑ جائیں اور بالخصوص مجبوری دوران بیماری و علاج معالجہ ان فرائض سے بری الذمہ بھی قرار کر دیا گیا جس سے طبی اخلاقیات کا درس ملتا ہے اور یہ واضح رہے کہ شریعت نے انسانی زندگی کے کسی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔

۳۔ خواتین کے اعضاء کا مرد حضرات کے اعضاء سے فرق ہونے کی وجہ سے خواتین کے امراض بھی مختلف ہیں بسبب اس کے ان کے امراض کو ”امراض نسوان“ کہا جاتا ہے جو بالخصوص خواتین میں ہی عموماً پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے علاج و معالجہ میں بھی شریعت نے خاص رعایت برتی ہے۔

۴۔ علاج معالجہ کی ضرورت و اہمیت کے ضمن میں خاص الخاص تاکید کی گئی ہے صرف اس لیے نہیں کہ انسانی فطرت اس کا تقاضہ کرتی ہے بلکہ انسان کا وجود اور اس کی زندگی خود اس کیلئے امانت خداوندی ہے۔

۵۔ بروقت علاج و تشخیص بیماریوں کو خطرناک اور شدید ہونے سے بچاتی ہیں جس کی تاکید و تلقین اسلامی تعلیمات میں اکثر و بیشتر جگہوں پر فرمائی گئی ہے اگر قارئین نے اس مقالے کے پچھلے اوراق کا مطالعہ کیا ہے تو ان کی سمجھ میں بخوبی آ سکتا ہے۔

۶۔ علاج معالجہ کی شرعی حیثیت کے ضمن میں فقہاء اسلام نے اپنی بلند نگاہی سے انسانی زندگی کی جزئیات کا اس قدر

احاطہ کیا ہے کہ بجا طور پر آج کی نئی دنیا میں بھی ایسے کم ہی مسائل ہوں گے کہ جس کا فقہ کہ قدیم ذخائر میں کوئی نظیر موجود نہ ہو بالخصوص فقہ احناف کے یہاں چونکہ ”فقہ تقدیدی“ کا حصہ زیادہ ہے اس لیے ان کی کتب فقہ میں جامعیت و وسعت بھی زیادہ ہے۔

۷۔ علاج معالجہ کی اہمیت اس قدر ہے کہ اس قدر ہے کہ اسلامی تعلیمات میں علاج کرنا ایک ضروری امر قرار دیا گیا اور اس سے متعلق بے حد تاکید و تلقین بھی فرمائی ہے اس لیے علاج کروانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہیے اور مزید اس دوران افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔

۸۔ حرام و ناپاک سے علاج کے ضمن میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن فقہاء کرام نے انتہائی مجبوری میں کچھ شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔ جن میں حرام دوا کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں صحت کو واقعی خطرہ لاحق ہو کوئی ایسی جائز دوا نہ مل سکے جو اس دوا کا بدل ہو یا جو اس سے بے نیاز کر دے اور مزید یہ کہ دوا کسی مسلمان طبیب نے تجویز کی ہو جو دینی لحاظ سے بھی قابل اعتماد ہو اور اپنی معلومات اور تجربہ کے لحاظ سے بھی۔

۹۔ ویسے تو خواتین معالج سے ہی علاج کرانا چاہیے اور انتہائی سخت مجبوری کی حالت میں مرد ڈاکٹر بھی چند شرائط کے ساتھ نامحرم عورت کا معائنہ کر سکتا ہے۔ لیکن کوشش کی جائے کہ حکم شریعت کی نافرمانی سے گریز کیا جائے۔

۱۰۔ دور جدید میں طبی مسائل کا حل سائنسی نقطہ نظر سے بہت آسان ہو گیا ہے لیکن ساتھ ہی ان سے متعلق اسلامی قوانین و احکامات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لیے مقالہ میں اس بات کا بھی خاص الخاص خیال رکھا گیا ہے کہ جدید طریقہ علاج سے متعلق خواتین کو شرعی احکامات و حدود سے آگاہ کیا جائے۔ جس میں پلاسٹک سرجری سے متعلق یہ حکم ملتا ہے بشرطیکہ غالب گمان ہو کہ اس سرجری سے شفا مل جائے گی اور جبکہ ایسی سرجری کہ جس میں حسن اور تغیر خلقت ہو تو یہ دونوں باتیں وعید میں داخل اور شرعاً ممنوع ہیں لہذا اس عمل سے اجتناب ہی ضروری ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے۔

۱۱۔ جہاں تک ہارمونز کی زیادتی یا کمی کی وجہ سے بالوں کا چہرے یا جسم پر زیادتی میں ہو جانا اور اس کے باعث عورت سے وحشت ہونے لگے تو انکا صاف کرنا یا اکھاڑنا مستحب ہے۔

۱۲۔ خواتین کو اگر گنچ پن کی بیماری کسی دوسری بیماری کی وجہ سے درپیش آجائے تو اس کے لئے جدید طریقہ علاج سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن اس عمل کی بنیادی شرط ضرورت ہے ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں (ضرورت سے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل باب سوئم میں تفصیلاً بیان کر دی گئی ہے) کیونکہ غیر شادی شدہ ہوں یا شادی شدہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو لڑکیوں کے رشتوں میں رکاوٹ اور شادی شدہ کو کسی بھی پریشانی سے دوچار کر سکتی ہے لیکن شریعت نے ان کے لئے جدید طریقہ علاج سے مستفید ہونے میں گنجائش رکھی ہے۔

۱۳۔ مصنوعی اعضاء کے استعمال سے متعلق حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی روایت قابل ذکر ہے اس لیے اس روایت کی روشنی میں اگر مصنوعی اعضاء کے استعمال کا مقصد اگر علاج ہو یا چہرہ کو بد نمائی سے بچانا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۴۔ ماں کی موت ہو جائے اور آثار بتاتے ہوں کہ جنین زندہ ہے تو فقہانے عورت کے آپریشن کی اجازت دی ہے اور اسی طرح اگر بچے کی ولادت اگر فطری طریقہ سے ممکن نہ ہو تو بھی آپریشن کی اجازت دی گئی کیونکہ تعلیمات اسلامیہ میں مریضہ کی زندگی کو بچانا مقصود ہے اور اس مقصد کیلئے یہ ایک ضروری عمل ہے۔

۱۵۔ اسی طرح دیگر آپریشنز کہ جن میں سینے کا سرطان پیٹ میں یا پیٹ کے نچلے حصے میں کسی قسم کا غیر ضروری ابھار، گلیاں مخصوص نسوانی امراض یا جسم کے کسی حصہ میں بھی اگر کوئی ایسا مسئلہ کہ جس کے سبب بیماری متعددی یا تکلیف میں اضافے کا سبب ہو تو اس کا آپریشن کرنا صحت کے تحفظ کا ایک اہم ذریعہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے اس عضو کو جسم سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اور باقی اعضاء جسم محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی معالج کا یہ عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہوگا اور اگر معالج اس ضمن میں کوتاہی یا بے اتفاقی کے سبب اگر مریضہ کی موت واقع ہو جائے تو معالج اس کا ضامن ہوگا۔

۱۶۔ نس بندی (قطع نسل) آپریشن درحقیقت اختصاء کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کا حرام ہونا مخصوص اور متفق علیہ ہے اس میں تغیر خلق اللہ ہے جو نص قرآنی سے ممنوع ہے۔ اور اسی طرح مزید فقہاء کرام کی تصریحات سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ قطع نسل کے تمام طریقے جس سے دائمی توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے مطلق حرام و ناجائز ہیں اور اس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن اضطراری حالت میں کہ جب ماہر ڈاکٹر فیصلہ کر دے کہ ہمیشہ کے لئے یہ عورت ولادت کے قابل نہیں ورنہ جان کا خطرہ ہے ایسی صورت میں ہمیشہ کیلئے ولادت کا سلسلہ منقطع کرنے کی گنجائش ہے جس کو آج کی اصطلاح میں نس بندی آپریشن کہتے ہیں لہذا اکثر فقہاء نے ضرورت و اضطرار کی حالت میں قطع نسل کی اجازت دی ہے اور مسلمہ فقہی اصول ”الضرورت تبیع المحظورات“ کو جواز کی بنیاد بنایا ہے۔

۱۷۔ مانع حمل (برتھ کنٹرول) تدابیر و ادویات کے استعمال کے بارے میں علماء امت کے درمیان اختلاف رہا ہے اس کے لیے اکثر فقہاء کے مطابق یہ تمام تدابیر عزل کا حکم رکھتی ہیں جس کے بارے میں اکثر و بیشتر روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند نہیں فرمایا مگر صاف ممانعت بھی نہیں فرمائی۔ اور ہاں طبی ضرورت کو زیر غور رکھتے ہوئے ضرورت کی بناء پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔

۱۸۔ حمل اسقاط کسی عذر و ضرورت کا ہوگا یا عذر کے سبب ہوگا۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ احناف، شوافع اور حنابلہ کے ہاں یہ جواز اس صورت میں ہے کہ جب کوئی عذر (کوئی ایسا موروثی مرض جو بچے میں منتقل ہونے کے سبب وہ



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

معذور یا کسی مہلک بیماری کا شکار ہو سکتا ہو، ماں کی بیماری یا موت کا سبب ہے) درپیش ہو مگر بلا عذر اسقاط ممنوع اور گناہ کا باعث ہے۔

۱۹۔ جدید نظام تولید کے ذریعے اولاد سے محروم اولاد کی نعمت سے فیض یاب ہو سکیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں لیکن اس سلسلے میں فقہاء نے حقیقت پسندی کے ساتھ اس بات کا جائزہ لیتے ہوئے کہ کسی طرح کوئی صورت مباح ہو سکتی ہے تو خواہ مخواہ حکم لگانے سے گریز کیا جائے اور خواتین کے لئے علاج معالجہ کے باب میں سہولت کی راہ اختیار کی جائے تاکہ وہ ان معلومات سے فائدہ اٹھا کر کسی گناہ کی مرتکب نہ ہو جائیں۔ اور عصر حاضر کی اس جدید سہولت سے بآسانی فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اس کمی کو دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

۲۰۔ شریعت نے طبی اخلاقیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہ صرف علاج معالجہ کے ضمن میں وسعت سے کام لیا ہے بلکہ اس دوران معالج اور اہل و عیال کو بھی مریضہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید و تلقین فرمائی ہے تاکہ وہ جلد از جلد صحت یاب ہو جائے اور روزمرہ زندگی کے کاموں میں مصروف ہو کر کسی کی محتاج نہ رہیں۔

۲۱۔ اسلامی تعلیمات میں مریضہ کو بھی بروقت علاج پر ہیز، صحت و عافیت کی دعا اور صبر کرنے کے احکامات فرمائے گئے ہیں۔

۲۲۔ اور اسی طرح معالج کو خاص الخاص طبی اخلاقیات کے ضمن میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے پیشے میں مہارت کا حامل ہو مریضہ کو شریعت کے دائرہ کار کے پیش نظر علاج معالجہ کی سہولت بروقت فراہم کرے اور اگر کوئی ایسا مرض لاحق ہے کہ جس کے سبب دوسرے بھی متاثر ہو سکتے ہیں تو اس کو مصلحتاً اسکے اہل و عیال کو ظاہر کر دے تاکہ اس مرض سے دیگر افراد متاثر ہونے سے بچ سکیں۔

۲۳۔ دوران بیماری عزیز و اقارب کو اپنا کردار مثبت رکھنا چاہیے جس میں تیمارداری، عیادت، دعا کرنا، تلقین کی تاکید کرنا طبی اخلاقیات کے ضمن میں اہل و عیال کے فرائض و ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

۲۴۔ جیسا کہ امراض نسواں کا تعلق خاص طور پر خواتین سے ہے۔ جن کی وجہ سے روزمرہ معاملات ہی نہیں بلکہ عبادات بھی بے حد متاثر ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں عبادت مردوں پر فرض فرمائی وہیں عورتوں پر بھی لیکن مخصوص ایام و معاملات میں ان کے ساتھ خاص رعایت بھی برتی ہے جن میں عبادات کے معاملے میں کچھ کی قضا اور کچھ تو معاف ہی فرمادی گئیں ہیں۔

۲۵۔ اور اس کے علاوہ جہاں مجبوری درپیش ہو تو اس میں معافی و گنجائش کا حکم بھی فرمایا اور ویسے بھی شریعت اسلامیہ ایک کامل شریعت ہے جو ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور ہر مسئلے کا حل بھی اس میں موجود ہے۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

## سفارشات

دورانِ تحقیق اس مقالہ میں خواتین کے لئے حتیٰ الامکان اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ انہیں امراضِ نسواں کا علاج معالجہ طبی اخلاقیات سے متعلق بہرہ ور کیا جاسکے تاکہ خواتین ان سے منسلک مسائل کے حل سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں باسانی فیض یاب ہو سکیں مزید اس ضمن میں سفارشات پیش کی جا رہی ہیں جو یوں ہیں کہ:

۱۔ دورانِ علاج مریضہ سے متعلق طبی احتیاطوں کو ضرور زیرِ غور رکھیں کیونکہ اس سے علاج میں آسانی اور صحت یابی کا راز پوشیدہ ہے۔

۲۔ مریضہ اپنے مرض کو گھر والوں سے نہ چھپائے بلکہ فوراً انہیں آگاہ کرے کیونکہ جتنی جلدی بیماری کی تشخیص ہوگی، علاج اتنی جلدی شروع ہوگا اور مرض کے بڑھنے کے امکانات بھی کم ہوں گے۔

۳۔ علاج معالجہ کے دوران افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

۴۔ جدید طریقہ علاج سے استفادہ حاصل کریں لیکن اس دوران شرعی احکامات و حدود کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۵۔ دورانِ بیماری عزیز واقارب اور معالج کو اپنا کردار مثبت رکھنا چاہیے کیونکہ شریعت نے طبی اخلاقیات کے پیش نظر نہ صرف علاج معالجہ کے ضمن میں وسعت سے کام لیا ہے بلکہ اس دوران مریضہ سے منسلک افراد کو اُس سے حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم بھی فرمایا ہے۔

۶۔ ہر مرض کا علاج معالجہ و مدت مختلف ہے اور اس کے لئے عبادات کے احکامات بھی اس مرض کی نوعیت کی مناسبت سے ہیں اس لئے امراض سے متعلق واقفیت کا ہونا اور اس کے بعد عبادات کے احکامات سے آگاہی از حد ضروری ہے۔

۷۔ صحت مند زندگی گزارنے کے لئے اسلام کو دل سے قبول کر لینا اور اس کے اصول و قواعد پر عمل درآمد ضروری ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ ذہنی و جسمانی طور پر صحت مند و توانا رہتا ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بہن اور بیٹی کو اسلامی تعلیمات پر چل کر اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ آمین

## فنی فہارس

### ﴿.....آیات قرآنیہ.....﴾

نمبر شمار آیت	سورۃ / آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۔	وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً.....	البقرة ۲: ۳۰ ۶
۲۔	خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ.....	المومن ۴۰: ۶۷ ۶
۳۔	إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّا زَبٍ.....	الصافات ۳۷: ۱۱ ۶
۴۔	خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ.....	الرحمن ۵۵: ۱۴ ۶
۵۔	خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا.....	النساء ۴: ۱ ۶
۶۔	وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا	الروم ۳۰: ۲۱ ۷
۷۔	وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ.....	النحل ۱۶: ۷۲ ۹
۸۔	وَإِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِیْمٌ.....	النحل ۱۶: ۵۸، ۵۷ ۱۰
۹۔	فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلًا عَامِلٍ مِّنْكُمْ.....	آل عمران ۳: ۱۹۵ ۱۱
۱۰۔	اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِیْرًا.....	بنی اسرائیل ۱۷: ۳۱ ۱۱
۱۱۔	مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ.....	النحل ۱۶: ۹۷ ۱۱
۱۲۔	وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ.....	النساء ۴: ۱۲۴ ۱۱
۱۳۔	وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.....	البقرة ۲: ۲۲۸ ۱۲
۱۴۔	وَقَضٰی رَبُّكَ اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا.....	الاسراء ۱۷: ۲۳ ۱۲
۱۵۔	وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَ مَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی.....	لقمان ۳۱: ۱۴ ۱۲
۱۶۔	وَإِذَا الْمَوْءُءَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذِمَّةٍ قُتِلَتْ.....	التکویر ۸۱: ۸، ۹ ۱۳
۱۷۔	وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشِیَةً اِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ.....	الاسراء ۱۷: ۳۱ ۱۳
۱۸۔	وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٌ.....	التوبہ ۹: ۷۱ ۱۴
۱۹۔	وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جَ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰی اَنْ.....	النساء ۴: ۱۹ ۱۴
۲۰۔	فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَاتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ.....	الاعراف ۷: ۲۲ ۱۶

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۲۱۔ فَوَسَّسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ..... الاعراف ۲۰:۷ ۱۶
- ۲۲۔ وَلَا يُبْدِيَنَّ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا..... النور ۳۱:۲۴ ۱۸
- ۲۳۔ قُلْ لِّازْوَاجِكِ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ..... الاحزاب ۵۹:۳۳ ۱۹
- ۲۴۔ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ..... الاحزاب ۵۳:۳۳ ۲۰
- ۲۵۔ يَبْنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اٰبَوَيْكُمْ..... الاعراف ۲۷:۷ ۲۱
- ۲۶۔ يَبْنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلٰيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا..... الاعراف ۲۶:۷ ۲۱
- ۲۷۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا..... الاعراف ۱۸۹:۷ ۲۵
- ۲۸۔ فَانْكَحُوهُنَّ بِاٰذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاتَوْهُنَّ اُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ..... النساء ۲۵:۴ ۲۷
- ۲۹۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا..... الروم ۲۱:۳۰ ۲۷
- ۳۰۔ اَنْ يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ..... البقرة ۲۳۰:۲ ۲۸
- ۳۱۔ وَمَا مِنْ ذٰلٰتِهٖ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلٰى اللّٰهِ رِزْقُهَا..... هود ۶:۱۱ ۲۸
- ۳۲۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْ لَا دِهْنَ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ..... البقرة ۲۳۳:۲ ۳۰
- ۳۳۔ وَلَا مَوْلُوْ ذٰلَهٗ بِوَلَدِهٖ..... البقرة ۲۳۳:۲ ۳۰
- ۳۴۔ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا..... البقرة ۲۳۳:۲ ۳۱
- ۳۵۔ النِّسَاءُ فِى الْمَحِيْضِ لَا وَلَا تَقْرُبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ..... ايضا ۴۶
- ۳۶۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا..... البقرة ۲۶۹:۲ ۷۲
- ۳۷۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنْ اَشْكُرَ لِلّٰهِ..... لقمان ۱۰:۳۱ ۷۲
- ۳۸۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلٰيْهِمْ اٰيٰتِكَ..... البقرة ۱۲۹:۲ ۷۲
- ۳۹۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰيكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ..... النساء ۱۱۳:۴ ۷۳
- ۴۰۔ وَاِذَا مَرَضْتَ فَهُوَ يَشْفِيْكَ..... الشعراء ۸۰:۲۶ ۷۳
- ۴۱۔ فَسْأَلُوْا اَهْلَ الدِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ..... النحل ۴۳:۱۶ ۷۷
- ۴۲۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلٰيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ..... البقرة ۱۷۳:۲ ۸۰
- ۴۳۔ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ..... البقرة ۲۱۹:۲ ۸۲
- ۴۴۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ..... التين ۴:۹۵ ۹۵

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۴۵۔ وَلَا ضَلَّ عَنْهُمْ وَلَا مَنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَبْتَئِكُنْ اَذَانَ الْاَنْعَامِ ..... النساء، ۴: ۱۱۹ ۹۵
- ۴۶۔ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ..... الانفاطار ۸۲: ۸۷ ۹۷
- ۴۷۔ اِنْ اُمَّهَتْهُمْ اِلَّا اَلْنِي وَلَدْنَهُمْ ..... المجادلہ ۵۸: ۲ ۱۲۸
- ۴۸۔ وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ ..... النساء ۴: ۲۹ ۱۴۰
- ۴۹۔ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ..... البقرة ۲: ۱۹۵ ۱۴۰
- ۵۰۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ ..... البقرة ۲: ۱۸۶ ۱۴۲
- ۵۱۔ وَلَا تَاِيْسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يَاِيْسُ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ ..... يوسف ۱۲: ۸۷ ۱۴۵
- ۵۲۔ وَاَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اِنِّیْ مَسْنٰی الضُّرِّ وَاَنْتَ ..... الانبیاء ۲۱: ۴۲، ۴۱ ۱۴۵
- ۵۳۔ قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَنٰی وَحُزْنِیْ اِلَى اللّٰهِ وَاعْلَمَ مِنَ اللّٰهِ ..... يوسف ۱۲: ۸۶ ۱۴۷
- ۵۴۔ اَمَنْ يُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ ..... النمل ۲۷: ۶۲ ۱۴۷
- ۵۵۔ وَمَنْ يَتَّوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ..... الطلاق ۶۵: ۳ ۱۴۷
- ۵۶۔ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ ..... النحل ۱۶: ۵۳ ۱۴۸
- ۵۷۔ قُلْ لَنْ يُصِیْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ..... التوبہ ۹: ۵۱ ۱۴۹
- ۵۸۔ اِنَّمَا يُوفِّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ..... الزمر ۳۹: ۱۰ ۱۵۰
- ۵۹۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ..... آل عمران ۳: ۲۰۰ ۱۵۱
- ۶۰۔ اِنَّمَا يُوفِّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ..... الزمر ۳۹: ۱۰ ۱۵۱
- ۶۱۔ کُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ ..... البقرة ۲: ۱۸۰ ۱۵۲
- ۶۲۔ قُلْ یٰۤعِبَادِی الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةٍ ..... الزمر ۳۹: ۵۳ ۱۷۴
- ۶۳۔ کُلُّ نَفْسٍ ذٰئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَاِنَّمَا تُوقَنُ اُجُوْرُكُمْ یَوْمَ ..... آل عمران ۳: ۱۸۵ ۱۷۴
- ۶۴۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ..... الاحزاب ۳۳: ۳۵ ۱۷۶
- ۶۵۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِعِبَادُوْنَ ..... الذاریات ۵۱: ۵۶ ۱۷۷
- ۶۶۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكْرٰی ..... النساء ۴: ۴۳ ۱۷۸
- ۶۷۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِّنَ ..... النساء ۴: ۴۳ ۱۸۵
- ۶۸۔ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ..... بنی اسرائیل ۱۷: ۸۲ ۱۸۶

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۶۹۔ اَيَمْسَةُ اِلَّا الْمُطَهَّرُونَ..... الواقعة ۷۹:۵۶ ۱۸۶
- ۷۰۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا..... النساء ۱۰۳:۴ ۱۸۷
- ۷۱۔ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَذْنٰی مِنْ ثُلْثِي الْيَلِّ وَنِصْفَهُ..... المزمل ۲۰:۷۳ ۱۸۸
- ۷۲۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ..... التغابن ۱۶:۶۴ ۱۸۹
- ۷۳۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ..... البقرة ۱۸۳:۲ ۱۹۲
- ۷۴۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ..... ايضاً ۱۹۲
- ۷۵۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنَ..... البقرة ۱۸۳:۲ ۱۹۳
- ۷۶۔ فِيْهِ اٰيَةٌ مِّمَّنْ بَنِيْتُ مَقَامَ اِبْرٰهِيْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا..... آل عمران ۹۷:۳ ۲۰۰
- ۷۷۔ وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِىْ شَيْئًا..... الحج ۲۶:۲۲ ۲۰۰

### ﴿.....احادیث نبویہ.....﴾

- | نمبر شمار احادیث | کتب حدیث  | صفحہ نمبر          |
|------------------|---|--------------------|
| ۱۔               | استوصوا بالنساء فان المرأة خلقت من ضلع، وان اعوج.....         | بخاری ۷            |
| ۲۔               | والله ان كنا في الجاهلية مانعد للنساء أمرا، حتى.....          | ايضاً ۱۰           |
| ۳۔               | جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله ﷺ! من احق.....     | ايضاً ۱۳           |
| ۴۔               | من عال جاريتين حتى تبلغا، جاء يوم القيامة انا وهو وضم.....    | مسلم ۱۳            |
| ۵۔               | دخلت امرأة معها ابنتان لها تسال، فلم تجد عندي شيئا.....       | بخاری ۱۴           |
| ۶۔               | المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان.....                   | ترمذی ۱۷           |
| ۷۔               | احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملكت يمينك،....                 | ايضاً ۲۱           |
| ۸۔               | عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: صنفان من..... | مسلم ۲۱            |
| ۹۔               | ويقول كان يأمر بالباءة وينهى عن التبتل ويقول تزوجوا.....      | مشکوٰۃ المصابیح ۲۸ |
| ۱۰۔              | قلت يا رسول الله ﷺ أرايت ان عرض لنا امر لم ينزل.....          | مجمع الزوائد ۷۱    |
| ۱۱۔              | ما انزل الله داء الا انزل له شفاء.....                        | بخاری ۷۳           |
| ۱۲۔              | ان الله انزل الداء والدواء، وجعل لكل داء دواء فتد اوواو.....  | ابوداؤد ۷۳         |



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۱۳۔ لا یورد الممرض علی المصح..... بخاری ۷۴
- ۱۴۔ عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی..... ابوداؤد ۷۴
- ۱۵۔ اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض..... بخاری ۷۵
- ۱۶۔ فرمن المجذوم کما تفر من الاسد..... ایضاً ۷۵
- ۱۷۔ عن علیؓ قال قلت یا رسول اللہ ﷺ ان نزل بنا..... مجمع الزوائد ۷۷
- ۱۸۔ عن عمرو بن یحییٰ المازنی عن ابیہ ان رسول اللہ قال لا ضرر و..... موطا امام مالک ۸۰
- ۱۹۔ عن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ..... بخاری ۸۱
- ۲۰۔ عن عرفجة بن سعد قال : اصیب النفی یوم الکلاب فی..... ترمذی ۸۳
- ۲۱۔ لا ن یطعن فی راس احدکم بمخیط من حدید خیر لہ..... کنز العمال ۸۵
- ۲۲۔ عن النبی ﷺ قال لا یخلون رجلاً بامرأة الا کان ثالثهما..... ترمذی ۸۵
- ۲۳۔ عن عائشة قالت: قال رسول اللہ ﷺ: عشر من الفطرته..... ابوداؤد ۱۰۱
- ۲۴۔ عن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت جاءت امرأة الی النبی..... بخاری ۱۰۴
- ۲۵۔ عن عرفجة بن سعدؓ قال: أصیب أنفی یوم الکلاب مسلم ۱۰۴
- ۲۶۔ باب تحریم فعل متفلجات والمتغیرات خلق اللہ..... ایضاً ۱۰۵
- ۲۷۔ ردرسول اللہ ﷺ علی عثمان بن مظعون التبتل..... بخاری ۱۱۱
- ۲۸۔ قال جابر بن عبد اللہ کنا نعزل علی عهد رسول اللہ..... ایضاً ۱۱۴
- ۲۹۔ ما من کل الماء یكون الولد واذا آراد اللہ خلق..... مسلم ۱۱۵
- ۳۰۔ قال ان احدکم یجمع خلقه فی بطن امه..... ایضاً ۱۱۹
- ۳۱۔ لا یحل لامریء یؤمن باللہ والیوم الآخر..... ابوداؤد ۱۲۵
- ۳۲۔ نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحة و الفراغ..... بخاری ۱۳۶
- ۳۳۔ اول ما یسال عنه یوم القيامة یعنی العبد من النعم ان یقال لہ..... ترمذی ۱۳۶
- ۳۴۔ بعضنا نراک الیوم طیب النفس فقال اجل والحمد للہ..... ابن ماجہ ۱۳۷
- ۳۵۔ واصحابہ کما نما علی روستہم الطیر فصلمة ثم من ہنا و ہنا..... ابوداؤد ۱۳۸
- ۳۶۔ من سلم یصیبہ أذى شوكة فما فوقها الا کفر اللہ بہا..... بخاری ۱۴۹
- ۳۷۔ یود اهل العافیہ یوم القيامة حین یعطی اهل البلاء الثواب..... ترمذی ۱۴۹



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۳۸۔ اذا كان العبد يعمل عملاً صالحاً فاشغله عنه مرض او سفر كتب..... ابوداؤد ۱۴۰
- ۳۹۔ ملعون من ضار مؤمن او مكربه..... ترمذی ۱۴۲
- ۴۰۔ اذن فكل فاخذت آكل من تمر ا فقال النبي..... ابن ماجه ۱۴۳
- ۴۱۔ عن علي انه دخل على رسول الله وهو ارمى و بين يدي النبي..... زاد المعاد ۱۴۳
- ۴۲۔ عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم عافني..... ترمذی ۱۴۵
- ۴۳۔ عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال كان من دعاء رسول الله..... ابوداؤد ۱۴۶
- ۴۴۔ عن انس بن مالك رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يتمنين احدكم الموت..... بخاری ۱۴۶
- ۴۵۔ عجباً لامر للمرء المسلم ان امره كله له خير و ليس ذلك..... مسلم ۱۴۹
- ۴۶۔ وما اعطى احد عطاً خيراً او اوسع من الصبر..... بخاری ۱۵۰
- ۴۷۔ من يتصرب يصبره الله..... ايضاً ۱۵۰
- ۴۸۔ سلو الله العفو والعافية فان احداً لم يعط بعد اليقين خيراً..... ابن ماجه ۱۵۰
- ۴۹۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حق امرى مسلم له شيء يوصى فيه يبيت..... بخاری ۱۵۳
- ۵۰۔ وقال الصدقة على المسكين صدقة وهي على ذى الرحم..... ترمذی ۱۵۳
- ۵۱۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما طبيب تطب على قوم لا يعرف له..... ابوداؤد ۱۵۶
- ۵۲۔ قال لا يستر عبداً، عبداً في الدنيا الا ستره الله يوم القيامة..... مسلم ۱۶۳
- ۵۳۔ فقال له ابن عمر تعال حتى ابين لك ما سالت عنه اما فراره..... ترمذی ۱۶۶
- ۵۴۔ عن جابر قال كنا مع النبي في غزاة فقال ان بالمدينة..... مسلم ۱۶۶
- ۵۵۔ حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام و عيادة المريض..... بخاری ۱۶۸
- ۵۶۔ عن ابي موسى الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعموا..... ايضاً ۱۶۸
- ۵۷۔ عن ثوبان قال قال رسول الله ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم..... مسلم ۱۶۸
- ۵۸۔ عب ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يقول..... ايضاً ۱۶۹
- ۵۹۔ عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فحسن الوضوء..... ابوداؤد ۱۶۹
- ۶۰۔ انما الاعمال بالنيات..... بخاری ۱۷۰
- ۶۱۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي كان اذا دخل على مريض يعودوه قال..... ايضاً ۱۷۰
- ۶۲۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عاد مريضاً فقال ابشر..... ابن ماجه ۱۷۱

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۶۳۔ لا بأس طهوراً ان شاء الله..... بخاری ۱۷۱
- ۶۴۔ عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ اذا جاء الرجل..... ابوداؤد ۱۷۱
- ۶۵۔ عن ابی سعید قال قال رسول الله ﷺ اذا دخلتم على المريض..... ترمذی ۱۷۲
- ۶۶۔ لقنوا موتاكم لا اله الا الله..... مسلم ۱۷۳
- ۶۷۔ عن النبي ﷺ من كان آخر قوله: لا اله الا الله دخل الجنة..... ترمذی ۱۷۳
- ۶۸۔ اذا حضرتم المريض او الميت فقولوا خيراً فان الملائكة..... مسلم ۱۷۴
- ۶۹۔ عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ان الله يقبل توبة العبد ما لم..... ابوداؤد ۱۷۴
- ۷۰۔ عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا يتمنين احدكم الموت..... بخاری ۱۷۵
- ۷۱۔ الطهور شطر الايمان..... مسلم ۱۷۸
- ۷۲۔ عن ابن عباس عنه دفعه في قوله 'وان كنتم مرضى او على سفر..... شعب الایمان ۱۸۵
- ۷۳۔ عن عائشه رضي الله تعالى عنها قالت جاءت فاطمة بنت..... مسلم ۱۸۹
- ۷۴۔ لا يقبل الله حائض الا بخمار..... ابوداؤد ۱۹۰
- ۷۵۔ عن معاذة قالت سالت عائشته فقلت ما بال..... مسلم ۱۹۲

### .....اعلام.....

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
۱۔	ابوالفضل نور احمد	۱۰۹، ۸۷، ۶۱، ۸
۲۔	اسمايلز	۸
۳۔	ابوداؤد	۱۸
۴۔	ابوحبان	۱۹
۵۔	ڈاکٹر انعام الحق	۳۲
۶۔	علامہ ابن نجيم مصری	۱۹۸، ۱۸۰، ۱۲۸، ۸۰، ۴۶
۷۔	ایڈگر برمن	۶۱
۸۔	امام محمد	۷۰

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۷۸	ابو اسحاق شاطبی	۹۔
۸۱	امام ابو حنیفہ	۱۰۔
۸۲	مولانا انور شاہ کشمیری	۱۱۔
۱۰۴	علامہ ابو بکر علاؤ الدین	۱۲۔
۱۰۵، ۹۸	مفتی احسان اللہ شائق	۱۳۔
۱۶۳، ۱۱۷	حافظ ابن حجر	۱۴۔
۱۸۴، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۰۸	ابن قدامہ	۱۵۔
۱۲۳	حافظ ابن تیمیہ	۱۶۔
۱۳۸	علامہ ابن عابدین شامی	۱۷۔
۴۲	ڈاکٹر ایمیل نووک	۱۸۔
۹	بالزاک	۱۹۔
۸۴	امام ابو یوسف	۲۰۔
۱۰۳	حضرت اسماء بنت ابی بکر	۲۱۔
۱۸	ترمذی	۲۲۔
۶۳، ۵۸	ڈاکٹر پروین کمار	۲۳۔
۱۶۸	حضرت ثوبان	۲۴۔
۱۹	علامہ جصاص	۲۵۔
۱۹	علامہ جلال الدین محلی	۲۶۔
۵۱	جمال بن عبدالرحمن	۲۷۔
۱۲۸	حداد شارح قدوری	۲۸۔
۶۲	ڈاکٹر خالد غزنوی	۲۹۔
۱۵۱	خلیل اشرف عثمانی	۳۰۔
۱۵۶	علامہ دردید	۳۱۔
۱۴	ڈاکٹر ذاکر نایک	۳۲۔
۱۰۱، ۱۰۰	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۳۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔

**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۴۱	ذختری	۳۴
۱۷	امام رازی	۳۵
۲۶	امام سرخسی	۳۶
۱۲۱، ۱۰۹، ۹۷، ۸۳، ۷۸	مولانا سیف اللہ رحمانی	۳۷
۸۵	علامہ سیوطی	۳۸
۱۰۸	علامہ سمرقندی	۳۹
۶۲	سید قیصر محمود	۴۰
۱۹۷	علامہ شرنبلالی	۴۱
۸۱	امام شافعی	۴۲
۱۲۰، ۱۱۱	شیخ احمد علیش مالکی	۴۳
۱۲۵	شاہ ولی اللہ دہلوی	۴۴
۱۲۳	حضرت صہیب	۴۵
۱۹۰، ۱۷۰، ۱۵۲	شیخ محمد بن صالح القحطانی	۴۶
۲۳	طاہر منیر	۴۷
۱۰۲، ۲۳	حکیم طارق محمود	۴۸
۲۰	علامہ صابونی	۴۹
۹۵	مولانا صلاح الدین یوسف	۵۰
۱۰۶	مفتی ضیاء الرحمن	۵۱
۴۰	مولانا عبدالصبور	۵۲
۴۵	علامہ علاؤ الدین حصکفی	۵۳
۱۹۳، ۱۷۹، ۴۷	عطیہ خمیس	۵۴
۱۹۹، ۱۹۶، ۱۸۲، ۱۸۱	علامہ علاؤ الدین کاسانی	۵۵
۲۹	مولانا علی احمد قاسمی	۵۶
۲۵	مولانا عبدالحئی	۵۷
۲۰۱	عبدالرحمن الجزیری	۵۸

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۲۰۱	مولانا عبدالحق	۵۹۔
۱۶۲، ۱۲۰	امام غزالی	۶۰۔
۴۴	ڈاکٹر فشر	۶۱۔
۱۲۱	امام فخر الدین حسن	۶۲۔
۴۶، ۷، ۷	قرطبی	۶۳۔
۱۸	قاضی بیضاوی	۶۴۔
۱۸	قاضی ثناء اللہ	۶۵۔
۱۹۶	قاضی خان	۶۶۔
۸۴	قاضی ابو یوسف	۶۷۔
۴۹، ۴۸، ۳۱	ڈاکٹر کاشی رام	۶۸۔
۶۱	کول ڈھیر	۶۹۔
۴۲	ڈاکٹر گب ہارڈ	۷۰۔
۲۳	ڈاکٹر لوتھر ایم	۷۱۔
۲۲	مولانا محمد عاشق	۷۲۔
۴۳، ۴۱، ۳۳	محمد انور اختر	۷۳۔
۳۳	پروفیسر میکڈونلڈ	۷۴۔
۱۷۹	مفتی محمد تقی عثمانی	۷۵۔
۱۹۰	محمد بن ابراہیم	۷۶۔
۲۰۱، ۹۸	محمد یوسف لدھیانوی	۷۷۔
۴۵	محمود بن احمد	۷۸۔
۵۱	ڈاکٹر محمد غوث	۷۹۔
۷۵	مولانا منظور احمد	۸۰۔
۱۲۸، ۸۸	مولانا محمد ازہر	۸۱۔
۱۰۷	مفتی محمد شفیع	۸۲۔
۱۸۳، ۱۰۱، ۹۹، ۷۰	محمد امین بن عابدین	۸۳۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۰۳	محمد اعجاز مسلم	۸۴۔
۱۰۵	امام مسلم	۸۵۔
۱۷۹	محمد بن عبدالعزیز الغزالی	۸۶۔
۸	نیپولین	۸۷۔
۱۹۹، ۱۹۷	علامہ نووی	۸۸۔
۲۵	نواب محمد کتب الدین	۸۹۔
۳۹، ۳۲	حکیم نور محمد چوہان	۹۰۔
۱۷	وہبہ الزحیلی	۹۱۔
۴۰	ہنری مارون	۹۲۔

### ﴿.....اماکن.....﴾

صفحہ نمبر	مکان	نمبر شمار
۵۳	آسٹریلیا	۱۔
۵۳، ۳۳	افریقہ	۲۔
۱۰۰، ۵۳، ۲۳	امریکہ	۳۔
۳۲	پاکستان	۴۔
۲۳	جرمنی	۵۔
۳۳	جاپان	۶۔
۲۰۱	عرفات	۷۔
۱۰۲، ۴۳	فرانس	۸۔
۳۳	کینیا	۹۔
۲۰۰	مکہ	۱۰۔
۱۶۶، ۵۳	یورپ	۱۱۔



## فہرست المراجع والمصادر

- ۱۔ القرآن الکریم، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی: تفسیری حواشی: مولانا صلاح الدین یوسف، مدینہ منورہ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۲۹ھ۔

### ﴿.....التفسیر وعلوم القرآن.....﴾

- ۲۔ ابو حیان، محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ)، البحر المحیط، بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۳ء۔
- ۳۔ بیضاوی، ناصر الدین عبداللہ بن محمد الشیرازی (المتوفی ۶۸۵ھ)، انوار التنزیل و اسرار التاویل، لاہور، مطبع لکھنوی، ۱۲۸۲ھ۔
- ۴۔ پانی پتی، قاضی محمد ثناء اللہ العثماني الحنفی المظہری (المتوفی ۱۲۲۵ھ) التفسیر المظہری، دہلی، دائرۃ اشاعت العلوم ندوۃ المصنفین، س۔ن۔
- ۵۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی الحنفی (المتوفی ۳۷۰ھ)، الجامع لاحکام القرآن، لاہور، سہیل اکیڈمی، ۱۹۹۱ء۔
- ۶۔ دریا آبادی، مولانا عبد الماجد (المتوفی ۱۹۷۷ء)، تفسیر ماجدی (اردو)، کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۵۲ء۔
- ۷۔ زنجیری، محمود بن عمر الخوارزمی، جار اللہ (المتوفی ۵۳۸ھ)، الکشاف عن جوہ التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، مصر، المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ، ۱۳۵۴ء۔
- ۸۔ رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسین ابو عبداللہ (المتوفی ۶۰۶ھ)، مفاتیح الغیب الشہیر بالتفسیر الکبیر، استنبول، شرکت صحافیہ عثمانیہ، س۔ن۔
- ۹۔ زحیلی، الاستاذ الدكتور وھبہ بن مصطفى، التفسیر الممیر فی العقیدہ والشریعتہ والمنہج، دمشق، دار الفکر، ۱۹۹۸ء۔
- ۱۰۔ صابونی، محمد علی، روائع البیان فی التفسیر آیات الاحکام من القرآن، ایران، موسستہ الوفاء، ۱۳۷۱ھ۔
- ۱۱۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جرید (المتوفی ۳۱۰ھ)، جامع البیان فی التفسیر القرآن بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۹۲ھ۔
- ۱۲۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری (المتوفی ۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن الشہیر بالتفسیر القرطبی، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س۔ن۔
- ۱۳۔ کاندھلوی، محمد ادریس (المتوفی ۱۳۹۴ھ)، تفسیر معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۸۲ء۔
- ۱۴۔ مفتی محمد عاشق الہی، انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، پشاور، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۹۹۷ء۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

۱۵۔ محلی، جلال الدین محمد بن احمد (المتوفی ۸۶۴ھ) جلال الدین السيوطي، تفسير الجلالين، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۴۷ھ۔

### ﴿.....احادیث وشرح حدیث.....﴾

- ۱۶۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزويني (المتوفی ۲۴۳ھ)، السنن، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۱۷۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستاني (المتوفی ۲۴۵ھ)، السنن، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۱۸۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ (المتوفی ۲۵۶ھ)، الجامع الصحيح، لاہور مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۱۹۔ بیہقی، احمد بن الحسین بن علی (المتوفی ۳۸۵ھ) السنن الکبریٰ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء۔
- ۲۰۔ بیہقی، احمد بن الحسین بن علی (المتوفی ۳۵۸ھ)، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء۔
- ۲۱۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (المتوفی ۲۷۹ھ)، السنن، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۲۲۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (المتوفی ۲۷۹ھ)، الشمائل النبویۃ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۲۳۔ خطیب العمری، ولی الدین محمد بن عبد اللہ (المتوفی ۷۴۳ھ)، حاشیہ الخطیب علی الدفاع علی متن الشجاع، کراچی، قرآن محل، س۔ن۔
- ۲۴۔ دہلوی، نواب محمد قطب الدین خان، ترتیب مولانا شمس الدین (المتوفی ۱۲۸۹ھ)، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ، لاہور، مکتبہ العلم، س۔ن۔
- ۲۵۔ عثمانی، شبیر احمد، فتح الملہم شرح صحیح مسلم، کراچی، جامعہ فاروقیہ، ۱۹۹۷ء۔
- ۲۶۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، تکملہ فتح الملہم، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، ۱۹۹۲ء۔
- ۲۷۔ عسقلانی، حافظ احمد بن علی بن حجر (المتوفی ۵۸۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۹۶۰ء۔
- ۲۸۔ کشمیری، علامہ محمد انور شاہ، معارف السنن، کراچی، ایچ ایم سعید، ۱۹۹۱ء۔
- ۲۹۔ مالک بن انس بن مالک بن انس (المتوفی ۱۷۹ھ)، الموطا، لاہور مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۳۰۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (المتوفی ۲۶۱ھ)، الجامع الصحيح، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔
- ۳۱۔ مکی، ملا علی قاری المہاجر، المرقاة المفاتیح، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۷ء۔
- ۳۲۔ مولانا منظور احمد، اردو شرح السنن لابی داؤد، لاہور، المصباح پبلشرز، ۱۹۹۶ء۔
- ۳۳۔ نووی، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف (المتوفی ۶۷۶ھ) شرح المہذب، ریاض، مطابع الناشر العربی، ۱۹۹۹ء۔
- ۳۴۔ الہندی، علاؤ الدین علی المتقی بن حسان الدین (المتوفی ۹۷۵ھ)، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

بیروت، مکتبہ رحمانیہ، موسستہ الرسالة، ۱۴۰۹ھ۔

- ۳۵۔ الہیثمی الشافعی، نور الدین ابوالحسن علی ابن ابی بکر (المتوفی ۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت، دارالکتب العربی، ۱۹۸۲ء۔

### ﴿.....فقہ و اصول فقہ.....﴾

- ۳۶۔ احسان اللہ شائق، خواتین کے لئے جدید مسائل، کراچی، ادارہ اشاعت، ۲۰۰۷ء۔
- ۳۷۔ ابن تیمیہ، شیخ الاسلام احمد، مجموع الفتاویٰ (فتاویٰ ابن تیمیہ)، لبنان، مطابع دار العربیہ، ۱۳۹۸ھ۔
- ۳۸۔ درریر، ابوالبرکات احمد بن احمد (المتوفی ۱۲۰۱ھ)، الشرح الصغیر، مصر، دارالمعارف، ۱۳۹۲ھ۔
- ۳۹۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزیہ (المتوفی ۷۵۱ھ)، ذاد المعاد فی ہدی خیر العباد، بیروت، موسسة الرسالة، ۱۹۸۷ء۔
- ۴۰۔ ابن قدامہ، ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد بن المقدسی (المتوفی ۱۲۲۳ھ)، المغنی، ریاض، دار عالم الکتب، ۱۹۹۷ء۔
- ۴۱۔ بخاری، محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ (المتوفی ۲۶۱ھ)، المحیط البرہانی فی الفقہ العثماني، مکتبہ رشیدیہ، س۔ن۔
- ۴۲۔ جزیری، عبد الرحمن، کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، مطبع شعب، ۱۹۸۹ء۔
- ۴۳۔ حصکفی، علامہ علاء الدین محمد بن علی، درمختار، پشاور، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء۔
- ۴۴۔ حنفی، ابن نجیم مصری، شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد (المتوفی ۷۹۰ھ)، بحر الرائق شرح کنز الرقائق، کراچی، اردو بازار، ۱۹۹۱ء۔
- ۴۵۔ حنفی، ابن نجیم مصری، زین الدین بن ابراہیم بن محمد (المتوفی ۷۹۰ھ)، الاشباہ والنظائر، کراچی، ادارہ القرآن و العلوم اسلامیہ، ۱۴۶۸ھ۔
- ۴۶۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم (المتوفی ۱۱۷۶ھ)، حجتہ اللہ البالغہ، کراچی، قرآن محل، ۱۹۸۴ء۔
- ۴۷۔ دہلوی، مفتی محمد کفایت اللہ (المتوفی ۱۹۵۲ء)، کفایت المفتی، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۱ء۔
- ۴۸۔ دیوبندی، ظفیر الدین، جدید فقہی مباحث، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۲ء۔
- ۴۹۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل، کراچی، زمزمہ پبلشرز، ۲۰۰۶ء۔
- ۵۰۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، حلال و حرام، کراچی، زمزمہ پبلشرز، ۲۰۱۳ء۔
- ۵۱۔ سمرقندی، امام ابوللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابی سہیل (المتوفی ۵۵۶ھ)، تحفة الفقہاء، لاہور، مکتبہ العلم، ۱۹۹۶ء۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۵۲۔ سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل شمس الدین (المتوفی ۴۸۳ھ)، المبسوط، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س۔ن۔
- ۵۳۔ سنہلی، جدید مسائل کا شرعی حل، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۹۵ء۔
- ۵۴۔ شاطبی، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الشریعة، لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور، ۱۹۹۳ء۔
- ۵۵۔ شامی، ابن عابدین سید محمد امین آفندی (المتوفی ۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار (المعروف بالفتاویٰ شامیہ)، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، ۱۹۸۳ء۔
- ۵۶۔ شافعی، امام محمد بن ادریس، کتاب الام، لاہور، ادارہ الاشاعت، ۱۹۹۶ء۔
- ۵۷۔ الشیخ نظام و جماعۃ من العلماء الهند الاعلام، فتاویٰ الہندیہ (فتاویٰ عالمگیری، ۱۰۸۱ھ بمطابق ۱۶۷۱ء) پشاور، نورانی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء۔
- ۵۸۔ ضیاء الرحمن، ایاز اصغر، صحت و جسمانی تعلیم، لاہور، خالد بک ڈپوس، س۔ن۔
- ۵۹۔ عبدالحق و مفتیان دارالعلوم، مولانا فتاویٰ حقانیہ، اکوڑہ خٹک، مکتبہ حقانیہ، ۱۹۸۸ء۔
- ۶۰۔ عبد الواحد، مریض و معالج کے اسلامی احکام، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۲۰۱۳ء۔
- ۶۱۔ غزالی، محمد بن محمد بن ابی حامد (المتوفی ۱۱۱۱ء) احیاء العلوم الدین، مصر، مطبع مصطفیٰ البابی الکلی، ۱۹۳۹ء۔
- ۶۲۔ قاسمی، مولانا مجاہد اسلام (المتوفی ۲۰۰۲ء)، عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۹۱ء۔
- ۶۳۔ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام (المتوفی ۲۰۰۲ء)، اہم فقہی فیصلے، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۹۹۹ء۔
- ۶۴۔ قدوری، مولانا حاد شارح (المتوفی ۴۲۸ھ)، الجواہر النيرة، کراچی، قدیمی کتب خانہ، س۔ن۔
- ۶۵۔ قرضادی، الشیخ یوسف، الحلال والحرام فی الاسلام، الباب الثالث، کراچی، المکتب اسلامی، ۱۹۶۹ء۔
- ۶۶۔ کاسانی، ملک العلماء امام علاہ الدین ابی بکر بن مسعود (المتوفی ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، ۱۳۰۴ھ۔
- ۶۷۔ گنگوہی، مولانا رشید احمد (المتوفی ۱۹۹۶ء)، تالیفات رشیدیہ (المعروف بالفتاویٰ رشیدیہ) کراچی، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۷ء۔
- ۶۸۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۲۰۰۲ء۔
- ۶۹۔ لدھیانوی، مولانا محمد یوسف، آپ کے مسائل اور ان کا حل (المتوفی ۲۰۰۰ء) کراچی، مکتبہ لدھیانوی، ۱۹۸۹ء۔
- ۷۰۔ لکھنوی، مولانا عبدالحی (المتوفی ۱۳۰۴ھ)، عمدۃ الرعایہ، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۹۸ء۔

اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۷۱۔ الاوز جندی، امام فخر الدین الحسن بن منصور (المتوفی ۵۹۲ھ)، الفتاویٰ قاضی خان، کوئٹہ، مکتبہ حنفیہ، س۔ن۔
- ۷۲۔ الاندرپتی دھلوی، عالم بن علاء الانصاری (المتوفی ۷۸۶ھ) فتاویٰ تاتارخانیہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۰ء۔
- ۷۳۔ فرغانی المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل (المتوفی ۵۹۶ھ)، الہدایۃ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۸۶ء۔
- ۷۴۔ مالکی، احمد علیش، فتح العلی الممالک، بیروت، دارالکتب، س۔ن۔
- ۷۵۔ محمد ازہر، جدید مسائل خواتین، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۳۶ھ۔
- ۷۶۔ محمد بن شہاب، امام، الفتاویٰ البزازیہ، کوئٹہ، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۹۷ء۔
- ۷۷۔ محمد زید، جدید فقہی مباحث، کراچی، تاج کمپنی، ۲۰۰۳ء۔
- ۷۸۔ عثمانی، محمد شفیع (متوفی ۱۳۹۶ھ)، ضبط ولادت شرعی و عقلی حیثیت، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷ء۔
- ۷۹۔ عثمانی، محمد شفیع (متوفی ۱۳۹۶ھ)، آلات جدیدہ کا شرعی حکم، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷ء۔
- ۸۰۔ محمد عطیہ نمیس، فقہ النساء، لاہور، مکتبہ معارف اسلامی، ۱۹۸۸ء۔
- ۸۱۔ مدنی، مولانا محمد ابراہیم میمن، طہارت کے جدید مسائل، کراچی، ادارہ اشاعت، ۲۰۰۹ء۔
- ۸۲۔ ندوی، نجیب اللہ، اسلامی فقہ، لاہور، پروگریسو بکس، ۲۰۱۲ء۔
- ۸۳۔ نذیری، جمیل احمد، فقہی مباحث، کراچی، ایچ ایم سعید، ۱۹۹۸ء۔
- ۸۴۔ وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۸ء۔

### ﴿.....متفرقات.....﴾

- ۸۵۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، طب نبوی، لاہور، مکتبہ محمدیہ، ۲۰۰۸ء۔
- ۸۶۔ ابوالفضل، نور احمد، خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء۔
- ۸۷۔ اسماعیل، جمال بن عبد الرحمن، بدکاریوں کی تباہ کاریاں، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- ۸۸۔ اشلی مونتاک، رسالہ سخن، یونیسکو، دی بکس، ۱۹۸۸ء۔
- ۸۹۔ انعام الحق کوثر، اسلام اور بچے کی تربیت و نگہداشت، بلوچستان، پرائمری ایجوکیشن کوالٹی ایپروومنٹ پروگرام، ۱۹۹۷ء۔

۹۰۔ Prveen Kumar, Michael clark, clinical medicine, Baillieve Tindall 24-28 oval Road, Londaon.

۹۱۔ پروین کمار، ڈاکٹر، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، ۲۰۱۳ء۔



اگر آپ کو اپنے تحقیقی مقالہ کے لیے مناسب معاوضے میں معاون تحقیق درکار ہو تو مجھ سے رابطہ کیجیے۔  
**ڈاکٹر مشتاق خان: mushtaqkhan.iiui@gmail.com**

- ۹۲۔ ثمرین فرید، خواتین کی صحت، لاہور، دارالشعور، ۲۰۰۸ء۔
- ۹۳۔ چغتائی، حکیم محمد طارق، سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس، لاہور، دارالکتب، ۱۹۹۸ء۔
- ۹۴۔ حکیم نور محمد چوہان، امراض نسواں، لاہور، مکتبہ دانیال، س۔ن۔
- ۹۵۔ خالد غزنوی، طب نبوی اور جدید سائنس، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۹ء۔
- ۹۶۔ ڈار، اختر، ڈاکٹر، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، منہاس پبلشرز، ۱۹۹۸ء۔
- ۹۷۔ Dr. John Everett Park, Preventive and social medicine, Banaridas Bhanot, prem nagar, Jabalpur India, 1167.
- ۹۸۔ ذاکر عبد الکریم نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، لاہور، دارالنواد، ۲۰۰۶ء۔
- ۹۹۔ رفیق، ڈاکٹر محمد غوث، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، س۔ن۔
- ۱۰۰۔ Syed Qaisar Mehmood , Islamic, ultimate answer to the challenge of Adids, USA, 1995.
- ۱۰۱۔ شفیق الرحمن فرخ، موت سے قبر تک، لاہور، ہدیٰ اکیڈمی، ۱۴۳۱ھ۔
- ۱۰۲۔ شاہین، ایاز اصغر، صحت و جسمانی تعلیم، لاہور، خالد بک ڈپو، س۔ن۔
- ۱۰۳۔ عبدالصبور بن عبدالغفور، مسلمان عورت، لاہور، مکتبہ غفوریہ، س۔ن۔
- ۱۰۴۔ علی احمد قاسمی، شادی اور شریعت، لاہور، مکتبہ خلیل، س۔ن۔
- ۱۰۵۔ قحطانی، شیخ محمد بن صالح، تحفۃ المریض، کراچی، قرآن محل، ۲۰۱۴ء۔
- ۱۰۶۔ کاشی رام، ڈاکٹر، امراض نسواں، لاہور، کایاب بک ڈپو، س۔ن۔
- ۱۰۷۔ محمد سلمان، کتاب الطب، لاہور، بیسٹ اردو بکس، ۲۰۰۴ء۔
- ۱۰۸۔ محمد انور اختر، عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات، کراچی، ادارہ اشاعت اسلام، ۲۰۰۳ء۔
- ۱۰۹۔ محمد اعجاز مسلم، لباس اور زینت، راولپنڈی، مکتبہ عثمانیہ، ۲۰۰۷ء۔
- ۱۱۰۔ معاذ حسن، جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں، لاہور، دارالکتب، ۲۰۰۳ء۔
- ۱۱۱۔ ملتان، ڈاکٹر ہری چند، پریکٹس آف میڈیسن، لاہور، مکتبہ دانیال، س۔ن۔
- ۱۱۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلام اور ضبط ولادت، بہاولپور، دارالمطالعہ، ۱۹۹۵ء۔
- ۱۱۳۔ Yusuf Al-Hajj Ahmed, The Islamic Guideline of medicine, Riyadh, Maktab Darussalm, 2010.